

# زبان نبوی کے بات ان کی



تحقیق  
مآخذ المصطفیٰ محمدی ایم اے

میرسول محمد التبیان پاکستان



اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے عقائد  
و اعمال کو ان کے مخالفین کی تصانیف و رسائل  
سے ثابت کیا ہے تاکہ ان پر کفر و شرک کے  
قتلے لگانے والے غور کریں کہ

اس کفر و شرک میں وہ خود  
کس قدر ملوث ہیں۔



# تکلیف اور سیرت بیت انامی

اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے عقائد و اعمال کو ان کے مخالفین کی تصانیف و رسائل سے ثابت کیا ہے تاکہ ان پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والے غور کریں کہ اس کفر و شرک میں وہ خود کس قدر ملوث ہیں۔

علاء غلام مصطفیٰ مجددی ایم کے

میرسنٹرل محمدہ العقیقہ پاکستان



گنج بخش  
لاہور

قاری رضوی کتب خانہ

بِنگاہِ رحمت

☆☆☆

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فاروقی حنفی سرہندی قدس سرہ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب \_\_\_\_\_ زبان میری ہے بات ان کی

مؤلف \_\_\_\_\_ غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

صفحات \_\_\_\_\_ 304

سن طباعت \_\_\_\_\_ دسمبر 2001ء

کپوزنگ \_\_\_\_\_ عزیز کپوزنگ لاہور PP 7237511

ناشر \_\_\_\_\_ چوہدری عبدالمجید

تعداد \_\_\_\_\_ 1100

قیمت \_\_\_\_\_ 125

ملنے کا پتہ

مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ لاہور

گنج بخش  
روڈ لاہور

قادی رضوی کتب خانہ

marfat.com

# انتساب

فرقہ ناجیہ

سوادِ اعظم

اہل سنت و جماعت کے نام

جن کے عقائد و اعمال

کتاب و سنت کے صحیح ترجمان ہیں

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

## ان کے نام

چمن چمن میں ہے رات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

محببتوں کو جلا رہے ہیں عداوتوں کو بڑھا رہے ہیں

جماعتوں کو پھنسا رہے ہیں سراپا زحمت ہے ذات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

وہ بزمِ دوراں کے بازیگر ہیں وہ اپنی ہستی سے بے خبر ہیں

وہ راہ منزل سے دور تر ہیں غموں میں اتری برات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

وہ خواہشوں کے پجاری دیکھے وہ حسرتوں کے بھوپاری دیکھے

وہ مومنوں کے شکاری دیکھے ہے ”فکر توحید“ گھات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

جو عیب مجھ میں نکالتے ہیں خود ان کو لفظوں میں ڈھالتے ہیں

دلوں میں نفرت کو پالتے ہیں عجیب تر ہیں صفات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

میں رونقِ دل نکھارتا ہوں بسوئے ساحل پکارتا ہوں

میں ان کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات ان کی

زبان میری ہے بات ان کی

غلام مصطفیٰ مجددی

.....☆☆☆.....

## افتتاحیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرات گرامی! زیر نگاہ کتاب ”زبان میری ہے بات انکی“ کی ترتیب کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے بعض کم مطالعہ دوستوں نے فرمایا کہ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے وہ دیہاتوں میں وعظ و نصیحت کیلئے گئے وہاں جو شیلے قسم کے غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات نے سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ یہ ختم کہاں لکھے ہیں، میلاد کہاں لکھا ہے، حاضر و ناظر، علم غیب، سب کچھ بریلویوں کی بدعتیں ہیں، ان کا تعلق قرآن و حدیث میں کہیں نہیں وغیرہ وغیرہ لہذا کوئی ایسی کتاب ہونی چاہیے جس میں ان تمام امور کو سامنے رکھ کر مخالفین اہل سنت کی کتابوں سے دلائل دیئے جائیں۔ اگر کوئی بے باک مولوی سامنے آئے تو اسے اسکے اکابر کے حوالے دکھا کر سوال کیا جائے کہ جو کچھ آپ ہمارے بارے میں کہتے ہیں، ہمت کر کے وہی کچھ اپنے اکابر کے بارے میں بھی فرما دیجئے۔ دوستوں کا یہ فرمان دل کو لگا تو احقر نے مسلک اہل سنت کی تائید و حمایت میں ”کارآمد حوالے“ جمع کر دیئے آخر میں چند ابواب شیعہ حضرات کی نذر بھی کئے گئے کہ وہ بھی ہماری معروضات پر غور فرمائیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں، کتاب میں دل آزار رویے سے احتراز کیا گیا ہے، یہ دعوت غور و فکر ہے، یہ حقائق کی دستاویز ہے جس کے ثبوت انکی کتابوں میں بھی چمک رہے ہیں اَلْفُضْلُ مَا شَهِدْتُ بِهِ الْاَعْدَاءَ یعنی فضیلت تو وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیتے ہیں۔ میری دعا ہے کہ مولا کریم اس حقیر سی کاوش کو اہلسنت و جماعت کیلئے باعث تسکین بنائے۔ آمین۔ بحرمۃ سید الانبیاء والمرسلین

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

حاضر ہوا ہیں شیخِ مجدد کی لحد پر  
 وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار  
 گردن نہ جھکی جس کی جہاگیر کے آگے  
 وہ جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار

## آئینہ کتاب

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۲۹	☆ حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۱۵	<u>باب اول: ایصال ثواب</u>
۳۰	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۱۷	☆ حاجی امداد اللہ مہاجرکی کا فیصلہ
۳۰	☆ حضرت جان جاناں کا فیصلہ	۱۹	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ
۳۰	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۲۰	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ
۳۱	☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۲۱	☆ مولوی وحید الزماں کا فیصلہ
۳۳	☆ شاہ رفیع الدین کا فیصلہ	۲۲	☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ
۳۴	☆ ملا احمد جیون کا فیصلہ	۲۲	☆ مولانا عبدالرحمن لکھنوی کا فیصلہ
۳۵	☆ علامہ عبدالرؤف رافت کا فیصلہ	۲۳	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ
۳۶	☆ امام عبدالوہاب شعرانی کا فیصلہ	۲۴	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ
۳۶	☆ خدارا ذراغور کبچے	۲۵	☆ ختم حضرت شیخ احمد سہبندی
۳۷	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۲۵	☆ ختم قادریہ
۳۹	<u>باب دوم: نور مصطفیٰ</u>	۲۶	☆ دیگر ختم قادریہ
۴۱	☆ مولانا عبدالرحمن لکھنوی کا فیصلہ	۲۶	☆ مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ
۴۱	☆ حاجی امداد اللہ مہاجرکی کا فیصلہ	۲۶	☆ مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ
۴۱	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ	۲۷	☆ مولوی عبدالستار کا فیصلہ
۴۲	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ	۲۸	☆ مولوی حافظ محمد لکھنوی کا فیصلہ
۴۳	☆ مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ	۲۸	☆ مختلف شخصیات کے فیصلے

☆ مولوی مشتاق احمد کا فیصلہ	۴۴	باب سوم: تو زندہ ہے واللہ ۵۵
☆ مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ	۴۵	☆ مولوی وحید الزماں کا فیصلہ ۵۶
☆ مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ	۴۵	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ ۵۹
☆ مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی ذکر سہار پوری کا فیصلہ ۶۰
☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی یعقوب نانوتوی کا فیصلہ ۶۱
☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۴۶	☆ مولوی خلیل احمد انبھوی کا فیصلہ ۶۱
☆ حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ	۴۷	☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ ۶۱
☆ قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ	۴۸	☆ قاضی شوکانی کا فیصلہ ۶۲
☆ مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ	۴۹	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۶۲
☆ ابن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ	۴۹	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ ۶۳
☆ عبدالماجد دریابادی کا فیصلہ	۵۰	☆ حاجی امداد اللہ کی کا فیصلہ ۶۳
☆ قاری طیب دیوبندی کا فیصلہ	۵۰	☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ ۶۵
☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۵۱	☆ مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ ۶۵
☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۵۱	☆ مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ ۶۶
☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری کا فیصلہ	۵۱	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۶۶
☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ ۶۶
☆ شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ ۶۷
☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۵۲	☆ قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ ۶۷
☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ	۵۳	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ ۶۷
☆ خدارا ذراغور کیجئے	۵۳	
☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۵۳	

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۸۱	☆ ناطقہ سر بگربیاں	۶۷	خدارا ذرا غور کیجئے
۸۳	<u>باب پنجم: حاضر و ناظر</u>	۶۹	ناطقہ سر بگربیاں ہے
۸۴	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۸۴	۷۲	<u>باب چہارم: محبوب دانائے غیوب</u>
۸۵	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ ۸۵	۷۵	حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ
۸۶	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ ۸۶	۷۵	☆ مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ
۸۶	☆ تمام علماء دیوبند کا فیصلہ ۸۶	۷۵	☆ مولوی محمد شفیع کراچوی کا فیصلہ
۸۷	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ ۸۷	۷۵	☆ مولوی ظلیل احمد نیٹھوی کا فیصلہ
۸۸	☆ مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ ۸۸	۷۶	☆ مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ
۸۸	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے ۸۸	۷۶	☆ مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ
۸۸	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ ۸۸	۷۷	☆ مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ
۸۸	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ ۸۸	۷۷	☆ مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ
۸۹	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ ۸۹	۷۷	☆ مولوی سرفراز لکھنوی کا فیصلہ
۸۹	☆ خدارا ذرا غور کیجئے ۸۹	۷۸	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے
۹۰	☆ ناطقہ سر بگربیاں ہے ۹۰	۷۸	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ
۹۳	<u>باب ششم: میلاد شریف</u>	۷۸	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ
۹۳	☆ حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ ۹۳	۷۹	☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ
۹۵	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ ۹۵	۸۰	☆ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ
۹۵	☆ علماء دیوبند کا فیصلہ ۹۵	۸۰	☆ ملا احمد جیون کا فیصلہ
۹۶	☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ ۹۶	۸۰	☆ خدارا ذرا غور کیجئے

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۱۱۱	☆ علامہ محمد علی النصابونی کا فیصلہ	۹۶	☆ عبداللہ محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ
۱۱۴	☆ عبداللہ بن محمد نجدی کا فیصلہ	۹۷	☆ مولوی اتق و ہونی کا فیصلہ
۱۱۴	☆ حافظ عبدالمنان سلفی کا فیصلہ	۹۷	☆ مفتی عبدالرحمن دیوبندی کا فیصلہ
۱۱۴	☆ امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ	۹۷	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلہ
۱۱۵	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۹۸	☆ محدث ابن جوزی کا فیصلہ
۱۱۵	☆ قاضی شوکانی کا فیصلہ	۹۸	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ
۱۱۵	☆ علامہ داؤد ظاہری کا فیصلہ	۹۸	☆ شاہ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ
۱۱۶	☆ علامہ وحید الزماں کا فیصلہ	۹۹	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ
۱۱۶	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۹۹	☆ شاہ عبدالغنی دہلوی کا فیصلہ
۱۱۶	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ	۱۰۰	☆ خواجہ احمد سعید دہلوی کا فیصلہ
۱۱۶	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۱۰۰	☆ حسن البنا شہید کا فیصلہ
۱۱۶	☆ علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۱۰۱	☆ شاہ ابوالخیر دہلوی کا فیصلہ
۱۱۶	☆ امام احمد بن حنبل کا فیصلہ	۱۰۲	☆ حضرت علامہ اقبال کا فیصلہ
۱۱۶	☆ حضور عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ	۱۰۱	☆ امام ابن کثیر کا فیصلہ
۱۱۸	☆ خدارا ذراغور کیجئے	۱۰۲	☆ علامہ محمود عطار دمشقی کا فیصلہ
۱۱۸	☆ ناظر سرگرمیاں سے	۱۰۳	☆ مولانا کوثر نیازی کا فیصلہ
۱۱۸	☆ ہاشم: طلاق ثلاثہ کا مسئلہ	۱۰۳	☆ دانشوران جامعہ پنجاب کا فیصلہ
۱۲۲	☆ امام ابن حزم ظاہری کا فیصلہ	۱۰۳	☆ خدارا ذراغور کیجئے
۱۲۵	☆ علامہ ناصر الدین البانی کا فیصلہ	۱۰۳	☆ ناظر سرگرمیاں سے
۱۲۵	☆ شیخ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۱۰۳	☆ ہاشم: تراویح کا مسئلہ

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۱۳۷	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۱۲۶	باب دہم: ایمان والدین مصطفیٰ
۱۳۸	☆ علامہ عبدالحی کا فیصلہ	۱۲۷	☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ
۱۳۹	☆ خدارا ذرا غور کیجئے	۱۲۸	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ
۱۳۹	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۱۲۹	باب نہم: ضرورت تقلید
۱۵۰	☆ وحید الزماں کا فیصلہ	۱۳۳	☆ حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ
۱۵۱	☆ محمد حسین بنالوی کا فیصلہ	۱۳۳	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ
۱۵۱	☆ علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ	۱۳۴	☆ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ
۱۵۱	☆ اصحاب صحاح کا فیصلہ	۱۳۴	☆ خدارا ذرا غور کیجئے
۱۵۲	☆ مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ	۱۳۵	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے
۱۵۵	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ	۱۳۵	باب یازدہم: اذان کیساتھ درود
۱۵۸	☆ علامہ ابن قیم کا فیصلہ	۱۳۵	☆ نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ
۱۵۸	☆ قاضی عبدالاحد خانپوری کا فیصلہ	۱۳۶	☆ مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ
۱۵۹	☆ مولانا داؤد غزنوی کا فیصلہ	۱۳۷	☆ علامہ ابن قیم کا فیصلہ
۱۵۹	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۱۳۸	☆ مفتی عبدالعزیز کا فیصلہ
۱۵۹	☆ مجدد الف ثانی کا فیصلہ	۱۳۸	☆ مولوی سید حسن دیوبندی کا فیصلہ
۱۵۹	☆ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ	۱۳۹	☆ خدارا ذرا غور کیجئے
۱۶۱	☆ مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ	۱۴۱	باب دوازدهم: کشف و مراقبہ
۱۶۳	☆ خدارا ذرا غور کیجئے	۱۴۱	☆ مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ
۱۶۳	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۱۴۳	☆ سید احمد شہید کا فیصلہ

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۲۲۹	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۱۶۹	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے
۲۳۰	☆ حضرت حسن مجتبیٰ کا فیصلہ	<b>باب سیزدہم: دیکھا جو کچھ میں</b>	
۲۳۰	☆ حضرت زین العابدین کا فیصلہ	۱۷۱	
۲۳۰	☆ حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ	۱۷۲	☆ کتاب اشرف السوانح کا مطالعہ
۲۳۰	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۱۸۲	☆ کتاب "یا حرف محبت" کا مطالعہ
۲۳۱	☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ	۱۹۳	☆ الشمامة العنبریہ کا مطالعہ
۲۳۱	☆ عظمت فاروق اعظم	۲۱۲	☆ کتاب حسن العزیز کا مطالعہ
۲۳۱	☆ علامہ محمد بن خاند شاہ کا فیصلہ	۲۱۵	☆ کتاب رحمۃ للعالمین کا مطالعہ
۲۳۲	☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۱۸	☆ کتاب سیرۃ المصطفیٰ کا مطالعہ
۲۳۲	☆ علامہ عبدالحمید ابن حدید کا فیصلہ	۲۱۰	☆ خدا را ذرا غور کیجئے
۲۳۳	☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	<b>باب چہارم: خلفاء ثلاثہ کی عظمت</b>	
۲۳۳	☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ	۲۲۳	☆ عظمت صدیق اکبر
۲۳۳	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۲۳	☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ
۲۳۳	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۲۶	☆ علامہ ابوالحسن علی قمی کا فیصلہ
۲۳۵	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۲۶	☆ مرزا محمد تقی سہر کا فیصلہ
۲۳۶	☆ عظمت عثمان غنی	۲۲۷	☆ شیخ ابراہیم حسین انبلی کا فیصلہ
۲۳۶	☆ مجتہد علی نقی کا فیصلہ	۲۲۷	☆ علامہ محمد بن خاند شاہ کا فیصلہ
۲۳۶	☆ مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ	۲۲۸	☆ ابوالحسن علی مسعودی کا فیصلہ
۲۳۶	☆ علامہ یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۲۸	☆ مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ
۲۳۷		۲۲۹	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے

صفحة نمبر	ابواب	صفحة نمبر	ابواب
۲۵۲	☆ ملا باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۳۷	☆ علامہ فتح اللہ کاشانی کا فیصلہ
۲۵۲	☆ علامہ ابن داؤد دینوری کا فیصلہ	۲۳۸	☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ
۲۵۳	☆ مجتہد ابوحنیف کا فیصلہ	۲۳۸	☆ علامہ ابن الحسن طبری کا فیصلہ
۲۵۳	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۳۸	☆ علامہ عباس قتی کا فیصلہ
۲۵۳	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۳۹	☆ علامہ حاجی ہاشم خراسانی کا فیصلہ
۲۵۴	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ	۲۳۹	☆ علامہ فضل بن حسن طبری کا فیصلہ
۲۵۵	☆ حضرت امام حسن کا فیصلہ	۲۴۱	☆ حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ
۲۵۶	☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۲۴۱	☆ حضرت امام علی رضا کا فیصلہ
۲۵۷	☆ باہمی تعلقات	۲۴۲	☆ باہمی تعلقات
باب شانزدهم: ماتم کی ممانعت		باب پانزدہم: صحابہ کرام کی عظمت	
۲۵۹	☆ شیخ صدوق قتی کا فیصلہ	۲۴۵	☆ شیخ عباس قتی کا فیصلہ
۲۶۰	☆ ابن یعقوب کلینی کا فیصلہ	۲۴۶	☆ علامہ کاشانی کا فیصلہ
۲۶۱	☆ علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ	۲۴۶	☆ علامہ ابوالحسن طبری کا فیصلہ
۲۶۱	☆ علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ	۲۴۷	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے
۲۶۲	☆ علامہ شفیق بن صالح کا فیصلہ	۲۴۷	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ
۲۶۲	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے	۲۵۰	☆ امام حسن عسکری کا فیصلہ
۲۶۲	☆ حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ	۲۵۰	☆ حضرت امیر معاویہ
۲۶۲	☆ حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ	۲۵۱	☆ شیخ محمد بن عمر الکشی کا فیصلہ
۳۶۳	☆ حضرت امام حسین کا فیصلہ	۲۵۱	☆ مرزا محمد قتی کا فیصلہ

صفحہ نمبر	ابواب	صفحہ نمبر	ابواب
۲۷۸	☆ مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام	۲۶۳	☆ حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ
۲۷۹	☆ مولوی خلیل احمد انیسوی کا مقام	۲۶۳	☆ حضرت امام باقر کا فیصلہ
۲۷۹	☆ حاجی امداد اللہ کی کا مقام	۲۶۳	☆ حضرت امام صادق کا فیصلہ
۲۸۱	☆ علماء دیوبند کا مقام	<b>باب ہفتم: وحدۃ الوجود</b>	
۲۸۱	☆ ہم پیالہ و ہم نوالہ	۲۶۶	☆ مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ
۲۸۳	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے	۲۶۸	☆ متفقہ شخصیات کے فیصلے
۲۸۳	☆ متفقہ شخصیات کے مقام	۲۶۹	☆ خدارا ذرا غور کیجئے
۲۸۳	☆ مجدد الف ثانی کا مقام	۲۷۰	☆ ناطقہ سرگرمیاں ہے
۲۸۵	☆ علامہ ابن جوزی کا مقام	<b>باب ہشتم: حجت تمام ہوتی ہے</b>	
۲۸۶	☆ شیخ عبدالحق دہلوی کا مقام	۲۷۱	
۲۸۷	☆ شاہ عبدالرحیم کا مقام	۲۷۲	☆ علامہ ابن تیمیہ کا مقام
۲۸۷	☆ شاہ ولی اللہ دہلوی کا مقام	۲۷۳	☆ علامہ ابن قیم کا مقام
۲۸۸	☆ شاہ عبدالعزیز کا مقام	۲۷۳	☆ نواب صدیق حسن کا مقام
۲۸۹	☆ شاہ عبدالقادر کا مقام	۲۷۴	☆ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مقام
۲۸۹	☆ قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مقام	۲۷۵	☆ حافظ محمد لکھوی کا مقام
۲۸۹	☆ خدارا ذرا غور کیجئے	۲۷۶	☆ قاضی سلیمان منصور پوری کا مقام
۲۹۲	☆ وسیلہ	۲۷۶	☆ میر ابراہیم سیالکوٹی کا مقام
۳۱۲	☆ کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں	۲۷۷	☆ مولوی قاسم نانوتوی کا مقام
۳۲۲	☆ مصادر و مراجع	۲۷۷	☆ مولوی اشرف علی تھانوی کا مقام
	☆	۲۷۷	☆ میاں نذیر حسین کا مقام

باب اوّل

ایصالِ ثواب



## ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب کا مطلب ہے ثواب پہنچانا۔ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ دنیا سے جانے والوں کو ثواب کلام بھی پہنچتا ہے اور ثواب طعام بھی پہنچتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ثواب پہنچانے والا مسلمان ہو جس کو پہنچایا جا رہا ہو وہ بھی مسلمان ہو۔ اس عقیدے کی روشنی میں اہلسنت اپنے اعمال مثلاً میلاد شریف، گیارہویں شریف، ختماتِ تیجہ، چالیسواں، عرس، نذر و نیاز وغیرہ کا انعقاد کرتے ہیں۔ عمل کا نام کوئی بھی ہو کام ایصالِ ثواب ہے۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ مخالفین اہل سنت نے ہمیشہ ان اعمال کا مذاق اڑایا۔ سادہ دل مسلمانوں کو صدیوں سے مروجہ اعمالِ صالحہ سے متنفر کیا اور قرآن و حدیث کی غلط تعبیرات پیش کر کے ان کو اغواء کرنے کی مذموم کوشش کی۔ بلکہ اب جرأت کا یہ عالم ہے کہ ان اعمال پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کیا جاتا ہے۔ آئیے دیکھتے

ہیں کہ ان اعمال کی حقانیت تو خود مخالفین اہل سنت کے اکابر کے ہاں مسلمہ ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ کفر و شرک کے تیروں سے ان اکابر کے سینے بھی گھائل کیے جائیں۔

## حضرت حاجی امداد اللہ کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے

☆ ”نذرو نیاز قدیم زمانہ سے جاری ہے لیکن اس زمانہ کے لوگ انکار کرتے ہیں“ (امداد البشاق ص ۹۲)

☆ ”مولوی صادق الیقین صاحب فرماتے ہیں کہ جب مثنوی شریف ختم ہوگئی تو حاجی امداد اللہ صاحب نے حکم شربت بنانے کا دیا۔ اور فرمایا اس پر مولانا روم صاحب کی نیاز بھی کی جائے گی۔ گیارہ گیارہ بار سورۃ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی۔ اور شربت بننا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے کسی واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے۔ اور دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے۔ لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے“ (امداد البشاق ص ۹۲)

☆ ”لفظ عرس اس حدیث سے لیا گیا ہے۔ نم کنومتہ العروس یعنی مرنے کے بعد صالح بندے سے کہا جاتا ہے سو جا دلہن کی نیند“ اللہ کے مقبول بندوں کے حق میں موت محبوب حقیقی سے ملنے کا نام ہے۔ اور اسی وجہ سے ان کی موت وصال کہی جاتی ہے۔ یعنی ملاپ۔ اب جو محبوب حقیقی سے جا ملے

اس سے بڑھ کر کیا شادی ہو سکتی ہے۔ عرس کی رسم جاری کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مرنے والوں کی روجوں کو ایصالِ ثواب کرنا ایک پسندیدہ فعل ہے۔ اس سلسلہ میں جن بزرگوں سے ہم نے فیوض و برکات حاصل کئے ہیں ان کا ہمارے اوپر سب سے زیادہ حق ہے۔ پھر اپنے پیر بھائیوں سے ملنا محبت کو بڑھانا ہے۔ اور باعث برکت بھی ہے۔ اس کے ساتھ طالبوں کا یہ فائدہ ہے کہ پیر کی تلاشی میں دقت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے مشائخ رونق افروز ہوتے ہیں۔ ان میں جن سے عقیدت ہو ان کے مرید ہو سکتے ہیں.....

اور صاحب مزار کی روح کو قرآن کریم کی تلاوت اور کھانا تقسیم کرنے کا ثواب بھی پہنچایا جاتا ہے اس مصلحت سے ایک خاص تاریخ مقرر کی جاتی ہے..... ایک شبہ اس حدیث سے پیدا ہوتا ہے۔ لا تتخذوا قبوری عیداً۔ یعنی میری قبر کو میلہ مت بنا۔ اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا خوشیاں کرنا زینت و آرائش اور دھوم دھام کا اہتمام کرنا یہ سب منع ہے۔ کیونکہ زیارت قبور عبرت اور آخرت کو یاد دلانے کیلئے ہے۔ نہ کہ غفلت اور زینت کیلئے۔ یہ معنی نہیں کہ قبر پر جمع ہونا منع ہے۔ ورنہ قافلوں کا روضہ اقدس کی زیارت کیلئے مدینہ منورہ بھی جانا منع ہوتا اور ظاہر ہے یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ زیارت قبور اکیلے یا جماعت کیساتھ دونوں طرح جائز ہے۔ اور ایصالِ ثواب بذریعہ تلاوت قرآن اور تقسیم طعام بھی جائز اور مصلحت سے خاص تاریخ مقرر کرنا بھی جائز اور یہ سب مل کر بھی جائز رہا”

(فیصلہ بنت مسئلہ ص ۸۵)

☆ ”گیارہویں حضرت غوث پاک قدس سرہ کی دسویں بیسویں چہلم“

ششماہی سالانہ وغیرہ اور توشہ شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمئی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ حلوائے شب برات اور دیگر طریق ایصالِ ثواب کے اسی قاعدے پر مبنی ہیں۔ (فیصلہفت مسئلہ ص ۸)

## مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

علماء دیوبند اور علماء اہل حدیث کے متفقہ رہنما مولوی اسماعیل دہلوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو عبادت کہ مسلمان سے ادا ہو، اسی کا ثواب کسی فوت شدہ کی روح کو پہنچائے اور جناب الہی میں دعا کرنا اس کے پہنچانے کا طریقہ ہے۔ اگر اس کے حقداروں یعنی اموات کے فاتحوں، عرسوں اور نذر و نیاز سے اس امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں“ (صراط مستقیم ص ۱۰۳)

☆ ”کوئی یہ نہ سمجھے کہ مردوں کو طعام و فاتحہ کے ذریعے نفع پہنچانا اچھا نہیں، یہ کام بہتر و افضل ہے۔ (صراط مستقیم)

## مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”عرس میں جو تاریخ متعین ہوتی ہے، اگر اس تعین کو قربت نہ سمجھیں بلکہ اور کسی مصلحت سے تعین ہو، مثلاً سہولت اجتماع تاکہ تداعی کی صعوبت یا بعض اوقات اس کی کراہت کے شبہ سے مامون رہیں۔ اور خود اجتماع اس مصلحت سے ہو کہ ایک سلسلہ کے احباب باہم ملاقات کر کے حب اللہ کو ترقی دیں اور اپنے بزرگوں کو آسانی اور کثیر مقدر میں جو کہ اجتماع سے

حاصل ہے ثواب پہنچانا ہے۔ بے تکلف میسر ہو جائے۔ نیز اس اجتماع میں طالب علموں کے لئے اپنے شیخ کا انتخاب آسان ہو جاتا ہے۔ یہ تو ظاہر مصالِح ہیں جو مشاہد ہیں یا کوئی باطنی مصلحت بھی داعی ہو..... بہر حال اگر ایسے مصالِح سے تعین ہو تو فی نفسہ جائز ہے۔ (بودار النوادر ص ۴۵)

☆ ”ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب مردہ کو یا زندہ کو دے دے، جس طرح مردہ کو ثواب پہنچتا ہے اس طرح زندہ کو بھی پہنچتا ہے۔

(الذکر جلد ۳ ص ۹۵)

## مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے قطب الارشاد مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو اموات اولیاء اللہ کی نذر ہے تو اس کے اگر یہ معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح پہنچے تو صدقہ ہے، درست ہے، جو نذر بمعنی تقرب ان کے نام پر ہے تو حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۴)

☆ ”احادیث سے نفع پہنچانا محقق اور جمہور صحابہ وائمہ کا مذہب ہے“ (تذکرۃ الرشیدیہ ص ۲۶)

☆ ”قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے، کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کی اصل شرح سے ثابت ہے بدعت نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱)

☆ ”ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۵۲)

## مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر علامہ وحید الزماں کا ارشاد ہے۔

☆ ”غیر اللہ کی نذر صریح شرک ہے۔ کیونکہ نذر عبادت ہے۔ نبی پاک

ﷺ نے فرمایا بیشک نذر خالص اللہ کے لئے ہے۔ ولو نذر لله واوصل

ثوابہ، الی روح النبی او ولی او احد من الاموات فهذا يجوز اور اگر

نذر اللہ کے لئے ہو اور اس کا ثواب نبی پاک یا کسی ولی یا مردوں میں سے

کسی کی روح کو پہنچایا جائے تو وہ جائز ہے۔ اسی زمانہ میں لوگ اس کو فاتحہ

کہتے ہیں۔ اس کا صریحاً جواز مولانا عبدالعزیز اور مولانا اسحاق وغیر ہمانے

بیان فرمایا ہے۔ اور بعض علماء نے اس عمل کی اصل کو شرعی نہیں کہا۔ اس پر اس

کو بدعت سمجھا ہے۔ اور اس کو منع کیا ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواز فرمایا

ہے۔ کہ اس کی اصل شریعت میں موجود ہے۔ اور وہ حدیث ام سعد اور ابو طلحہ

والی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اور

دوسری روایت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے صدقہ والی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ بغیر کسی انکار کے صوفیہ کرام کے نزدیک یہ عمل سند اول ہے۔

اگر نذر اللہ کے لئے ہے اس ہدیہ کے طریقہ پر ثواب پہنچایا جائے تو وہ حلال

ہے۔ فائدہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ کے لوگوں میں یہ رواج ہے کہ طعام پکاتے

ہیں یا حلوہ مٹھائی بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اولیاء میں سے فلاں ولی اللہ

کے لئے اور انبیاء کرام کے لئے ہے۔ پس اس کا معنی نیاز، فاتحہ اور ہدیہ ہے۔

غیر اللہ کی نذر کا ارادہ نہیں کرتے بلکہ ان کی روح کو ایصال ثواب کرتے

ہیں۔ پس اس کا حلال ہونا راجح ہے.....

یا کہے یا نبی اللہ! یا ولی اللہ میری حاجت پوری ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجئے تو میں آپ کی بارگاہ میں صدقہ کا ثواب (بطور) ہدیہ پیش کروں گا، ان تمام صورتوں میں نذر جائز ہے۔ اور پھر جو کہتے ہیں کہ یہ ”نذر نبی“ ہے۔ اور یہ ”نذر ولی“ ہے۔ تو یہ نذر شرعی ہرگز مراد نہیں ہوتی، اور حکم نبی میں داخل نہیں، اس میں نذر شرعی کا معنی نہیں، یہاں اکابر نے تو ہمیشہ ”عرف نذر“ کی بات کی ہے۔ (ہدیہ المحدث ص ۳۸)

مزید فرمایا

☆ ”پس اگر حیوان پر غیر اللہ کا نام ذکر کیا جائے جیسے کہا جاتا ہے کہ سعید احمد کبیر کی گائے“ ”شیخ صدر الدین کا مرغ“ وغیرہ پھر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے فہو حلال۔ پس وہ حلال ہے۔ (ہدیہ المحدث ص ۳۹)

### مولوی میرابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند استاد مولانا میرابراہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔

☆ ”مجھ نابکار کو ان (امام عبدالوہاب شعرانی) سے کمال حسن عقیدت ہے، میں نے انکی کتب سے سلوک و فروغ کے متعلق بہت فیض حاصل کیا۔ مصر میں، میں نے ان کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی اور ان کے مرقد منور کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۱۱۵)

### مولانا عبداللہ لکھنوی کا فیصلہ

دیوبندی اور اہل حدیث علماء کے نہایت متفقہ عالم دین مولانا عبداللہ

لکھنوی سے سوال کیا گیا کہ سید احمد کبیر کی گائے وغیرہ حلال ہے یا حرام؟  
آپ نے ارشاد فرمایا:

☆ ”اگر تقرب خدا تعالیٰ کے لئے ہو اور اس کے لئے ذبح ہو ایصال  
ثواب کسی کیلئے بھی ہو حلال ہے“ (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۴)

مزید فرمایا: کہ بیشک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ  
ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال و طیب ہے، کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر  
اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔ گو ان کیلئے اسکی نذر کرتے ہیں (فتاویٰ عبدالحی جلد ۳ ص ۱۰۵)

مزید برآں حضرت لکھنوی نے ہر چیز کے ایصال ثواب کو اور سالانہ عرس  
بزرگان دین کو جائز لکھا ہے۔ اور ان اعمال کو حدیث پاک کان النبی صلی  
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یاتی قبور الشهداء علی رأس کل حول یقول  
سلام علیکم بما صبرتم فنعم عُقبی الدار و ابوبکر و عمر و عثمان  
سے ثابت کیا ہے۔ نیز ان اعمال کی حقانیت پر حضرت عبدالحق محدث دہلوی  
اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی جیسے اکابر امت کے حوالے دیئے ہیں۔ (فتاویٰ  
جلد ۳ ص ۶۸)

## مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مہمانی اور علماء دیوبند کے ”قاسم العلوم والخیرات“  
مولوی قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”حضرت جنید کے کسی مرید کا رنگ یکا یک متغیر ہو گیا۔ آپ نے  
سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا

ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچتر ہزار بار کبھی کلمہ پڑھا تھا۔ یہ سمجھ کر بعض روایتوں میں اس قدر کلمہ کے ثواب پر وعدہ مغفرت ہے۔ اپنے جی جی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا۔ اور اس کو اطلاع نہ دی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوانا ہشاش بشاش ہے۔ آپ نے پھر سب پوچھا اس نے عرض کیا کہ اپنی ماں کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو اس پر آپ نے فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصحیح اس کے مکاشفہ سے ہوئی“ (تخذیر الناس ص ۳۴)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

ابحدیث حضرات کے بلند پایہ مجدد اور شیخ الشیوخ مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

☆ ”شیخ نے ترجمہ میں لکھا ہے کہ آثار میں سورہ فاتحہ اور معوذتین اور قل هو اللہ احد کا پڑھنا اور ان کا قبر والوں کو ثواب پہنچانا آیا ہے اور قرآن پاک کا ثواب میت کو پہنچانے اور اس کے پہنچنے میں اختلاف کیا ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ ثواب پہنچتا ہے۔ شیخ عبداللہ یافعی روض الریاحین میں کہتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالسلام کو لوگوں نے خواب میں دیکھا انہوں نے کہا ہم نے دنیا میں فتویٰ دیا تھا کہ قرآن کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا یہاں اس کے برعکس پایا اور ہم نے دریافت کیا کہ ثواب پہنچتا ہے۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام)

☆ ”یافعی نے لکھا ہے کہ مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ ارواح موتی بعض اوقات میں علیین یا سحیبن سے طرف اپنے اجساد کے اندر قبور کے واپس

کئے جاتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ خصوصاً شب جمعہ کو اور وہ بیٹھ کر باہم بات چیت کرتے ہیں۔ (بذل الحیات ص ۴۲)

☆ ”طاوس نے کہا کہ مردے اپنی قبروں میں آزمائے جاتے ہیں سات دن تک اس لئے سلف دوست رکھتے تھے کہ ان سات دنوں میں ان کی طرف سے کھانا کھلایا جائے رواہ احمد فی الزہد ابو نعیم فی الحلیہ (بذل الحیات ص ۲۹)

☆ ”آفات بلیات اور حوادث زمانہ آگ لگنے ڈوبنے سے محفوظ رہنے کیلئے ختم بخاری شریف مجرب اور تریاق اور نافع ہے۔ (الروض الغیب ص ۱۱۲)

نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب ”الداء والدواء“ میں مندرجہ ذیل ختمات مبارکہ کا ذکر فرمایا۔

## ختم حضرت شیخ احمد سرہندی

☆ فرماتے ہیں: ”یہ ختم واسطے حصول جمع مقاصد و حل مشکلات کے مجرب ہے۔ پہلے سو بار درود پڑھے پھر پانچ سو بار لاجول و لا قوۃ الا باللہ بلا کم و بیش پھر سو بار درود اس ختم کو ہمیشہ پڑھتا ہے۔ یہاں تک کہ مطلب حاصل اور مشکل حل ہو۔ مرزا صاحب قدس سرہ نے قاضی ثناء اللہ مرحوم کو لکھا تھا کہ ختم خواجگان و ختم مجدد رضی اللہ عنہم ہر دن بعد حلقہ صبح کے لازم کر لو“ (الداء والدواء ص ۱۶۹)

## ختم قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ”اس کو مشائخ نے واسطے برآمد امرمہم کے مجرب سمجھا ہے“ عروج ماہ میں پنجشنبہ سے شروع کر کے تین دن تک پڑھے بسم اللہ معہ

فاتحہ و کلمہ تمجید و درود اور سورہ اخلاص ہر ایک کو ایک سو گیارہ بار پھر شریفی پر  
فاتحہ پڑھ کر ثواب اس کا روح پر فتوح آنحضرت اور مشائخ طریقت کو دے کر  
تقسیم کر دے۔ (الداء والدواء ص ۱۷۰)

## دیگر ختمِ قادریہ

☆ فرماتے ہیں: ”پہلے دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص  
گیارہ بار پھر بعد سلام کے یہ درود ایک سو گیارہ بار پڑھے اللہم صلی علی  
محمد معدن الجود والکرم وعلی ال محمد وبارک وسلم پھر  
شیرینی پر فاتحہ شیخ جیلی رضی اللہ عنہ پڑھ کر تقسیم کر دے۔ (الداء والدواء ص ۱۷۰)

## ختم برائے میت

☆ فرماتے ہیں: ”پھر ہاتھ اٹھا کر سورہ فاتحہ پڑھ کر آواز بلند سے کہے  
کہ ثواب ان کلمات طیبات کا جو اس حلقہ میں پڑھے گئے اور ثواب ختم قرآن  
تہلیل کا فلاں کی روح کو پیش کیا گیا لوگ حلقے کے یوں کہیں رہنا تقبل منا  
انک انت السميع العليم۔ (ایضاً)

## مولوی یوسف پنجابی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مایہ ناز مولوی یوسف پنجابی کا ارشاد ہے۔

☆ ”بیشک زندوں کی دعا مردوں کے لئے اور ان کا صدقہ دینا ان کے  
درجات کی بلندی میں نافع ہے۔ (العقیدۃ الجمد یہ ص ۵۲ جلد ۲)

## مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے رہنما مولوی زکریا سہارنپوری نے تحریر فرمایا کہ ایک

عورت کا گنہگار بیٹا مر گیا ماں نے خواب میں دیکھا کہ اسکو عذاب ہو رہا ہے۔ وہ بہت پریشان ہوئی۔ کچھ عرصے کے بعد اس نے پھر خواب میں دیکھا کہ نہایت خوش و خرم ہے، ماں نے پوچھا یہ کیا ہو گیا۔ اس نے کہا کہ ایک بہت بڑا گنہگار شخص اس قبرستان سے گذرا۔ قبروں کو دیکھ کر اس کو کچھ عبرت ہوئی۔ وہ اپنی حالت پر رونے لگا اور سچے دل سے توبہ کی اور کچھ قرآن شریف اور بیس مرتبہ درود شریف پڑھ کر اس قبرستان والوں کو بخشا، جس میں میں تھا۔ اس میں سے جو حصہ مجھے ملا اس کا یہ اثر ہے۔ جو تم دیکھ رہی ہو۔ میری اماں حضور پر درود کا نور ہے۔ گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور زندہ اور مردہ دونوں کے لئے رحمت ہے۔ (ملخصاً فضائل درود شریف مطبوعہ دہلی ص ۱۰)

### مولوی عبدالستار کا فیصلہ

غیر مقلدین کے پیشوا مولوی عبدالستار نے قصص الحسنین میں لکھا ہے۔

رات جمعہ دی مغرب کچھے دو رکعتاں جانی  
ہر رکعت وچ فاتحہ کچھے ستر قل پچھانی  
ایہہ دوگانہ جس میت نو بخشیا پڑھنے والے  
دوزخ وچوں جلدی اسنوں رب کریم نکالے

مولوی عبدالستار صاحب نے مشہور حدیث کو بھی اشعار میں بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن ایک بندہ اپنے درجات دیکھ کر عرض کرے گا، 'مولا! کیا یہ میرے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تیرے بیٹے نے تیرے لئے استغفار کیا، اس کے صدقے تجھے یہ درجے عطا کئے گئے۔

ایسے عمل اسٹے نہیں سن تے آکھن یا رب عالی  
 اوہ کی حکمت جس دے باجھوں رحمت موج دکھالی  
 رب کہہ سی فرزند تساڈے پڑھی کلام الہی  
 اس دے پارولہ اپر تساڈے رحمت بے پرواہی  
 مولوی صاحب ”قصص الحسنین کے آخر میں تمام مسلمانوں سے اپیل  
 کرتے ہیں۔

دعا منکن میں کارن مومن کراں سوال نمانا  
 فاتحہ کلمہ تن قل پڑھ کے ختم درود پچانا

### مولوی حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مقتدا مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی منظوم کتاب ’احوال  
 لآخرت‘ میں فرماتے ہیں۔

ہزار چکھتر کلمہ طیب بے پڑھ بخشے کوئی  
 جلد آزاد عذابوں ہووے جنوں بخشے سوئی

### متفقہ شخصیات کے فیصلے

اس مضمون میں ہم ان تاریخ ساز شخصیات کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کی  
 علمی و فکری روحانی و تحقیقی قابلیت پر تمام علماء دیوبند زعماء اہل حدیث غیر مقلدین  
 اور ہم سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ان مسلمہ و  
 متفقہ اکابرین کے فیصلوں پر عمل کر کے انتشار و افراق کی مسموم فضاؤں میں  
 اخوت و یگانگت کے رنگ بھرے جاسکتے ہیں۔ آئیے مطالعہ کریں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی جامع الصفات شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ تمام دیوبندی اور غیر مقلد مولوی ان کی تعلیمات اور فیوضات کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو ان کا روحانی وارث تصور کرتے ہیں۔ ایک سوال کے جواب میں ان کا ارشاد ہے۔

☆ ”جان لینا چاہیے کہ ثواب بخش دینا بہتر ہے۔ اس میں دوسروں کا بھی نفع ہے اور اپنا بھی۔ اور نہ بخشنے میں صرف اپنا فائدہ ہے۔ اور یہ بھی ہے کہ شاید دوسرے کے صدقے اس کا عمل بھی قبول ہو جائے“ (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۷۷) فرماتے ہیں:

☆ ”چند سال قبل فقیر کی عادت تھی کہ کھانا پکاتا تھا تو آل عبا کی روحانیت مطہرہ کیلئے خاص کرتا تھا۔ اور ایصالِ ثواب میں حضور پر نور ﷺ کے ساتھ حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ اور حضرت امین رضی اللہ عنہم کو شامل رکھتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ حضور پر نور ﷺ نے توجہ نہ فرمائی، رخ انور کو دوسری جانب رکھا۔ پھر فقیر سے ارشاد فرمایا ”من طعام درخانہ عائشہ می خورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد، ہم عائشہ صدیقہ کے گھر طعام کھاتے ہیں، جو شخص ہمیں کھانا بھیجے، ان کے گھر بھیجے، فقیر کو معلوم ہو گیا کہ توجہ نہ فرمانے کی وجہ یہ تھی۔ اس کے بعد میں نے ہمیشہ حضرت عائشہ صدیقہ بلکہ تمام ازواج مطہرات کو اور تمام اہل بیت کرام کو شامل ثواب کیا اور جمع اہل بیت سے تو سل رکھا“۔ (مکتوبات فارسی دفتر دوم ص ۵۹)

## شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”کہتے ہیں کہ حضرت وزیر الدین علیہ الرحمۃ ہر شب جمعہ کو رسول

پاک ﷺ کی روح مطہر کیلئے زردہ پکاتے اور چاولوں کے اوپر تین بار قتل ہو

اللہ احد پڑھتے۔ (اخبار الاخیار ص ۳۳ مطبوعہ دیوبند)

☆ ”بیشک ہمارے ملک میں آج کل گیا رہوں تاریخ مشہور ہے اور

یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں متعارف ہے“ (ماہیت بانہ ص ۶۸)

## حضرت جانِ جاناں کا فیصلہ

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اولیاء اللہ حضرت نقشبند خولجہ جنید

حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہم سب عرس غوث اعظم

میں شریک ہوئے۔ (ملخصاً کلمات ص ۷۷)

## شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

رئیس المتاخرین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”مشائخ کی پاک روحوں کی طرف متوجہ ہو کر ان کیلئے فاتحہ پڑھے

یا انکی قبروں کی زیارت پر والہانہ عقیدت سے حاضری دے اور خیرات مانگے“

(معانی فارسی ص ۳۴)

☆ ”مشائخ کے عرسوں کو یاد رکھا جائے اور ان کے مزارات پر حاضری

دینے، فاتحہ پڑھنے اور ان کے لئے صدقہ دینے کو ضروری خیال کرے، (ہمعوات ص ۵۸)

☆ ”اگر حلوہ یا کھیر وغیرہ پر کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کیلئے فاتحہ پڑھ کر کسی کو کھلا دیں تو کوئی حرج نہیں، نیز اللہ تعالیٰ کی نیاز کا کھانا امیروں کو جائز نہیں، اگر کسی بزرگ کی فاتحہ کا کھانا ہو تو امیروں کو جائز ہے۔ (زبدۃ النصاب ص ۱۳۲)

☆ ”دس دفعہ درود شریف پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی شیرینی پر فاتحہ عام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرے یہ عمل ہر روز کرے انشاء اللہ چند روز میں مقصد پورا ہو جائے گا“ (انتباہ فی سلاسل اولیاء ص ۱۱۳)

☆ ”شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ نے کچھ بھنے ہوئے چنے اور گڑ بطور نیاز تقسیم کر دیئے، خواب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ بڑی مسرت کیساتھ متوجہ ہوئے، کچھ تناول فرمائے اور باقی ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے (درشین ص ۸)

## شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

علم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”وارد ہے کہ مردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح ہوتا ہے اور فریاد رسی کا انتظار کرتا ہے۔ صدقات، دعائیں اور فاتحہ مردہ کے بہت کام آتی ہیں،“ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورۃ القمر)

☆ ”حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی ذریت طاہرہ سے تمام امت مرشدوں کی طرح محبت کرتی ہے اور ان سے نیکوینی امور کو وابستہ جانتی ہے۔ فاتحہ، درود، صدقات اور ان کے نام کی نذریں ساری امت میں مروج ہیں اور معمول ہیں۔ چنانچہ تمام اولیاء اللہ سے امت کا یہی معاملہ ہے۔“ (تحدیث عشریہ فارسی ص ۴۴۵)

☆ صالحین کی قبروں کی زیارت اور تبرک اور تلاوت قرآن، دعائے خیر اور طعام و شیرینی کی تقسیم کے ایصالِ ثواب سے ان کی (بلندی درجات کیلئے) امداد کرنا خوب و مستحسن امر ہے، اس پر علماء کرام کا اجماع ہے، (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۵۸)

☆ ”سال میں دو مجلس فقیر کے مکان میں ہوتی ہیں، مجلس ذکر و وفات شریف اور مجلس شہادتِ حسنین..... اکثر حضار مجلس اور اس فقیر پر حالت رقت و گریہ طاری ہو جاتی ہے۔ اگر یہ سب فقیر کے نزدیک جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا“ (فتاویٰ عزیزی ص ۱۱۰)

☆ ”حضرت غوث اعظمؒ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابرین جمع ہوتے۔ نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ تعالیٰ تلاوت کرتے حضرت غوث اعظمؒ کی مدح میں قصائد و مناقب پڑھتے بعد ازاں سجادہ نشین کے ساتھ ذکر کرتے، جو نیاز تیار ہوتی وہ تقسیم کی جاتی۔“ (ملفوظات ص ۶۲)

”اس نذر کی حقیقت یہ ہے کہ کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب روح میت کو پہنچانا اور یہ کام مسنون ہے۔ اور صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ تو اس

نذر کا حاصل یہ ہے کہ کھانے وغیرہ کی معین مقدار کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچایا جائے۔ ولی کا ذکر عمل مندور کے تعین کیلئے ہے ..... یہ نذر صحیح ہے۔ اس کی ادا واجب ہے۔ (فتاویٰ جلد ۱ ص ۱۲۱)

☆ ”(حضرت شاہ ولی اللہ کے وصال کے) روز سوم (تیجے پر) لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ حساب سے باہر تھا۔ اکاسی سے بھی زیادہ قرآن پاک ختم ہوئے اور کلمہ کا تو احاطہ نہیں۔ (ملفوظات عزیزی ص ۸۰)

☆ ”حضرت شاہ عبدالعزیز تقریب عرس میں والد محترم اور جد امجد کی قبر پر حاضری دیتے، مسافت کے باوجود پیدل جاتے اور واپسی پر سوار ہوتے۔ خوش آوازی سے قرآن و فاتحہ پڑھنے کے بعد حکم دیتے کہ مثنوی شریف سے کچھ پڑھا جائے۔ (ملفوظات عزیزی ص ۴۱)

## شاہ رفیع الدین کا فیصلہ

شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”مجلس میں فاتحہ و ختم حاضران مجلس کیلئے ہے۔ اگر یہ جماعت قبر پر ہو تو اس جگہ تقسیم ہو اور اس کا ثواب مردوں کو پہنچے اور اگر گھر میں ہو تو حاضرین میں تقسیم کرے اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (فتاویٰ ص ۹)

☆ ”لفظ نذر جو اس مقام پر مستعمل ہے وہ اپنے شرعی معنی پر نہیں عبادات مقصودہ بطریق تقرب الی اللہ کی جنس سے ایجاب غیر واجب ہے۔ بلکہ عرفی معنی کیساتھ ہے۔ اسلئے جو بزرگوں کے حضور پیش کیا جاتا ہے اسے نذر و نیاز کہتے ہیں۔ (رسالہ نذر بزرگان ص ۱)

☆ ”نذر کی وجہ اول یہ ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے یہ اولیاء اللہ تو صرف مصرف ہیں کہے یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جائے تو تیری نذر اس نیک ولی کے خادموں کو پہنچاؤں گا۔ وجہ دوم یہ کہ ان اولیاء اللہ کو شفع بنائے اور یہ کہے کہ اے اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ کی جناب میں میری اس مشکل کے حل کے لئے دعا کریں۔ اگر میری یہ مراد پوری ہو جائے تو آپ کی طرف سے اللہ کی بارگاہ میں اتنا طعام یا نقد پیش کروں گا۔ تاکہ ان کا ثواب آپ کو پہنچے۔ یہ طریقہ جائز ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میری طرف سے قربانی کرتے رہنا۔ حضرت سعد بن عبادہ کو ام سعد کے لئے کناں نکالنے کا حکم دیا۔ وجہ سوم یہ کہ اس بزرگ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر عرض کرے اے اللہ فلاں بزرگ کی برکت سے اور اپنی عنایت و مہربانی سے کہ اپنی عمر اس کی بندگی اور رضا جوئی میں گزاروں گا، اگر تو میری مشکل آسان کر دے تو اتنا مال تیرے لئے صرف کروں گا اور اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو پہنچاؤں گا۔ تاکہ اس برواحسان سے وہ بزرگ خوش ہو جائے۔ یہی مذہب حنفیہ ہے۔ کہ انسان ثواب جسے چاہے پہنچائے۔ (رسالہ نذر بزرگان)

### ملا احمد جیون کا فیصلہ

سلطان اسلام حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کے استاد گرامی حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”اور یہاں سے معلوم ہوا کہ بیشک نذر اولیاء کیلئے مانی جانے والی

گائے جیسا کہ ہمارے زمانے کا رواج ہے۔ حلال اور طیب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۲۹)

## علامہ عبدالروف رافت کا فیصلہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے خاص شاگرد حضرت امام عبدالروف رافت فرماتے ہیں۔

☆ ”جاننا چاہیے کہ تفسیر فتح العزیز میں کسی عدو نے الحاق کر دیا ہے اور یوں لکھا ہے کہ اگر بکری کو غیر خدا کے نام سے منسوب کیا ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوگی۔ اور غیر خدا کے نام کی تاثیر اس میں ایسی ہوگئی ہے کہ اللہ کے نام کا اثر ذبح کے وقت حلال کرنے کے واسطے بالکل نہیں ہوتا۔ سو یہ بات کسی نے ملا دی ہے۔ خود مولانا و مرشدنا حضرت عبدالعزیز صاحب کبھی ایسا سب مفسرین کے خلاف نہ لکھیں گے۔ اور ان کے مرشد اور استاد والد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں ماہل کے معنی مازح لکھا یعنی ذبح کرتے وقت جس جانور پر بت کا نام لیوے۔ سو حرام ہے۔ اور مردار جیسا ہے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کیا سو کیونکر حرام ہوتا ہے۔ بعض نادان تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد شریف کی نیاز حضرت پیران پیر کی نیاز اور ہر ایک شہداء و اولیاء کی نیاز فاتحہ کے کھانے کو بھی حرام کہتے ہیں اور یہ آیت دلیل لاتے ہیں کہ غیر خدا کا نام جس پر لیا گیا سو حرام ہے۔ واہ وا کیا عقل ہے۔ ایسا کہتے ہیں اور پھر جا کر کھاتے ہیں۔ (تفسیر روئی ص ۱۴۸ مطبوعہ بمبئی)

## امام شعرانی کا فیصلہ

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ کا ارشاد ہے کہ

☆

”حضرت شاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی

زیارت کی۔ آپ نے فرمایا جب تجھے حاجت درپیش ہو تو اور تو اس کو پورا

کرنے کا ارادہ کرے تو نفیسہ طاہرہ کی نذرمان لے اگرچہ ایک پیسہ ہی کیوں

نہ ہو، بیشک تیری حاجت پوری ہو جائے گی (طبقات جلد ۲ ص ۶۸)

## خدا را ذرا غور کیجئے

حضرات محترم ہم نے متفقہ بزرگوں اور مخالفین اہل سنت کے پیشواؤں

کے روشن فیصلے آپ کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ ان تمام شخصیات نے ایصال

ثواب کے جملہ پہلوؤں پر کھل کر گفتگو فرمائی ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یہ

لوگ اپنے گھر کی کتابیں نہیں پڑھتے یا پڑھتے ہیں تو ”تجاہل عارفانہ“ سے کام

لیتے ہیں کہ امت مسلمہ کہیں ایک عقیدے پر جمع نہ ہو جائے۔ ایسے روشن

فیصلوں کے ہوتے ہوئے کیوں کہا جاتا ہے۔ ملا جی کا ختم شریف، بکرے

چھترے، ہضم شریف۔ اوجی بریلوی مولویوں نے کھانے پینے کا ڈھنگ بنا

رکھا ہے۔ اوجی یہ تو مشرکوں سے بھی گئے گزرے ہیں۔ غیر اللہ کی نیازیں

کھاتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ تم یہ الفاظ مذکورہ صدر شخصیات بالخصوص اپنے

اکابرین کے لئے استعمال کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو۔ اگر نہیں تو تم اپنے فتوے

اور تقوے میں مخلص نہیں۔ مسند علم پر بیٹھ کر انصاف نہیں کرتے۔ کیا ایک ہی

جرم پر بڑوں کو اور اپنوں کو معاف کرنا جبکہ دوسروں پر طعن و تشنیع کے پتھر

برسانا، عدل ہے؟ کیا یہ عادت چھوٹ نہیں سکتی تاکہ اہل اسلام کو امن و امان نصیب ہو جائے۔؟

## ناطقہ سر بگمیاں ہے

جو لوگ خواہ مخواہ دوسروں کے بارے میں سوائے ظن کا شکار ہوں اور ان کے جائز کاموں اور عقیدوں کو بھی شکوک و شبہات کی نظر سے دیکھتے ہوں، قدرت اپنی طرف سے انہیں کچھ ایسی نارسائی کی سزا دیتی ہے کہ سارے تقوے خاک میں مل جاتے ہیں۔ اب ذرا گیارہویں شریف، میلاد شریف، ختمات مبارکہ اور بزرگوں کی نذرو نیاز کے لنگر کو حرام کہنے والوں کی قلابازیاں اور بوالعجیاں دیکھئے اور پوچھئے کہ حضرت اگر وہ لنگر حرام ہے تو یہ ڈھنگر کیسے حلال ہو گئے۔

☆ ”حلال ہے کھانا گورخر (جنگلی گدھے) کا“ (فقہ محمدیہ جلد ۵ ص ۱۲۳)

☆ ”جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں کھانے والے کو برا

کہتے ہوں وہاں کھانے والے کو ثواب ہوگا“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۳۵)

☆ ”مباح ہے کھانا بجوکا“ (فقہ محمدیہ جلد ۵ ص ۱۲۳)

☆ ”کافر کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حلال ہے“ (نزل الابرار جلد ۳ ص ۷۸)

☆ ”سب دریائی جانور حلال ہیں یہاں تک کہ کتا، خنزیر اور سانپ بھی

حلال ہیں“ (نیل الاوطار جلد ۱ ص ۲۷)

☆ ”کچھوا، کوکرا، گھونگا ان تینوں سے شرع شریف نے بند نہیں کیا لہذا

حلال ہیں“ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۵)

☆ ”کچھوا حلال ہے“ (تفسیر ستاری ص ۳۲۶)

☆ ”گوہ حلال ہے“ (ایضاً)

☆ ”نسلی میرزائی اہل کتاب ہیں، ان کا ذبیحہ حلال ہے“ (کفایت السننی)

(جلد ۱ ص ۳۱۱)

ناطقہ سرگرمیاں ہے اسے کیا کہیے  
خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھئے



## باب دوم

نورِ مُصطفیٰ ﷺ

## نور مصطفیٰ ﷺ

اہل سنت و جماعت کے خواص و عوام کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے محبوب و مطلوب دانائے غیب ﷺ کو نور سے تخلیق فرمایا اور بشری لبادے میں ملبوس فرما کر تمام کائنات کو فیض ختم نبوت سے مشرف کرنے کے لئے بھیجا۔ حضور کا نور ہونا بھی برحق ہے۔ اور بے مثال بشر ہونا بھی برحق۔ معراج پر جانا براق پر بیٹھنا لامکان کی سیر کرنا۔ وصال کے روزے رکھنا دندان اقدس سے شعاعوں کا نکلنا، حسن رخ کا آفتاب اور ماہتاب پر غالب آنا، نور ہونے کی دلیل ہے، کھانا، پینا، بازاروں میں چلنا، فروغ ہدایت کے لئے لہولہان ہونا، نکاح کرنا بے مثال بشر ہونے کی دلیل ہے۔ اتنے صاف سھرے عقیدے پر بھی لوگ برا فروختہ ہو گئے۔ اور پکار اٹھے جی، نور کیوں کہتے ہو، قرآن پیش کیا، نہ مانے، حدیث پیش کی نہ مانے، صحابہ کرام کے فیصلے پیش کئے نہ مانے، سوچا چلو ان کے بزرگوں کے حوالے پیش کر دیتے ہیں شاید جن کی ”برکت“ سے یہ بگڑے ہیں ان کے قلم سے نکلنے والے چند حقائق کو دیکھ کر سدھر ہی جائیں، ہاں اگر ان حقائق کو دیکھ کر بھی ماننے کا کوئی پروگرام نہ بنے تو پھر ہماری اتنی گزارش ضرور مان لیجئے کہ نور مصطفیٰ کو ماننے کی جو سزا ہمیں سناتے ہو وہی ان بزرگوں کو بھی سنا دیجئے۔ کیونکہ انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زبان میری ہے بات ان کی

## مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مولانا عبدالحی لکھنوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”پیشک نبی اکرم ﷺ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تھے تو آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیونکہ سایہ کثیف ہوتا ہے اور آپ کی ذات سر سے قدم تک نور ہے۔ (العلین العجیب ص ۱۳)

## حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے پیر و مرشد اور علماء اہل حدیث کے مدد و مددگار جبکہ ہمارے شیخ حضور قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے سلسلہ صابریہ میں ولی نعمت حضرت حاجی امداد اللہ مکی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

”نہ پیدا اگر ہوتا احمد کا نور نہ ہوتا دو عالم کا ہرگز ظہور  
(جہاد اکبر ص ۳)

چہرہ تاباں کو دکھلا دو مجھے تم سے اے نور خدا فریاد ہے  
(نالہ امداد غریب ص ۲۲)

نور احمد سے منور ہے دو عالم دیکھو دیکھتے ہو مہ خورشید کی تنویر عبث  
(گلزار معرفت ص ۷)

## مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مہبانی مولوی قاسم نانوتوی کا قصائد قاسمی ص ۴ پر ارشاد ہے۔

کہاں وہ رتبہ کہاں وہ عقل نار سا اپنی  
کہاں وہ نور خدا اور کہاں یہ دیدہ زار  
اگر قمر میں کچھ آجائے تیرے چہرے کا نور  
تورات دن ہے اور آگے اس کے دن شب تار

### مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے استاد گرامی مولوی رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک ﷺ کی شان اقدس میں فرمایا کہ  
طرف خدا سے تمہاری جانب نور آیا اور کتاب مبین آئی۔ و مراد از نور ذات  
پاک حبیب خدا ہست۔ نور سے مراد حبیب خدا کی ذات ہے۔“

(امداد السلوک ص ۸۵)

☆ ”تواتر سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ کا سایہ نہ تھا اور یہ ظاہر  
ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے“ (ایضاً)

### مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مسلمہ مجدد اور حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا  
اشرف المواعظ میں ارشاد ہے۔

نبی خود نور اور قرآن ملا نور  
نہ ہو کیوں مل کے پھر نور علی نور

حضرت تھانوی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب نشر الطیب میں ”نور محمدی“  
کے بیان میں ایک باب باندھا ہے اور اس میں وہی احادیث مبارکہ رقم کی

ہیں جو علماء اہل سنت بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

نام احمد چوں چنین یاری کند

تا کہ نورش چوں مدد گاری کند

نشر الطیب کے آغاز میں رقم طراز ہیں۔

☆ ”اس حدیث سے نور محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقہ ثابت ہوا

کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا

نور محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے“ (نشر الطیب ص ۵)

☆ ”نور سے حضور کا وجود موجود مراد لیا جاوے۔ (اشرف الموعظ ص ۴۸)

## مولوی ذوالفقار دیوبندی کا فیصلہ

قصیدہ بردہ شریف کے مشہور شارح مولوی ذوالفقار دیوبندی فائما

اتصلت من نورہ بھم کی شرح میں لکھتے ہیں۔

☆ ”ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ

ان کو صرف بدولت حضور پر نور ﷺ پہنچا ہے کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق

ہیں اول ما خلق اللہ نوری“ (عطر الوردہ ص ۲۴ مطبوعہ دیوبند) نیز لکھا ہے۔

کے ملک کر دی بہ پیش آدم خاکی سجدو

نور تو دروے نبودی گرو دلیعت اے ہدی

## مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

مولوی حسین احمد مدنی نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ لکھا ہے۔

☆ ”ہمارے حضرات اکابر کے اقوال عقائد کو ملاحظہ فرمائیے۔ یہ جملہ

حضرات، حضرت ذات حضور پر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الہیہ اور میزاب رحمت غیر متناہیہ اعتقاد کئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی۔ عام ہے کہ وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی، ان سب میں آپ کی ذات اس طرح واقع ہوئی کہ جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو۔ اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں، غرضیکہ حقیقت محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالات عالم و عالمان ہے، یہی معنی لَوْلَاکَ لَمَّا خَلَقْتُ الْاَفْلَکَ اور اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ وَاَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ وغیرہ کے ہیں“ (الشہاب الثاقب ص ۴۷ مطبوعہ دیوبند)

### مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

آل دیوبند کے شیخ المحمد ثین مولانا شبیر احمد عثمانی کا ارشاد ہے۔

☆ ”شاید نور سے خود نبی کریم صلعم اور کتاب مبین سے قرآن کریم مراد ہے“ (تفسیر عثمانی ص ۹۳)

### مولوی مشتاق احمد دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند حضرات کے زبردست محقق مولانا مشتاق احمد کا ارشاد ہے۔

☆ ”غرض نور اور سراج منیر کا اطلاق حضور کی ذات پاک پر اسی وجہ سے ہے کہ حضور نور مجسم اور روشن چراغ ہیں..... آپ کے جد امجد عبدالمطلب کو قریش مصیبت کے وقت نور اسی کے سبب حل مشکلات کا وسیلہ بنایا کرتے تھے“ (الوسائل ص ۲۲، ۲۳)

## مولوی طاہر قاسمی کا فیصلہ

مولوی طاہر قاسمی جمیرہ قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔

☆ ”معلوم ہوا کہ نور محمدی بلحاظ خلقت سب مخلوق سے اول ہے۔ اور بلحاظ ظہور سب سے آخر ہے۔ اسی لئے نور محمدی کا اول و آخر نور خدا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اور کسی کے نور نبوت کا یہ منصب نہیں ہو سکتا۔ نہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی نبوت کا وجود ہی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر تسلیم کیا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسے منکر گروہ نے حقیقت محمدیہ کی اولیت سے بھی انکار کر دیا ہے۔ (عقائد الاسلام قاسمی ص ۳۲-۳۳)

## مولوی ادریس کاندھلوی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے شیخ الحدیث مولوی کاندھلوی نے مقدمہ مقامات حریری میں اپنا عقیدہ اس طرح رقم کیا ہے۔

سراج المنیر کشمس الضحیٰ

خیر البرایا و نور قدیم

اپنی کتاب عقائد الاسلام میں لکھتے ہیں۔

آفتاب شرع دریائے یقین

نورِ عالم رحمتہ للعالمین

☆ ”تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا ہے۔ مراد محمد رسول

اللہ ﷺ اور ایک روشن کتاب آئی ہے۔ قنادہ اور زجاج سے منقول ہے کہ نور

سے آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات مراد ہے۔ (تفسیر معارف القرآن جلد ۱ ص ۴۲)

## مولوی عاشق میرٹھی کا فیصلہ

دیوبندی حضرات کے یہ بلند پایہ مورخ لکھتے ہیں۔

☆ ”آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب نہایت

حسین اور خوبصورت جوان تھے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا نور ان کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔ اسلئے کچھ طبعی طور پر زنان قریش کی

طبیعتوں کا میلان عبداللہ کی طرف ہوتا تھا۔ (اسلام ص ۲۵ جلد ۱)

## مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مناظر اعظم مولوی امرتسری کا ارشاد ہے کہ

☆ ”ہمارے عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ رسول خدا ﷺ خدا کے پیدا

کئے ہوئے نور ہیں“ (فادائی ثنائیہ جلد ۲ ص ۳۳۷)

☆ ”قد جاء کم من اللہ نور“ یعنی تمہارے پاس اللہ کا نور محمد ﷺ

اور روشن کتاب قرآن شریف آئی۔ (تفسیر ثنائی سورہ المائدہ ص ۱۱)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مجدد اعظم صدیق حسن بھوپالی نے تو کمال کر دیا، لکھتے

ہیں۔

☆ ”کہا گیا ہے کہ نور محمدی کا حلول ہند میں منطقی مساوات سے ثابت

ہوتا ہے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی رو سے نور محمدی صلب آدم میں ودیعت تھا۔

اور ان کی پیشانی میں روشن تھا۔ تو واضح ہو کہ نور محمدی کی ابتدائی جلوہ افروزی

ہندوستان ہے۔ اور اس کی منتہا عرب ہے۔ آپ کے طفیل ہندوستان کو کافی شرف و فضل حاصل ہوا۔ اور اس مساوات کی تقریر یہ کہ نور محمدی نے حضرت آدم کے ساتھ نزول فرمایا اور منطق کی کتب میں اس قیاس کی تحقیق تلاش کرو۔

كانت لآدم ارض الهند منهبطاً

وفيه نور رسول الله مشغول

یعنی زمین ہند حضرت آدم کے نزول سے مشرف ہے، اور اس میں رسول

پاک ﷺ کا نور اقدس مشغول ہے“ (خیزۃ القدس ص ۳۷۶)

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ

☆ ”اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول خدا کا نور نبوت پہلے صلب آدم

میں تھا اور اس کے بعد اصلاب آبا اور ارحام امہات میں منتقل ہوتا رہا۔

تا آنکہ عبداللہ بن عبدالمطلب سے مکہ میں ظاہر ہوا“ (حج الکرمۃ فی آثار القیامۃ

ص ۱۳)

☆ ”زجاج نے کہا مراد نور سے حضرت ہیں یا اسلام یا قرآن“ (ترجمان

القرآن جلد ۱ ص ۸۵۷)

## حافظ محمد لکھوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مفسر تفسیر محمدی منزل چہارم میں رقم طراز ہیں۔

نور نبی دا خوبیاں اوسدیاں لوکاں نوں دسیاون

آگے وحی نبوت تھیں بھی خوبیاں لوکاں بھاون

اوہ نور نبی دا آپے دہندا لوکاں نوں روشنائی

بھادریں نبی نبولے دیوے حاجت اگر نہ کائی  
تے جمن ویلے مائی ڈٹھا نور کنوں چکارا  
جو شام ولایت شہر دسیاوے اس نوروں آشکارا

### مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دیوبند کے شارح بخاری مولانا انور شاہ کشمیری نے یہ عقیدہ لکھا ہے۔

کاندر آنجا نور حق بود و بند دیگر حجاب  
دید و شنید آنچه جزوے کس بنشیند و ندید

(عقیدہ الاسلام ص ۲۱۹)

### قاضی سلمان منصور پوری کا فیصلہ

اہل حدیث کے مقتدر عالم و محقق مولانا سلیمان سلمان منصور پوری کا  
ارشاد ہے۔

☆ ”نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا اسم ظاہر بھی ہے، وہ حسب و نسب  
عالی ہے، آباؤں اولین جو اسی نور (نور محمدی) کے حامل تھے۔ سفاح سے  
پاک رہے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۲)

☆ ”سیدہ آمنہ نکاح کے پہلے ہفتہ میں امانت دار ”نور محمدی“ بن گئی  
تھیں“ (ایضاً جلد ۲ ص ۱۰۸)

☆ ”قرآن مجید نے نبی ﷺ کو سراج منیر کہا ہے۔ اور یہ بتلا دیا کہ  
حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور  
جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک دور کا باصرہ افروز اور بصیرت افزا ہے“ (سید

☆ ”کعب بن زہیر قصیدہ بانث سعاد میں کہتے ہیں ان الرسول کنور  
یتضاء بہ“ (رحمۃ للعالمین جلد ۳ ص ۲۱۹)

## مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

مرکزی اہل حدیث جمعیت کی سربراہ آوردہ شخصیت جناب ساجد میر کے  
دادا حضور مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی کا ارشاد ہے۔

☆ ”(حضرت عبدالمطلب) کی پیشانی میں خدا کے برگزیدہ رسول کا  
نور تھا جس کے دیکھنے کیلئے ایسی آنکھ کی ضرورت ہے جس کی نور افزائی  
بصیرت حقانی نے کی ہو (سیرت المصطفیٰ جلد ۱ ص ۶۱)

☆ ”عبدمناف کو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے قمر البطحا کہتے ہیں۔

آپ بتوں کو برا جانتے تھے اور آپ پر نبی کریم ﷺ کا نور ظاہر و آشکارا تھا۔  
اور رسول اللہ ﷺ کا نور ان کے چہرے میں موتی کی طرح چمکتا تھا۔ ان کو جو  
شخص دیکھتا ان کے ہاتھ چوم لیتا اور جس شے کے پاس سے گزرتے وہ شے  
ان کو سجدہ کرتی۔ عبدالمطلب کے چہرے پر نور موتی کی طرح چمکتا تھا اور اس  
کے چہرے کے خط و خال سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہوتا تھا“ (ایضاً جلد ۱ ص ۷۰)

☆ ”حضرت آمنہ نے دیکھا کہ مجھ سے ایک نور نکلا ہے جس سے میں  
نے شام کے شہر بصری کے محلات دیکھ لئے“ (ایضاً جلد ۱ ص ۱۱۵)

## ابن محمد بن عبد الوہاب کا فیصلہ

اس دنیائے دوں میں وہابیت و نجدیت کا پودہ کاشت کرنے والے شیخ

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے امام بدرالاعلام شیخ عبداللہ بن محمد نے لکھا ہے۔

☆ ”ابن سعد روایت کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ کی والدہ نے فرمایا جب آپ پیدا ہوئے، اس وقت مجھ سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محل جگمگانے لگے۔ آپ ﷺ صاف ستھرے پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ کے جسم پر میل کچیل مطلق نہیں تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

وانت لما ولدت اشرفت الارض وضاءت بنورک الافق یعنی آپ ﷺ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آپ ﷺ کے نور سے کنارے روشن ہو گئے۔ ونحن فی ذلک الضیاء وفي النور فسبل الرشاد تخترق، یعنی اور ہم اس نور سے متمتع ہیں اور اس کی روشنی میں ہدایت کے راستے ہموار کئے جا رہے ہیں“ (سیرۃ الرسول مترجم ص ۳۰ مطبوعہ جہلم)

### عبدالماجد دریا آبادی کا فیصلہ

حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے پروردہ نگاہ مولانا عبدالماجد دریا آبادی کا ارشاد ہے۔

☆ ”نور سے اشارہ ہے رسالت محمدی ﷺ کی جانب اور کتاب مبین سے قرآن کی جانب“ (تفسیر ماجدی جلد ۱ ص ۲۴۴)

### قاری محمد طیب دیوبندی کا فیصلہ

سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مولوی قاری طیب دیوبندی کا ارشاد ہے۔

☆ ”آپ ﷺ کے جسم مبارک، جمال مبارک اور حقیقت پاک سب ہی میں نورانیت اور جازیت نظر آتی ہے..... اور حقیقت محمدی کو حدیث میں نور کہا جانا سب اسی کی علامات و آثار ہیں“ (آفتاب نبوت جلد ۱ ص ۳۱)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب نور مصطفیٰ کی شان حقانیت پر ان عظیم الشان شخصیات کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جن پر تمام اہل سنت و جماعت اور اہل حدیث اور دیوبندی حضرات کا مکمل اتفاق ہے۔ سب ان کے علمی و فکری وقار کو سلام شوق پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی تحقیقات پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”حضور اکرم ﷺ جسم عنصری رکھنے کے باوجود حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے، نبی اکرم ﷺ نے خود ارشاد فرمایا: خُلِقْتُ مِنْ نُورِ اللَّهِ فِي الْوَجْهِ الْكَرِيمِ“ (مکتوبات فارسی جلد ۳ ص ۱۹۱)

## قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

بہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور آیا یعنی محمد ﷺ آئے یا اسلام آیا۔“ (تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۶۷)

## شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”اول مخلوقات اور خلق عالم و آدم کا واسطہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا نور ہے

جیسا کہ صحیح حدیث میں وارد ہے **أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِي سَبَّحَ مِنْهُ** پہلے اللہ

تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا، علوی و سفلی مکونات اسی نور اور اسی جوہر پاک

سے پیدا ہوئے“ (مدارج النبوة فارسی جلد ۲ ص ۲)

☆ ”آپ کا ایک اسم مبارک نور ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا“ (ایضاً جلد ۱ ص ۲۱)

## شاہ عبدالرحیم دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت الشاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”عرش سے فرش تک اور علوی فرشتے اور سفلی جنات تمام حقیقت

محمدی سے ہی پیدا ہوئے اور حضور اقدس ﷺ کا فرمان ہے اول ما خلق اللہ

نوری“ (انفاس رحیمیہ ص ۱۳)

## شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

امام التحقیق حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

وَقَدْ كَانَ نُورُ اللَّهِ فِينَا لَمْ يَهْتَدِ

وَصَمَّصَامُ تَدْمِيرُ عَلَي كُلِّ نَاكِبٍ

حضور علیؑ نور خدا تھے ہدایت والے اور ہر نافرمان کو ہلاک کرنے والی

تلوار کی صورت تھے۔ (تعمیرہ الطیب انعم ص ۱۲)

## شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

اعلم المحمدین حضرت الشاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ایک نور چمکا جسکی بدولت آپ کی

والدہ کریمہ پر ملک شام کے شہر روشن ہو گئے“ (تفسیر عزیزی جلد ۲ ص ۲۱۹)

## خدارا ذرا غور کیجئے

قارئین کرام! مندرجہ بالا عبارات و اقتباسات کا بار بار مطالعہ فرمائیں

اور خود اپنی عقل سلیم کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے۔

اگر نور مصطفیٰ کے منکرین میں اپنے ان اکابر پر کوئی فتویٰ صادر کرنے کی ہمت

و جرأت نہیں تو پھر اہل سنت و جماعت کو بھی معاف کر دیا جائے۔ اور اس

عقیدے کو مذاق کا نشانہ بنا کر ان کے جذبات سے نہ کھیلیں بلکہ ذرا اعلیٰ

ظرفی اور بلند نظری کا ثبوت دیتے ہوئے جملہ عالم اسلام کے ”نظریہ نور“ کی

حقانیت کو قبول کر لیں، آخر وہ بھی تو حضور پر نور، نور علی نور ﷺ کا کلمہ پڑھتے

ہیں، ان کی شان و عظمت کو سلام نیاز پیش کرنا ان کے ایمان کا بھی تقاضا ہے،

وہ تقاضے سے کیوں نا آشنا ہیں ان کی یہ نا آشنائی کب تک امت مسلمہ کے

اتحاد کو زخمی کرتی رہے گی، یہ سوچنا ان کا اولین فریضہ ہے۔

ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا

## ناطقہ سر بگریباں ہے

جن لوگوں نے اپنے اکابر کی ان جلی تحریروں سے چشم پوشی کرتے ہوئے

حضور نور مجسم ﷺ کی شان نورانیت کا انکار اپنا شیوہ حیات بنا رکھا ہے، وہ

زبان میری ہے بات ان کی

نجانے کس منہ سے اپنے اکابر کو ”نور مجسم“ مانتے ہیں۔ ورط حیرت میں گم کر دینے والی یہ عبارت مولانا عاشق الہی میرٹھی کے قلم کا شاہکار ہے۔ وہ مولانا رشید احمد گنگوہی کی ”شان نور“ بیان کرتے ہیں۔

☆ ”پس بے نظیر شیخ وقت اور بے عدیل قطب زماں کی سوانح کوئی لکھے تو کیا لکھے، بھلا جس ”مجسم نور“ سرتا پاکمال کا عضو عضو اور رواں رواں ایسا حسین ہو کہ عمر بھر ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے بھی سیری نہ ہو سکے۔ اس کے کوئی محاسن بیان کرے تو کیا کرے“ (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص ۳)

انہی کی ”شان نور“ میں محمود الحسن شیخ الہند کا مرثیہ ملاحظہ فرمائیے۔

چھپائے جامہ فانوس کیونکر شمع روشن کو  
تھی اس ”نور مجسم“ کے کفن میں وہ عریانی

تمام دیوبندی حضرات حضرت میاں شرف پوری قدس سرہ کا یہ ارشاد بڑے ذوق سے لکھتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ دیوبند میں چار نوری وجود ہیں ان میں سے ایک نور شاہ صاحب ہیں“ (عبارات اکابر ص ۲۷)

☆ ”مولوی خلیل احمد کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مولانا خلیل احمد صاحب تو نور ہی نور ہیں ان میں نور کے سوا کچھ نہیں“ (تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۹)

☆ ”مولوی احمد علی لاہوری کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور تھے“ (رسالہ خدام الدین لاہور ۲۳ مئی ۱۹۹۲)

اب ہم اہل انصاف سے التماس ضرور کریں گے کہ جب حضور ﷺ ”نور مجسم“ نہیں اور اللہ کی طرف سے نور نہیں تو یہ دیوبندی اکابر کیسے نور بن گئے۔ دل سے پوچھئے اور فیصلہ دیجئے ورنہ جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا۔

باب سوم

تو زندہ ہے واللہ

## تو زندہ ہے واللہ

صحابہ کرام سے لے کر آج تک سب ہدایت مآب لوگوں کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ حضور فخر کائنات جان حیات ﷺ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد اپنی قبر انور میں زندہ جاوید ہیں۔ درود و سلام سنتے ہیں۔ فریاد سنتے ہیں اور غلاموں کی امداد فرماتے ہیں۔ آیات ربانی اور احادیث نبوی کی روشنی میں اہل سنت و جماعت نے اس عقیدہ حسنہ کو متعدد بار ثابت کیا ہے۔ ہر دور کے جلیل القدر ائمہ اور رفیع المرتبت صوفیہ نے اپنے علم و تحقیق اور فکر و مشاہدہ سے اسے تسلیم کیا، اوروں کو بھی اس کے جلوے دکھائے۔ اب کیا کیا جائے عقل نارسا کا۔ اس نے کچھ دماغوں میں کچھ اسطرح رسوخ پیدا کر لیا ہے کہ وہ ہر حقیقت سے بیگانہ ہوتے جا رہے ہیں۔ ہم اس باب میں ان کو ان حقائق کے مطالعہ کی دعوت دیتے ہیں جو ان کے اپنے مقتدر علما کے فکر و نظر کا نیچوڑ ہیں، کیا وہ ان پر بھی کفر و شرک کا وہی فتویٰ لگانے پر تیار ہیں جو تمام عالم اسلام پر لگاتے ہیں۔؟

## مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

امام الوہابیہ مولانا وحید الزماں صاحب ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ”تیسرا قول مختار ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کا وسیلہ جائز ہے تو پھر زندوں کے اختصاص کی کوئی دلیل ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر میں نبی ﷺ کیساتھ توسل منع ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ اور بیشک حضرت عباسؓ کیساتھ توسل لوگوں کے ساتھ ان کا دعا کرنا تھا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں ایسے ہی شہداء اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیشک ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ پر دعویٰ کیا تھا مگر اس سے سوائے اس کے کوئی چیز ثابت نہ کر سکے۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے استعانت جائز نہیں لیکن وہ عبادت کے معنوں میں ہے۔ ہاں آپ کے ساتھ توسل جائز ہے“ (ہدیۃ الہدی ص ۹۳ مطبوعہ فیصل آباد)

☆ ”دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز ہے، خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے۔ اس کا ثبات نابینا کی اس حدیث میں ہے۔ یا محمد انی اتوجه بک الی ربی دوسری حدیث میں ہے یا عباد اللہ اعینونی، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا انہوں نے کہا وا محمد ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا عمراہ یا عمراہ یا عمراہ یہ روایت ابن حیان نے کی ہے۔ سید نے بعض تالیفوں میں کہا!

قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے  
ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے

(ہدیۃ الہدی ص ۵۰)

☆ ”یا رسول اللہ یا علی یا غوث تو اس اکیلی ندا سے ان پر شرک کا حکم

نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جاسکتا ہے جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر کے مقتولوں کو فلاں ابن فلاں کہتے ہوئے پکارا تھا۔ (ایضاً ص ۵۱)

☆ فوت شدگان قبروں میں زائرین کا کلام و سلام سنتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ان پر کس نے سلام بھیجا ہے۔ اور جو ان کے لئے دعا کرتا ہے۔ اور آپس میں انس محسوس کرتے ہیں اور ان میں سے بعض قبر میں نماز پڑھتے ہیں۔ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں، زائرین کو پہچانتے ہیں اور ان سے مانوس ہوتے ہیں۔ نعمتیں دیئے جاتے ہیں۔ اور لباس پہنتے ہیں اور جنت کے پھل کھاتے ہیں اور جنت کا پانی پیتے ہیں اور زائرین کے احوال کو جانتے ہیں۔ اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

☆ ”عجیب ترین بات یہ ہے کہ ہمارے کچھ بھائیوں نے استعانت میں زندوں اور مردوں کا فرق کیا ہے۔ اور گمان کیا ہے کہ جو امور بندوں کی قدرت میں ہیں ان میں زندوں سے مدد مانگنا شرک نہیں، البتہ انہیں امور میں مردوں سے مدد مانگنا شرک ہے۔ حالانکہ یہ کھلا مغالطہ ہے، کیونکہ غیر اللہ ہونے میں زندہ اور مردہ برابر ہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مردوں سے مدد مانگنا انہیں زندوں کا شریک بنانا ہے نہ کہ اللہ کا“ (ایضاً)

☆ ”صنم اور وثن کا حکم الگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے اجتناب اور انہیں توڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ جو شخص ان سے سوال کرتا ہے اگرچہ چیز مانگے جو زندوں سے مانگی جاتی ہے، وہ ان کی تعظیم کرتا ہے اور ہم اس سے پہلے بتا چکے ہیں کہ ملائکہ، انبیاء، اولیاء اور وہ شعائر جن کی عزت ہمارے دین میں باقی ہے۔ ان کے علاوہ جن چیزوں کی مشرک عبادت کرتے ہیں ان کی معمولی

تعمیم بھی کفر ہے۔ انبیاء اولیاء کی روحیں، اصنام اور اوٹان کے قبیلے سے نہیں ہیں بلکہ یہ ملائکہ کے قبیلے سے ہیں۔ یا ان سے اعلیٰ ہیں۔ لہذا ان ارواح کو فرشتوں پر قیاس کیا جائے نہ کہ اصنام اور اوٹان پر جو سراپا نجاست ہیں“ (ہدیہ المحدثی ص ۲۷)

## حافظ ابن قیم کا فیصلہ

اہل حدیث غیر مقلدین کے مسلمہ امام حافظ ابن قیم نے ایک روایت لکھی ہے۔ جس میں حضرت شبلیؒ نماز کے بعد آیت ”لقد جاء کم رسول“ کے بعد ”صلی اللہ علیک یا محمد“ پڑھتے تھے، حضور ﷺ نے خواب میں حضرت شبلیؒ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (جلاء الافہام ص ۳۶۰ مطبوعہ امرتسر)

## مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے بانی مہمانی جناب مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

- ☆ ”حیات نبوی ﷺ دائمی ہے۔ ممکن نہیں کہ آپ کی حیات زائل ہو جائے اور حیات مومنین عرض ہے۔ زائل ہو سکتی ہے“ (آب حیات ص ۱۳۳)
- ☆ ”اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں“ (آب حیات ص ۳۶)
- ☆ ”یعنی سلامت جسد نبوی اور حرمت نکاح ازواج مطہرات اور عدم توریث اموال مقبوضہ حضرت محمد ﷺ میں اگر غور کیا جائے تو ایک وہی حیات ہے اور کوئی امر مذکورہ میں سے ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ یہ کہ ہو تو سکتا ہے پر نہیں ہے“ (آب حیات ص ۲۹)

☆ ”رسول اللہ ﷺ کی حیات دنیوی علی الاتصال اب تک برابر مستمر“  
اس میں انقطاع یا تبدل و تغیر جیسے حیات دنیوی کا حیات برزخی ہو جانا واقع  
نہیں ہوا“ (آب حیات ص ۲۷)

مدد کراے کرم احمدی کہ تیرے سوا  
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(تھاندا قاسمی ص ۸ مطبوعہ ملتان)

## مولوی انور شاہ کشمیری کا فیصلہ

دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولانا سید انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے۔  
☆ ”بیشک تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے  
ہیں۔ معنی اس حدیث کا یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح عبادات طیبہ اور  
افعال مبارکہ سے معطل نہیں ہوتیں بلکہ اپنی قبروں میں اسی طرح عبادات  
کرتی ہیں؛ جس طرح ظاہری حیات میں نماز، روزہ، حج وغیرہ کرتی تھیں اور  
اسی طرح ان کے تابعین کا حال ہے، مراتب کے مطابق“ (فیض الباری شرح  
بخاری جلد ۲ ص ۶۴)

## مولوی زکریا سہارنپوری کا فیصلہ

مولوی زکریا سہارنپوری صاحب فرماتے ہیں۔  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، اسی طرح اخیر تک اَلسَّلَامُ  
کیا ساتھ اَلصَّلَاةُ کا لفظ بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فضائل درود شریف ص ۲۸)

## محمد یعقوب نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی صاحب بارگاہ رسول میں عرض کرتے ہیں۔

کن بر من خستہ جگر یا رحمۃ للعالمین  
ہم از سر لطف یا رحمۃ للعالمین  
کاش ازیں ہفتہ عشرہ ماندے  
بردردت سالی و ماہے یا رسول  
(سیرت یعقوب و مملوک ص ۸۳)

## مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

دیکھ دیوبند مولانا خلیل احمد انبیٹھوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے کہ وہ نبی ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہاں جیسے چاہتے ہیں اللہ کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں“ (المحمد عقائد دیوبند ص ۶۸)

## علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابی کو یہ دعا سکھائی ”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے نبی نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد ﷺ میں اپنی حاجت کے پورا ہونے کے لئے آپکی طرف متوجہ ہوں۔ اے اللہ حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما“ (مجموع الفتاویٰ جلد ۱ ص ۲۶۷) قاعدہ جلیلہ فی التوسل ص ۹۷) علامہ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو دو سندوں سے صحیح کہا ہے، یاد رہے کہ اس حدیث پر

صحابہ کرام حضور کی حیات ظاہری کے بعد بھی عمل کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضور کا توسل پیش کرتے رہے حضور کو ”یا محمد کہہ“ کر پکارتے رہے

## قاضی شوکانی کا فیصلہ

اہلحدیث کے نہایت معتمد امام قاضی شوکانی نے اپنے رسالہ ”الدر المنضید“

میں لکھا ہے۔

☆ ”حضور اکرم ﷺ سے توسل آپ کی حیات میں بھی ہے اور وصال

کے بعد بھی آپ کی بارگاہ میں بھی ہے اور بارگاہ سے دور بھی“ (تحفۃ الاحوذی شرح

الترمذی جلد ۳ ص ۲۸۲)

☆ اِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ حضور اپنی وفات کے بعد زندہ

ہیں۔ (نیل الاوطار ص ۳۱۳)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے متفقہ مجدد و مفکر علامہ صدیق حسن بھوپالی بارگاہ رسالت

میں عرض گزار ہیں۔

يَا سَيِّدِي يَا عُرْوَتِي وَ وَسِيْلَتِي يَا غَدَتِي فِيْ شِدَّةٍ وَ رَخَاءٍ

قَدْ جِئْتُ بِابِكَ ضَارِعًا مُتَقَرِّعًا مَتَاوَاهَا بِنَفْسٍ صَعْدَاءٍ

مَالِي وَرَاءَكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمْنِي يَا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ بُكَائِي

ترجمہ: اے میرے آقا! میرے سہارے، میرے وسیلے، سختی اور نرمی میں

میرے کام آئیوالے میں آپ کے دروازے پر ذلیل ہوں، گڑگڑا رہا ہوں۔

میری سانس پھولی ہوئی ہے۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں جس سے مدد مانگی

جائے۔ اے رحمۃ للعالمین میری آہ و فغاں پر رحم فرمائیے۔ (حاشیہ ہدیۃ الہمدی

ص ۲۰)

## ابن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فیصلہ

☆ ”انہ‘ حی“ فی قبرہ حیۃً مستقرۃً اَبْلُغُ مِنْ حَیَاتِ الشُّہَدَاءِ

یعنی حضور اپنی قبر مبارک میں حیات مستقرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو شہیدوں کی

حیات سے ابلغ ہے“ (اتحاف النبلاء ص ۳۱۵)

## مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

آل دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بارگاہ

رسالت میں عرض گزار ہیں

يَا حَبِيبَ الْاِلهِ خُذْ بِيَدِي مَا لِعَجْزِي سِوَاكَ مُسْتَنْدِي

كُنْ رَجِيْمًا لِذَلَّتِي وَاشْفِعْ يَا شَفِيعَ الْوَرَى اِلَى الصَّمَدِ

اِعْتَصَامِي سِوَى جَنَابِكَ لِي لَيْسَ يَا سَيِّدِي اِلَى اَحَدٍ

ترجمہ: اے محبوب خدا میری دستگیری فرمائیے، میرے عجز کا آپ کے سوا کوئی ٹھکانہ

نہیں۔ آپ میری خطا پر رحم کیجئے اور مخلوق کی شفاعت کرنے والے بارگاہ خدا میں

شفاعت فرمائیے، حضور آپ کے دربار کرم کے سوا میرا کوئی آسرا نہیں۔ (پھر صحابہ کی

بارگاہ میں عرض کرتے ہیں) عاجز و مضطر کیلئے اللہ مدد طلب کریں اور آپ مدد کے لئے

تیار ہو جائیں۔ (منازل التکمیل ص ۱۷۲ مطبوعہ دہلی)

يَا شَفِيعَ الْعِبَادِ خُذْ بِيَدِي اَنْتَ فِي الْاِضْطِرَارِ مُعْتَمِدِي

لَيْسَ لِي مَلْجَاؤٌ سِوَاكَ اَعِثْ مَسْنِي الضُّرُّ سَيِّدِي سَنَدِي

غَشِيَّيَ الدَّهْرُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ  
 لَيْسَ لِي طَاعَةٌ وَلَا عَمَلٌ  
 يَا رَسُولَ إِلَهِ بَابِكَ لِي  
 دُغْغِيرِي كَيْجِي مِيرِي نَبِي  
 جَز تَهَارِي هِي كِهَا مِيرِي پَنَاه  
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ زَمَانِ هِي خَلَا ف  
 كُجْجَمَلِ هِي اَوْرِنَه طَاعَتِ مِيرِي پَس  
 مِي هُوں بَس اَوْر اَپْ كَا دَرِيَارِ سُوْل  
 كُنْ مُغِيثًا خَانَتْ لِي مَدَدِي  
 بِيَدِ حُيَيْكٍ فَهُوَ لِي عَنَدِي  
 مِنْ عَمَامِ الْعُمُومِ مُلْتَحِدِي  
 كَشْمَشِ مِيں تَمِ هِي هُو مِيرِي نَبِي  
 فَوْجِ كَلْفَتِ مَجْهِ پَرِ آ غَالِبِ هُوِي  
 اے مِيرے مولا خَبَرِ لِيجِي مِيرِي  
 هِي مَگر دِلِ مِيں مَحَبَتِ اَپْ كِي  
 اَبْرِ غَمِ گْهِي رِي نَه پْهَرِ مَجْهِ كُو كَبْهِي  
 (نشر الطیب فی ذکر حبیب ص ۱۶۴ مطبوعہ دیوبند)

مولانا ظفر علی تھانوی نے جب حضرت حکیم الامت اشرف علی تھانوی کو  
 حضور اکرم ﷺ کا سلام پہنچایا تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور بے ساختہ  
 زبان سے نکل گیا وعلیک السلام یا نبی اللہ (حیات اشرف ص ۱۰۲) نیز فرماتے  
 ہیں ”یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ  
 سے کہ الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ (شکر اسماء ص ۱۸)

### حاجی امداد اللہ کی کا فیصلہ

تمام علمائے دیوبند کے مرشد گرامی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ  
 الرحمة بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں  
 بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر  
 مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ  
 شفیع عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم  
 تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

(گلزار معرفت ص ۴ مطبوعہ دیوبند)

☆ فرماتے ہیں ”فقیر مرتا نہیں ہے، ایک مکان سے دوسرے مکان میں  
 انتقال کرتا ہے، فقیر کی قبر سے وہی فائدہ ہوگا جو زندگی ظاہری میں میری ذات  
 سے ہوتا تھا۔ کیونکہ میں نے اپنے حضرت کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا تھا  
 جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔ (امداد المشاق ص ۱۱۳)

## مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

امام الوہابیہ مناظر اہل حدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی حضور مشکل  
 کشائے دو جہاں ﷺ کے حضور فریاد کر رہے ہیں۔

اے کالی کملی والے آقا ذرا خبر لے  
 منجھہار میں ہے بیڑا خیر الانام اپنا  
 اے ناخدائے امت اب آن کر ترادو  
 عالم سے ورنہ شاہا مٹتا ہے نام اپنا

(رسالہ الحمدیث امرتسر ص ۶ جولائی ۱۹۱۶ء)

## حسین احمد مدنی کا فیصلہ

محدث دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ

☆ ”وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور برے کلمات کہتے ہیں حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام درود کو اگرچہ بخطاب و ندا کیوں نہ ہو مستحسن جانتے ہیں“ (شہاب ثاقب ص ۶۸)

## مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

آپ خلائق کو فیض اور نفع پہنچانے میں مثل سمندر ہیں ..... اسی طرح جناب رسالت مآب ہر مستفیض کو اسکے کمالات ظاہر و باطن میں بدرجہ کمال پہنچا دیتے ہیں اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔ (عطر الوردہ ص ۲۹)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

مسئلہ حیات النبی کے لئے اب ہم ان شخصیات کے فیصلے رقم کر رہے ہیں جن کی علمی و فکری تحقیقات پر سب کے اکابر و اصاغر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور جن کی دینی خدمات کو سب تاریخ اسلام کا سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

☆ ”آپ نے سنا ہوگا کہ الْأَنْبِيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُبُورِهِمْ سَبَّ نَبِيِّ قُبُورٍ میں نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے پیغمبر ﷺ معراج کی رات جب حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں اور جب اسی وقت آسمان پر پہنچے تو ان کو وہاں پایا۔ اس مقام کے معاملات نہایت عجیب و غریب ہیں“ (مکتوب ۱۶ دفتر دوم)

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

☆ ”انبیاء کرام کی حیات پر سب علماء کرام کا اتفاق ہے کسی ایک کو بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اور حیات جسمانی، دنیاوی اور حقیقی ہے۔ نہ

کہ روحانی و معنوی۔ (مکاتیب شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۶۱)

☆ ”مذہب کی کثرت و اختلاف کے باوجود اس مسئلہ میں کسی ایک کو

بھی اختلاف نہیں کہ آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ بلا شائبہ مجاز اور بلا توہم و تاویل، زندہ دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت متوجہان آں حضرت کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت

کرتے ہیں۔ (ایضاً)

☆ ”اس جگہ معلوم ہوا کہ حیات انبیاء جسمی و دنیاوی ہے نہ مجرد اور

بقائے ارواح (مدارج النبوة فارسی جلد ۲ ص ۹۲۰)

☆ ”انبیاء کرام کو موت نہیں، وہ زندہ اور باقی ہیں۔ ان کے واسطے وہی

ایک موت ہے جو ایک دفعہ آچکی۔ اسکے بعد انکی رو میں بدن میں لوٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو حیات ان کی دنیا میں تھی وہی عطا فرما دیتے ہیں“ (تخیل الایمان

ص ۵۸)

## قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

حضرت قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ”بیشک اللہ انبیاء کرام صدیقین، شہداء اور اولیاء کی ارواح کو جسموں

کی قوت عطاء فرماتا ہے۔ تو وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں بھی چاہتے ہیں چلے جاتے ہیں۔ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

☆ ”حیات انبیاء حیات شہداء سے بہت زیادہ قوی اور شدید ظہور والی ہے“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۱۵۲)

## حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ”بیشک انبیاء کرام مرتے نہیں اور بیشک وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین ص ۲۸)

## خدا را ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و حوالجات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسئلہ حیات النبی کی حقانیت پر تمام مسالک و مذاہب کے اکابر متفق ہیں۔ اور بقول حضرت محدث دہلوی اتنے اختلافات کے باوجود اس مسئلہ پر کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔ نیز یہ کہ آپ کی بارگاہ اقدس کا توسل جائز ہے۔ امت مرحومہ نے ہمیشہ آپ کے دربار میں فریاد کی اور آپ نے سنی اور مشکل آسان کر دی ایسے حسین واقعات سے تمام فریقوں کی کتابیں لبریز ہیں۔ پھر نجانے کیا قیامت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علاوہ مذکورہ کوئی فرقہ اس مسئلہ کو کھل کر بیان نہیں کرتا۔ یا رسول اللہ یا نبی اللہ خود کہنا تو دور کی بات ہے۔ جو کہتا ہے اس کو بھی تو حید کا دشمن سمجھا جاتا ہے۔ مسجدوں میں ان مبارک کلمات

کا لکھنا حرام تصور کیا جاتا ہے۔ بلکہ موقع ملنے پر مٹا دیا جاتا ہے۔ آج کل جو کتابیں چھپ رہی ہیں وہ سب تقویۃ الایمانی توحید کی عکاس ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ ایک دیوبندی شیخ پیر شمیم احمد صاحب کا مشاہدہ ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ”اس حقیر فقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جس فرد نے حضور سرور کائنات ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ”یا“ لکھا یا پڑھا، بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس کی تکفیر کی، حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول کریم ﷺ کے مطابق کفر کے مصداق بن سکتے ہیں“ (یا حرفِ محبت ص ۳۶)

☆ ”ہر دو مسالک کے اولیائے کرام کا حرف ”یا“ کے ساتھ ذوق و شوق دیکھ کر ان پاکیزہ مسلمانوں کو مشرک نہ کہیں“ (ایضاً ص ۳۸)

اس کتاب میں فاضل مولف نے دیوبندی اکابر کی تعلیمات کی روشنی میں یا رسول اللہ کہنا ثابت کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہٹ دھرمی میں کوئی فرق محسوس نہیں ہو رہا۔ اگر یہ لوگ اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہیں تو یہ حضور جانِ حیات ﷺ کو قبر انور میں زندہ جاوید جان کر پکاریں، اگر یہ پکار نصیب نہیں تو پکارنے والے کو کافر و مشرک نہ کہیں اگر یہ سودا بھی قبول نہیں تو پھر اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک سمجھا کریں۔ لیکن ان کی عقل خود سر کے اونٹ کی کونسی کل سیدھی ہے۔ شاید ان کو بھی معلوم نہیں۔

### ناطقہ سر بگریباں ہے

ہم جب دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کی کتابیں پڑھتے ہیں تو حیران و

پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ لوگ کیا ہیں، ہم حضور سرور کائنات ﷺ کو زندہ جاوید مانیں تو کفر ہو جاتا ہے۔ اور خود اپنے بزرگوں کے بارے میں ان کا یہی موقف ہے۔ مثلاً ہمارے ولی نعمت حضور امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو یہ لوگ بھی اپنا رہنما تسلیم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد نے اپنے مزار اقدس سے دست انور باہر نکالا اور مسلمان منصور پوری کا ہاتھ پکڑ لیا۔ پھر فرمایا بیٹھ جاؤ تمہارے ساتھ کوئی پردہ نہیں، یہ واقعہ کرامات اہل حدیث، میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ بس سوال یہ ہے کہ اگر حضرت مجدد رضی اللہ عنہ قبر انور میں زندہ ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کیوں زندہ نہیں؟ حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت مجدد کو جو بھی شان ملی ہے دربار رسالت کی خیرات سے ملی ہے۔ ان لوگوں نے دربار رسالت کو کیا سمجھ رکھا ہے۔ پھر یہ سوال بھی ہے کہ حضرت مجدد کے دربار کی طرف سفر کرنا کیسا ہے۔ اب ”لا تشد الرحال“ کا مسئلہ کدھر گیا۔ لگتا ہے ان لوگوں کی تمام تر توجہ اسی طرف مبذول ہے کہ امت مسلمہ کو اس کے چارہ ساز کی بارگاہ سے دور کیا جائے۔

باقی رہی ہمارے دیوبندی حضرات کی بات تو ان کے اکابر کی حیرت انگیز کرامات سے ان کی کتابیں اٹی پڑی ہیں۔ وہ اپنے پیروں کو قبروں میں زندہ سمجھتے ہیں، مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ فریاد رس سمجھتے ہیں۔ یہ شعر پڑھئے۔

کھول دے دل میں در علم حقیقت میرے رب  
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

(امداد السلوک ص ۱۶۵ از گنگوہی سلاسل طیبہ ص ۱۱۴۲ از حسین احمد مدنی)

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں گے یارب

زبان میری ہے بات ان کی

گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۹)

قبر سے اٹھ کر پکاروں جو رشید و قاسم  
بوسہ دیں لب کو مرے مالک و رضواں دونوں

(مدحیہ گنگوہی ص ۷)

حضرات والا، فکر و نظر کے افلاس کا اور کیا رونا رویا جائے۔ اگر یا رسول اللہ  
کہا جائے تو شرک ہے۔ توحید کی عمارت خطرے کی زد میں ہے۔ اسلام میں  
رخنہ پڑ رہا ہے اور جبکہ قیام محشر کے موقع پر بھی قبر سے اٹھتے ہی زبان پر مولانا  
رشید احمد گنگوہی اور مولانا قاسم نانوتوی کے نام کی حسرت ہے۔ کیونکہ عقیدہ یہ  
ہے کہ ان ناموں کی برکت سے مالک جہنم اور رضوان جنت لبوں کو بوسہ دیتے  
ہیں۔ یہ کون کہہ رہا ہے ان کا شیخ الہند مترجم قرآن، محمود الحسن کہہ رہا ہے۔ مولانا  
محمود الحسن کا ”مرثیہ گنگوہی“ پڑھنے کے لائق ہے۔ مرثیہ نگاری میں وہ شیعہ  
حضرات کے غلو کو بھی مات دے گئے ہیں لیکن ان کی مذمت میں کوئی زبان نہیں  
کھلتی، ہم لوگ اپنے گھروں سے نکل کر علی پور شریف، چورہ شریف، سیال شریف  
اور شرپور شریف چلے جائیں تو قیامت آ جاتی ہے۔ محمود الحسن صاحب کعبہ  
شریف جا کر بھی گنگوہہ کا راستہ پوچھ رہے ہیں۔ گویا ان کیلئے جو قرار گنگوہہ میں  
ہے وہ کعبہ شریف میں کہاں؟ کہتے ہیں بلکہ روتے کر لاتے ہیں۔

پھرے ہیں کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہہ کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ شریف)

زبان میری ہے بات ان کی

اس مرثیے میں مولانا گنگوہی کو ”غوث اعظم“ یعنی سب سے بڑا فریاد رس اور ”بانی اسلام کا ثانی“ کہا گیا ہے۔ جبکہ ان کے ”عبید اسود“ یعنی کالے کلوٹے غلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیا گیا ہے۔ اور ان کی قبر کو کوہ طور سے تشبیہ دے کر انی ارنی (مجھے اپنا جلوہ دکھا) کی فریاد کی ہے کدھر ہیں دولت توحید کے پاسدار، دیکھتے کیوں نہیں، شیخ الہند کا قلم تو ہر چیز کو جلا کر خاکستر کر رہا ہے۔ آف

وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا



باب چہارم

محبوب دانائے غیب

## محبوب دانائے غیوب

ایک آدمی خدا کو ”واحد“ مانتا ہے مگر ”ایک“ نہیں مانتا، سب اسے کہیں گے کہ اسے کیا ہو گیا ہے لفظ کو مان کو معنی کا انکار کر رہا ہے۔ ایسے ہی وہ آدمی ہے جو نبی کو نبی مانتا ہے مگر ”غیب دان“ نہیں مانتا۔ جس طرح واحد کا معنی ایک ہے۔ ویسے ہی نبی کا معنی ہے۔ ”غیب دان“ اللہ کی عطا سے غیب جاننے والا، غیب کی خبریں بتانے والا، لیکن کیا کیا جائے عقل عیار کا، اس کا اصرار ہے کہ نبی کے عطائی علم غیب کی بھی دہائی نہ دی جائے۔ ہمارے دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے عام خطباء اپنے خطبوں اور وعظوں میں جگہ جگہ یہی آگ لگا رہے ہیں۔ جو آدمی بھی محبوب دانائے غیوب ﷺ کے عطائی علم غیب کا بھی اقرار کرتا ہے وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے، یہ تقویۃ الایمانی توحید کا فیض ہے جو ان کے لبوں پر خندہ زن ہے۔ حالانکہ وہ نادان دوست نہیں جانتے کہ ان کے بہت سے اکابر نے اس عقیدے کو کھل کر بیان کیا ہے۔ ہم ان کے فیصلے آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں، آپ بھی تحقیق کریں اور ان پر وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں، ورنہ ہمیں بھی معاف کر دیں کیونکہ معاف کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

## حاجی امداد اللہ مکی کا فیصلہ

علماء دیوبند کے روحانی مفیض و مربی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء و اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علم حق ہے“ (شائم امدادیہ ص ۱۱۵)

## مولوی محمد قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے قاسم العلوم و الخیرات مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ارشاد ہے۔

☆ ”علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ ﷺ میں مجتمع ہیں“ (تخذیر الناس ص ۴)

## مفتی محمد شفیع کراچوی کا فیصلہ

آل دیوبند کے مفسر قرآن مولانا محمد شفیع کراچوی کا فرمان ہے۔

☆ ”جناب رسول اللہ ﷺ کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یوں نہ کہا جائے کہ آپ غیب جانتے تھے۔ بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا جو انبیاء میں سے دوسرے کو نہیں“ (معارف القرآن ج ۷ ص ۷۹۶)

## مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کا فیصلہ

وکیل دیوبند مولوی خلیل احمد انیسٹھوی کا ارشاد ہے۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”ولقد اعطى علم الاولين والاخرين بيثك حضور اكرم صلی اللہ علیہ وسلم کو  
اولین و آخرین کا علم عطا کیا گیا“ (المحمد ص ۳۱)

## شیخ عبدالعزیز بن باز کا فیصلہ

غیر مقلدین کے امام شیخ عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں

☆ ”تمام امور غیب اور تمام امور جنکی اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر  
دی ہے کیساتھ ایمان لانا بھی انہی اصولوں کے برگ و بار ہیں، ان چھ اصولوں  
سے متعلق کتاب و سنت کے دلائل بہت زیادہ ہیں“ (فتاویٰ و تنبیہات ص ۳۵)

## مولوی حسین احمد مدنی کا فیصلہ

آل دیوبند کے شیخ مولانا حسین احمد مدنی کا ارشاد ہے۔

☆ ”علم احکام و شرايع و علم ذات و صفات و افعال جناب باری عزاسمہ  
و اسرار حقانی کونیہ و غیرہ و غیرہ میں حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ  
رتبہ ہے کہ نہ کسی مخلوق کو نصیب ہوا اور نہ ہوگا۔ اور ما سوا اس کے جتنے کمالات  
ہیں سب میں بعد خداوند اکرم عزاسمہ مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے۔  
کوئی مخلوق آپ کے ہم پلہ علوم و دیگر کمالات میں نہیں“ (شہاب ثاقب ص ۶۷)

## مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

دیوبند کے مفسر قرآن مولانا شبیر احمد عثمانی وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ  
کے تحت ارقام فرماتے ہیں۔

☆ ”یعنی ہر پیغمبر ہر قسم کے غیب کی خبر دیتا ہے، ماضی کے متعلق ہو یا

مستقبل سے یا اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اور ان چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا“ (حاشیہ برقرآن)

### مولوی ذوالفقار علی کا فیصلہ

شارح قصیدہ بردہ شریف مولانا ذوالفقار علی صاحب فرماتے ہیں۔

☆ ”من جملہ آپکے علوم و معلومات کے علم لوح و قلم ہے“ (عطر الوردہ ص ۱۰۳)

### مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

ہندوستان میں وہابیت و دیوبندیت کے ناخدا جناب اسماعیل دہلوی

فرماتے ہیں۔

☆ ”ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات کے کشف اور زمین و آسمان جنت اور دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہونے کیلئے دورہ کا شغل کرے“

(صراط مستقیم ص ۱۱۷)

### مولوی سرفراز گلکھڑوی کا فیصلہ

عہد حاضر میں دیوبند کے ترجمان مولوی سرفراز گلکھڑوی صاحب لکھتے

ہیں۔

☆ ”اور مطلب یہ ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ کو تمام وہ جزئی اور کلی علوم حاصل ہو گئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان اقدس کے لائق

اور مناسب تھے“ (ازلہ الریب ص ۱۳۸)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

آئیے اب ان بلند پایہ شخصیات کے نظریات کا مطالعہ کیجئے جن کے علم و فکر پر سب دیوبندی غیر مقلد اور اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے۔

### شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

حضرت شیخ محدث دہلوی کا فرمان ہے کہ

☆ ”حضور اکرم ﷺ تمام چیزوں کو جاننے والے ہیں۔ آپ نے اللہ کی شانوں اور انکے احکام اس کی صفات اور اسکے اسما اور افعال اور آثار اور جمع علوم اول و آخر اور ظاہر و باطن کا احاطہ فرمایا ہے“

### حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی نے فرمایا:

☆ ”علم غیب جو اسکے ساتھ مخصوص ہے اپنے خاص رسولوں کو اطلاع بخشتا ہے۔ (دفتر اول مکتوب ۳۱۰)

☆ ”حروف مقطعات قرآنی سب کے سب حالات کی حقیقتوں اور اسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز اور اشارے ہیں جو محبت اور محبوب کے درمیان وارد ہیں اور کون ہے جو ان کو پاسکے“ (دفتر سوم مکتوب ۱۰۰) حدیث نفیس ہے انا سید ولدادم فعلمت علم الاولین ولاحیرین میں بنی آدم کا سردار ہوں میں نے پہلوں اور پچھلوں کا علم جان لیا“ (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

### شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

☆ شیخ المحققین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”عارف مقام حق تک پہنچ کر بارگاہ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے“ (فیوض الحرمین ص ۶۱)

## قاضی ثناء اللہ مظہری کا فیصلہ

☆ ”وَعَلَّمَكِ الْعُلُومَ بِالْأَسْرَارِ وَالْمَغِيبَاتِ“ اور آپ کو اسرار اور مغیبات کے علوم سکھائے“ (تفسیر مظہری)

## شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فیصلہ

☆ شیخ الحدیث شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”حضور ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دین دار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کسل درجہ میں ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے۔ اور کون سا حجاب اسکی ترقی میں رکاوٹ ہے۔ حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو تمہارے ایمانی درجوں کو اور تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاق و نفاق کو پہچانتے ہیں، لہذا ان کی گواہی دنیا میں بحکم شرح امت کے حق میں قبول اور واجب عمل ہے“ (تفسیر عزیزی جلد ۱ ص ۲۳۶)

☆ جو چیز تمام مخلوق سے غائب ہو وہ غائب مطلق ہے جیسے قیامت کا وقت، باری تعالیٰ کے تکوینی اور تشریحی احکام اور جیسے اللہ کی ذات و صفات کے تفصیلی حقائق، اس قسم کو رب تعالیٰ کا خاص غیب کہتے ہیں۔ پس وہ اپنے خاص غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا سوائے اسکے جس کو وہ پسند کرے، وہ رسول ہوتا ہے“ (تفسیر عزیزی)

## مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

بحر العلوم مولانا عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ

☆ ”حضور ﷺ نے فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا حالانکہ

شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے اور میں سنتا

تھا حالانکہ میں شکم مادر میں تھا“ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ ص ۹۷)

## ملا احمد جیون کا فیصلہ

اورنگ زیب کے استاد گرامی حضرت ملا احمد جیون نے فرمایا:

☆ ”ان پانچوں علموں کا اللہ کے سوا کوئی مالک نہیں لیکن یہ جائز ہے

کہ اللہ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جسے چاہے سکھا دے۔

..... خیر بمعنی مخبر (خبر دینے والا) ہے“ (تفسیرات احمدیہ ص ۳۹۷)

## خدارا ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات و مقامات کی سیر کرنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کو بالخصوص اور دیگر محبوبان

گرامی کو بالعموم علوم و اسرار کے بے بہا خزانے عطا فرمائے ہیں ان کو تسلیم کرنا

ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے درحقیقت یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کو تسلیم کرنا ہے۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو

سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

اتنی سیدھی بات بھی اگر کسی کج فہم کے ذہن میں نہیں سمائی تو اسے پوری

امت مرحومہ کو کافر و مشرک کہنے کی بجائے اپنی کج فہمی کا علاج کروانا چاہیے، اگر یہ بھی منظور نہیں تو اپنے اکابر کو بھی کافر و مشرک کہنا چاہیے، ہے کوئی میدان کا غازی جو جرأت رندانہ سے کام لیتے ہوئے اپنے مسلک کے ستونوں کا کام تمام کر دے لیکن ایسا کوئی نہ کرے گا۔

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

## ناطقہ سر بگمیاں ہے

حضور سرور کائنات ﷺ اور دیگر محبوبان پاک کے ”عطائی علم غیب“ کا شدید انکار کرنے والے اور اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں گلہ پھاڑ پھاڑ کر اس عقیدہ حسنہ کو شرک و کفر کی بھینٹ چڑھانے والے جب ماننے پہ آتے ہیں تو اپنے ہر مولوی اور ہر پیر کے علم غیب کو مان لیتے ہیں۔ کوئی ایک واقعہ ہو تو بیان کیا جائے۔ مثلاً مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے ایک مرید کا آگبوٹ گرداب میں پھنس گیا، اس نے گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا، آگبوٹ بچ گیا، ادھر مخدوم جہاں ایک خادم سے بولے کہ میری کمر دباؤ درد کرتی ہے۔ پوچھنے پر فرمایا ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا۔ اس میں تمہارا دینی اور سلسلہ کا بھائی تھا۔ اس کی گریہ زاری نے مجھے بے چین کر دیا، آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر کو اٹھالیا۔ جب آگے چلا تو بندگان خدا کو نجات مل گئی، اسی لئے چھل گئی ہوگی اور اسی وجہ سے درد ہے مگر اسکا ذکر نہ کرنا۔ (کرامات امداد یہ ص ۳۵)

ذرا خیال فرمائیں علم غیب اور کس چیز کا نام ہے، مرید خیال کرنے، پیر

سیکڑوں میل دور سے جان لے پھر مشکل آسان کر دے یہی وہ باتیں ہیں جن پر شرک کا فتویٰ لگایا جاتا ہے، مگر دوسروں پر اپنی باری ہر چیز درست نظر آتی ہے۔ اسی طرح ”اشرف السوانح“ میں ہے کہ ایک مجذوب غلام مرتضیٰ کے پاس مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کے والدین حاضر ہوئے۔ اور اولاد نہ بچنے کی غمناک داستان بیان کی۔ مجذوب نے کہا تمہارے گھر دو بیٹے ہوں گے، ایک اشرف علی ہوگا اور ایک اکبر علی ہوگا۔ ایک دین دار ہوگا اور دوسرا دنیا دار پھر ایسے ہو کر رہا۔ ہم پوچھتے <sup>ہیں</sup> صاحب علم مافی الارحام تو آپ لوگ نبی کے حق میں بھی نہیں مانتے، ایک مجذوب کے حق میں کیسے مان لیا۔ صرف اسی لئے کہ ہمارے حکیم الامت کی شان زمانے پر واضح ہو جائے کہ اولیاء کرام انکے ظہور مسعود کی بشارتیں سنایا کرتے تھے، اس موضوع پر ریکس التحریر علامہ ارشد القادری صاحب کی کتاب زلزلہ اور زیر و زبر پڑھنے کے لائق ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے بارے میں ان حضرات کا یہ عقیدہ دیکھنے

کے قابل ہے۔

”اس امر کی تصدیق بارہا لوگوں سے سننے میں آئی اور خود بارہا اس کا تجربہ ہوا کہ جو بات دل میں لے کر آئے یا جو اشکال قلب میں پیدا ہوا، قبل اظہار ہی اس کا جواب حضرت والا کی زبان فیض ترجمان سے ہو گیا۔ یا باطنی پریشانی کی حالت میں حاضر ہوئے تو خطاب عام میں کوئی بات ایسی فرمادی جس سے تسلی ہو گئی“ (اشرف السوانح جلد ۳ ص ۵۹)



باب پنجم

حاضر و ناظر

## حاضر و ناظر

تمام امت محمدیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محبوب اکرم ﷺ ساری کائنات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اور جب چاہتے ہیں غلاموں کو نوازنے کے لئے تشریف بھی لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کو اپنے محبوب کی سیرگاہ بنایا ہے۔ اس عقیدے پر کچھ لوگ طعن و تشنیع کے پتھر برسارہے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ ان پتھروں کا رخ ذرا ان ذواتِ شریفہ کی طرف بھی ہو جائے جن کو آپ کی جان مراد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مستند عالم اور قابل قدر مجدد مولانا صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”آنحضرت تمام حالتوں میں ہمیشہ مومنوں کا نصب العین اور عابدوں کے قرۃ العین ہیں۔ خصوصاً عبادتوں کی حالت میں کیونکہ اس مقام میں نورانیت اور انکشاف بہت زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اسلئے بعض عارفوں نے فرمایا کہ یہ خطاب السلام علیک ایہا النبی اسلئے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت در

ذواتِ مصلیان موجود و حاضر است یعنی حضور نمازیوں کی ذوات میں موجود اور حاضر ہیں، نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو، تا کہ قرب کے نور اور معرفت کے رازوں سے منور اور کامیاب ہو جائے۔

در راہ عشق مرحلہ قرب و بعد نیست

می بینمت عیاں و دعای فرستمت

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ص ۲۵۹)

جناب نواب صاحب بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

يَا أَيُّهَا الشَّمْسُ الرَّفِيعُ مَكَانُهُ،

ضَاءٌ تَبْنُورِكَ سَاحَةُ التُّرَابِ

وَرَجَاءُ عَبْدِكَ مِنْ جَنَابِكَ سَيِّدِي

نَيْلُ الشَّفَاعَةِ زُبْدَةُ الْآلَاءِ

یعنی اے اونچے مکان پر چمکنے والے سورج، آپ کے نور سے زمین کے

سارے میدان روشن ہو گئے۔ اے میرے سردار ”آپ کا بندہ“ آپ کی جناب

میں شفاعت کا امیدوار ہے جو تمام امیدوں کی جان ہے“ (تأثر صدیقی جلد ۲ ص ۳۱)

## مولوی قاسم نانوتوی کا فیصلہ

دیوبند کے بانی مہانی مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی

جانوں کو بھی ان کیساتھ حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے“

(تحدیر الناس ص ۱۰)

زبان میری ہے بات ان کی

”فرماتے ہیں، میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ تشریف لاتے ہیں اور اپنی رداۓ مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر جاتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے میں اکثر یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے حضور ﷺ رداۓ مبارک میں لئے رہتے ہیں اور الگ کرنا نہیں چاہتے“ (ارواح ثلاثہ ص ۲۱۵) اسکے حاشیہ میں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں ”یہ کشف صحیح ہے جس میں کوئی استعجاب نہیں“ (ایضاً ص ۲۱۵)

## مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

دیوبند کے قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی کا ارشاد ہے۔

☆ ”مرید یہ یقین سے جان لے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں۔ مرید جہاں کہیں بھی ہو، دور ہو یا نزدیک، اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے۔ جب یہ بات سچی ہے تو مرید کو چاہیے کہ شیخ کو ہر وقت یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے“ (امداد السلوک ص ۱۰)

## تمام علماء دیوبند کا فیصلہ

علماء دیوبند کے مصدقہ و مسلمہ رسالہ الحق پشاور میں لکھا گیا ہے۔

☆ ”یہ جان لینا چاہیے کہ تجسد ارواح ہمارے علماء دیوبند کے نزدیک حق ہے“ (رسالہ الحق اگست ۱۹۸۳ء، ص ۴۵) پھر آگے ایک واقعہ لکھا ہے جس کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ ایک طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں ایک مناظرہ میں پھنس گیا۔ وہ اس وقت بہت حیران پریشان اور لرزاں اور ترساں تھا کہ ایک

شخص آ کر اس کے قریب بیٹھ گیا، اور کہا کہ کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ اور مناظرہ کرو، مناظرہ شروع ہوا تو اس نے ایسی باتیں کیں جو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔ بالآخر مخالف مناظر نے ہاتھ جوڑ کر معافی مانگ لی۔ اور اس کے علم کا اعتراف کیا۔ شیخ الہند نے اس سے آیوا لے شخص کا حلیہ معلوم کیا تو اس نے اس کے خدو خال کا نقشہ کھینچا۔ حضرت شیخ الہند نے فرمایا یہ ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتوی تھے“ (الحق اگست ۱۹۸۳ء، ص ۴۵ بحوالہ سوانح قاسمی جلد ۱ ص ۳۲۹ از مناظر احسن گیلانی)

## مولوی اشرف علی تھانوی کا فیصلہ

دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں۔

☆ ”مولوی احمد حسن امر وہوی اور مولوی فخر الحسن گنگوہی کے درمیان جھگڑا تھا۔ اور مولوی محمود الحسن پہلے تو غیر جانبدار تھے۔ مگر بعد میں ایک طرف جھک گئے۔ اور یہ واقعہ کچھ طول پکڑ گیا۔ اسی دوران میں ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولانا رفیع الدین صاحب نے مولانا محمود الحسن صاحب کو اپنے حجرہ میں بلایا۔ مولانا حاضر ہوئے۔ موسم سخت سردی کا تھا۔ مولانا رفیع الدین صاحب نے فرمایا: پہلے میرا روئی کا لبادہ دیکھ لو، مولانا نے دیکھا تو تر تھا۔ اور خوب بھیگ رہا تھا۔ فرمایا: کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ جس سے ایک دم پسینہ پسینہ ہو گیا اور میرا لبادہ تر ہوا اور فرمایا: کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے“ (ارواح ملاحص ۲۲۲)

زبان میری ہے بات ان کی

## مولانا انور کشمیری کا فیصلہ

شارح بخاری مولانا کشمیری فرماتے ہیں کہ

☆ ”امام شعرانی نے لکھا کہ بیداری میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی

زیارت کی اور پوری بخاری شریف آپ کو پڑھ کر سنائی۔ انکے ساتھ ان کے

آٹھ رفقا بھی تھے ایک حنفی تھا“ (فیض الباری جلد ۱ ص ۲۰۴)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب مسئلہ حاضر و ناظر کے ضمن میں متفقہ شخصیات کے نورانی فیصلے نقل

کئے جاتے ہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

حضور امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ

☆ ”نبی رنگ شبان میں ہے اور اپنی امت کی محافظت فرماتا ہے اور

غفلت اس کے منصب نبوت کے شایان شان نہیں ہوتی“

## شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرے ذرے اور ممکنات کے ہر فرد

میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس حضور اکرم ﷺ نمازیوں کی ذوات میں

موجود اور حاضر ہیں، پس مصلیٰ کو اس معنی سے آگاہ رہنا چاہیے اور اس شہود

سے غافل نہ رہے۔ تاکہ وہ انوار قرب اور اسرار معرفت سے منور اور فائز

زبان میری ہے بات ان کی

ہو سکے“ (احیاء اللغات شرح مشکوٰۃ ص ۳۱۲)

☆ ”اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ..... اعمال امت پر حاضر و ناظر

ہیں“ (مکاتیب شیخ بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۱۶۱)

## حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے فرمایا:

☆ اِنَّ الْفَضَاءَ مُمْتَلِیْۤیۡ بِرُوْحِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوَةُ وَالسَّلَامُ وَهِيَ تَمَوِّجٌ

فِیْهِ تَمَوِّجُ الرِّیْحِ الْعَاصِفَةِ ”بیشک فضا حضور ﷺ کی روح مبارک سے بھری

ہوئی ہے۔ اور روح مبارک اس میں تیز ہوا کی طرح موجیں مار رہی ہے“

(فیوض الحرمین ص ۲۸)

☆ ”جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور روضہ مقلدہ کی زیارت کی

تو حضور کی روح مبارک کو ظاہر و عیاں دیکھا نہ صرف عالم ارواح میں بلکہ

عالم مثال میں ان آنکھوں سے معلوم کر لیا جو لوگ کہا کرتے تھے کہ حضور

نمازیوں میں بنفس نفیس تشریف لاتے ہیں اور لوگوں کی امامت فرماتے ہیں

اور ایسی ہی اور باتیں اس نازک مسئلہ کے متعلق ہیں“ (فیوض الحرمین ص ۲۷)

## خدا را ذرا غور کیجئے

حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کی عطائی شان حاضر و ناظر کے اثبات

میں مذکورہ صدر عبارات کا بار بار مطالعہ کیجئے، انکے علاوہ بھی امت محمدیہ کے جلیل

القدر اماموں نے نہایت صراحت کیساتھ حضور کا یہ مقام بیان فرمایا ہے، لیکن اہل

حدیث اور دیوبندی حضرات پھر شرک و کفر کے فتوے جڑنے سے باز نہیں

زبان میری ہے بات ان کی

آتے اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارا صرف یہی مطالبہ ہے کہ اپنے اکابر کی مذکورہ صدر تعلیمات سے چشم پوشی کیوں اختیار کی جاتی ہے۔ کیا یہ لوگ مورد شرک نہیں ٹھہرتے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لئے شاید ہی کوئی طالع آتما پیدا ہو سکے۔

## ناطقہ سر بگمیاں ہے

ان حضرات کی کتابوں اور رسالوں کا مطالعہ کرنے والا ہر انسان حیران ہو جاتا ہے کہ کہاں حضور فخر موجودات ﷺ کی ”شان حاضر و ناظر“ کا انکار اور کہاں اپنے بزرگوں اور ناخداؤں کے حق میں زبردست اقرار کوئی ایک دو واقعات ہوں تو بیان کئے جائیں۔ ان کے بزرگ تو اس قدر متصرف ہیں کہ اپنی قبروں اور مزاروں میں نکتے نہیں۔ کوئی کسی کو نواز رہا ہے اور کوئی کسی کو ادھر مرید نے پکارا ادھر پیر حاضر ہو گیا؛ بلکہ مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا ایک فیصلہ پڑھئے۔

”اور بعض روایات میں جو آیا ہے اَعِينُونِي يَا عِبَادَ اللّٰهِ اللّٰهُ کے بندو میری مدد کرو؛ تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہوتے ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۹۹)

اس فتویٰ میں تو مولوی مذکور نے ”کسی میت سے استعانت نہیں“ کے الفاظ لکھ کر قید لگا دی ہے مگر وظیفہ ”يَا شَيْخُ عَبْدَ الْقَادِرِ شَيْءًا لِلّٰهِ“ کے بارے میں واضح فرماتے ہیں۔

☆ ”اس عقیدہ سے پڑھنا جائز ہے کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ اطلاع کر دیتا ہے۔ اور باذنہ تعالیٰ شیخ حاجت براری کر دیتے ہیں۔ یہ بھی شرک نہ ہوگا۔

باقی مومن کی نسبت بدظن ہونا بھی معصیت ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۴)

مولوی اشرف علی تھانوی بھی اس وظیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

☆ ”صحیح سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے“ (فتاویٰ امدادیہ جلد ۳ ص

۹۴) بلکہ وہ خود اپنے شیخ گرامی حضرت امداد اللہ مہاجر کی کو پکارتے ہیں۔

ارحم علی یا غیاث فلیس لی

کھفی سیویٰ حبیکم من زاد

یا سیدی للہ شیئاً انہ

انتّم لی المعجی وانی جادی

(تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ: اے میرے فریاد سننے والے مجھ پر رحم کھاؤ کہ میرے پاس محبت کے سوا کچھ نہیں، اے میرے سردار مجھے اللہ کے لئے کچھ دیجئے کہ آپ دینے والے ہیں اور میں لینے والا ہوں۔

حضرت تھانوی کی کتاب جمال الاولیاء پڑھ لی جائے تو معاملہ صاف ہو

جاتا ہے۔ ایک بزرگ محمد بن علوی بن احمد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ

کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ آپ کا ایک خادم راستہ میں کسی لق و دق جنگل

میں جا پہنچا اور جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس نے ان سے امداد چاہی

اور چلا گیا تو ایک شخص کو محسوس کیا جو کہہ رہا ہے یہ رہا راستہ تو یہ راستہ پر پہنچ

گیا“ (جمال الاولیاء ص ۱۳۶)

زبان میری ہے بات ان کی

مولوی تھانوی صاحب مولوی رشید گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے جوش میں آ کر فرمایا: تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا، پھر جوش میں آ کر کہنے لگے اتنے سال حضرت محمد ﷺ میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ کے پوچھے نہیں کی۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۰)

مولانا رشید احمد گنگوہی کا یہ کمال تھا کہ ان کو روزانہ صبح کی نماز حرم شریف میں پڑھتے دیکھا اور لوگوں سے سنا بھی کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی ہیں گنگوہ سے تشریف لایا کرتے ہیں“ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۱۲)

مولوی حسین احمد مدنی کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔

☆ ”مولوی ابراہیم صاحب کی موت کا وقت قریب ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا: حضرت والا کھڑے ہیں، تو ادب نہیں کرتا، حضرت مدنی ہنس رہے ہیں اور بلا رہے ہیں شاہ وصی اللہ صاحب آئے ہیں، مجھ کو اٹھاؤ“ (دارالعلوم بابت مارچ ۱۹۳۷ء ص ۳۷)

ان حقائق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں سے مدد طلب کی جائے تو وہ باذنہ تعالیٰ حاضر ہو کر مدد فرماتے ہیں اور دراصل وہ عون باری کے مظہر ہوتے ہیں۔ یہی عقیدہ حاضر و ناظر ہے کہ حضور ﷺ اپنی امت کے احوال و اعمال پر حاضر ہیں اور ظاہر ہے اگر حاضر ہیں تو ناظر بھی ہیں، ہم کسی کو بھی مجبور نہیں کرتے کہ کوئی فرقہ یہ عقیدہ مانے، کیونکہ دین میں کوئی جبر نہیں ہاں اتنا ضرور کہتے ہیں کہ اپنے اکابر کی خبر لیجئے انہوں نے کفر و شرک کے کتنے ہی پہاڑ کھڑے کر دیئے ہیں۔ وہ سب آپ کی نظر میں کیا ہیں؟

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

زبان میری ہے بات ان کی

باب ششم

میلا د شریف

## میلاد شریف

ہم تمام مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ خدا تعالیٰ کی رحمت عظیم بن کر آئے۔ اسلئے حضور کی آمد آمد کے ماہ نور میں خوشیوں کا اظہار کرنا چاہیے، جلے ہوں، جلوس ہوں، ذکر ولادت باسعادت ہو، حضور محسن انسانیت کے احسانات کا چرچا ہو۔ ان امور پر بھی یار لوگ سخ پا ہو جاتے ہیں کہتے ہیں اس کا کوئی ثبوت نہیں، قرن اول میں یہ کام کہاں ہوتا تھا، میلاد منانا بدعت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ چلو ہم میلاد منا کر بدعتی ہو گئے، مگر آپکے وہ اکابر کیا ہیں جنہوں نے میلاد کے جواز کا فتویٰ صادر کیا ہے۔ پڑھئے اور فیصلہ صادر کیجئے۔

## حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ

علمائے دیوبند کے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا ارشاد ہے۔  
 ☆ ”اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے انکار کرنا، خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولود شریف، اگر بوجہ آنے نام آنحضرت کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے۔ جب کوئی آتا ہے تو لوگ اسکی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اس سردار عالم و عالمیان روجی فداہ کے اسم گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا؟ (امداد المشاق ص ۸۸)

☆ ”البتہ وقت قیام اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں“  
(امداد المشائق ص ۵۶)

☆ ”مشرّب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہٴ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں“  
(فیصلہ مفت مسئلہ ۵ مطبوعہ دیوبند)

☆ ”مولود شریف تمام اہل حریمین کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے جنت کافی ہے“ (امداد المشائق)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

اہل حدیث کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔  
☆ ”جسکو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرصت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں“ (اشمادۃ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ ص ۱۲)  
☆ ”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اسکا کر لیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت و دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں پھر ایام ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں“ (ایضاً ص ۵)

## علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ

مولانا خلیل احمد انپٹھوی صاحب نے تمام علماء دیوبند کا متفقہ فیصلہ رقم

فرمایا ہے۔

☆ ”حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپکی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہؐ سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشت و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے“ (المہند عقائد علماء دیوبند ص ۴۰)

### علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اور علماء دیوبند کی پسندیدہ شخصیت علامہ ابن تیمیہ بھی فرماتے ہیں۔

☆ ”رسول اللہ ﷺ کی محفل میلاد کی تعظیم اور سالانہ محفل میلاد کا انعقاد بعض لوگ کرتے ہیں اور اچھے ارادے اور نیک نیت سے اس محفل کو منعقد کر نیوالے کیلئے حسن قصد کی بدولت اس میں اجر عظیم ہوتا ہے۔ نیز اس میں رسول اللہ کی تعظیم و تکریم ہے“ (حوال الاحفال ص ۲۱)

### عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے فضیلہ الشیخ مجدد الدعوة جناب ابن عبدالوہاب نجدی کے صاحبزادے شیخ عبداللہ نجدی نے واضح طور پر لکھا ہے۔

☆ ”علامہ ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”جب ابولہب کافر کا جس کی قرآن نے مذمت بیان کی ہے آپ کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو آپ کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے“ (مختصر سیرۃ الرسول ص ۳۲)

## مولوی اسحاق دہلوی کا فیصلہ

مانعین میلاد کے مسلمہ بزرگ مولانا محمد اسحاق دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”خیر البشر ﷺ کی محفل میلاد میں ولادت باسعادت کا ذکر کرنا موجب فرحت و سرور ہے۔ اور شرع پاک میں فرحت و سرور کیلئے جمع ہونا آیا ہے کہ منکرات و بدعات سے خالی ہو“ (ماہ مسائل ص ۳۳)

## مفتی عبدالرحمن دیوبندی کا فیصلہ

جامعہ اشرفیہ لاہور نے مفتی جناب عبدالرحمن صاحب نے ۱۲ ربیع الاول کے جشن کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

☆ ”حضور اکرم ﷺ انتقال کے بعد بھی زندہ ہیں بلکہ پہلی حیات سے انتقال کے بعد کی حیات زیادہ قوی ہے اس لئے (۱۲ ربیع الاول کو یوم وفات سمجھتے ہوئے) غمی کا سوال پیدا نہیں ہوتا یہ بھی اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے“ (روزنامہ جنگ میگزین ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب محفل میلاد کے انعقاد پر غیر مقلد دیوبندی حضرات اور اہل سنت

کے متفقہ بزرگوں کے نظریات و احکامات قلمبند کئے جاتے ہیں تاکہ موضوع مزید نکھر کر سامنے آجائے اور انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

## محدث ابن جوزی کا فیصلہ

بلند پایہ نقاد محدث ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جو آدمی حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کیلئے پردہ اور حجاب بن جائے گی اور جو میلاد مصطفیٰ پر ایک درہم بھی خرچ کرے حضور ﷺ اسکی شفاعت فرمائیں گے جو قبول ہوگی“ (مولد العروس ص ۹ مطبوعہ بیروت)

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

اسلام کی فلک پیمائشخصیت حضور مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فرمان ہے۔  
☆ ”نفس قرآن خواندن بصوت حسن و درقصائد و منقبت خواندن چہ مضائقہ است“ یعنی اچھی آواز میں قرآن پڑھنے، قصیدے اور منقبت پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے“ (مکتوب ۷۲، دفتر سوم)

## شاہ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔  
☆ ”اس واقعے میں میلاد شریف منانے والوں کی سند ہے کہ آں سرور کے میلاد کی رات مسرور ہوتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں، ابولہب کافر کو اگر حضور ﷺ کے میلاد کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے جزا ملی تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور ﷺ کی محبت اور خوشی سے مالا مال ہو کر

مال خرچ کرتا ہے، ہاں محفل میلاد عوام کی بدعتوں، گانوں، حرام باجوں اور غلط چیزوں سے خالی ہو (مدارج النبوة)

بخاری شریف کی اس روایت کو امت مسلمہ کے عظیم محققین نے نقل کیا ہے اور میلاد رسول اللہ ﷺ کے جواز پر دلیل ٹھہرایا۔ جن میں حضرت امام شمس الدین محمد الجزری حنفی اور حضرت امام احمد القسطلانی شارح بخاری جیسے لوگ شامل ہیں۔ دیکھئے زرقانی علی المواہب جلد ۱ ص ۱۳۹) حضرت شیخ فرماتے ہیں، "لیلة المیلاد" لیلة القدر سے بھی افضل ہے" (اثبت بالنیۃ ص ۵۹)

### شاہ ولی اللہ دہلوی کا فیصلہ

ہندوستان میں علم الحدیث کے فروغ میں اہم کردار ادا کرنے والے اور نہایت نازک دور میں کشتی ملت کو ساحل پر لگانے والے حضرت الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ "میں مکہ معظمہ میں میلاد رسول کے دن مولد مبارک میں تھا۔ اس وقت لوگ آپ پر درود شریف پڑھتے تھے آپ کی ولادت پاک کا ذکر کرتے اور ولادت کے وقت ظاہر ہونیوالے معجزات بیان کرتے تھے۔ میں نے اس مجلس میلاد میں انوار و برکات مشاہدہ کئے۔ میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو ایسی مجلسوں و مشہدوں پر مقرر ہوتے ہیں۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ فرشتوں کے اور رحمت کے انوار باہم ملے ہوئے ہیں" (فیوض الحرمین)

### الشاہ عبدالغنی دہلوی کا فیصلہ

خاندان مجددیہ کے اہم ستون، علمائے دیوبند، اہل حدیث اور علمائے اہل

سنت کے متفقہ استاد گرامی حضرت الشاہ عبدالغنی دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے

☆ حق یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت پاک کے ذکر میں اور سید ثقلین ﷺ کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرنے کیلئے فاتحہ پڑھنے کا سرور انسان کیلئے کمال سعادت ہے“ (شفاء السائل)

## خواجه احمد سعید دہلوی کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت خواجه احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”میلاد مصطفیٰ کے دلائل پوچھنے والو! یاد رکھو میلاد شریف کی محفل میں آپ ﷺ کے کمال شان پر دلالت کرنے والی آیات صحیح احادیث، ولادت باسعادت، معراج شریف، معجزات اور وصال کے واقعات کا بیان کرنا ہمیشہ سے بزرگان دین کا طریقہ رہا ہے۔ لہذا تمہارے انکار کی ضد کے سوا کوئی وجہ نہیں“ (رسالہ اثبات المولد والقیام ص ۱)

## حسن البنائے شہید کا فیصلہ

صدر جماعت اخوان المسلمین جناب حسن البنائے مصری کہتے ہیں کہ

☆ ”مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو ہم کیم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ ربیع الاول تک معمولاً ہر رات حصائی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل ذکر منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر باہر نکلتے شیخ شبلی الرجال کی بچی روجیہ فوت ہو چکی تھی لیکن انہوں نے پھر بھی میلاد النبی کا اہتمام کیا، مکان کو سجایا اور میلاد کے بعد بچی کی تدفین ہوئی، پوچھنے پر فرمایا

اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہوئی اور سوگ مسرت میں تبدیل ہو گیا،  
کیا اس نعمت سے بڑھکر کوئی اور نعمت درکار ہے۔ (حسن البنا کی ڈائری ص ۱۹۶ مطبوعہ  
لاہور)

## امام ابن کثیر کا فیصلہ

عظیم مفسر قرآن علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

☆ ”الملك المنظر ابوسعید کو کبریٰ خویوں بڑے سرداروں اور اصحاب مجد  
بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے اچھے آثار تھے۔ ربیع الاول میں میلاد شریف  
مناتا تھا اور پر شکوہ محفل منعقد کرتا تھا، وہ ذہین، بہادر نڈر صاحب علم و عقل اور  
عادل تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے وہ میلاد شریف پر تین لاکھ خرچ کرتا تھا۔  
(الہدایہ والنہایہ جلد ۱۳ ص ۱۳۶)

## الشاہ ابو الخیر دہلوی کا فیصلہ

خانقاہ مظہری دہلی کے سجادہ نشین اور سب کے قابل احترام شاہ ابو الخیر  
دہلوی قدس سرہ کا عمل دیکھئے۔

☆ ”جب میلاد پڑھا کرتے تھے اہل نسبت اور اصحاب باطن پر عجیب  
و غریب کشوفات ہوتے تھے۔ میلاد شریف کے مخالف اور اسکو کل بدعتہ ضلالہ  
کہنے والے افراد جیسے مولوی اشفاق الرحمن اور صدر بازار دلی کے اہل حدیث  
جو اچانک آزمائش کے لئے اس مبارک محفل میں آگئے تھے اور یہی کہتے  
ہوئے گئے کہ بڑی بابرکت محفل تھی تو پھر نیک دل افراد پر اگر بعض حقائق کا  
اظہار ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

زبان میری ہے بات ان کی

گر میل کند سوئے ہلال عجمی نیست  
شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

(مقامات خیرص ۳۰۱ از زید الحسن فاروقی دہلی)

## حضرت علامہ اقبال کا فیصلہ

پاکستان کے قومی شاعر مشرق کے عظیم فلسفی علامہ اقبال کا فرمان ہے۔  
☆ ”میرے نزدیک انسانوں کی دماغی و قلبی تربیت کے لئے نہایت  
ضروری ہے کہ ان کے عقیدے کی رو سے زندگی کا جو نمونہ بہتر ہے وہ ہر وقت  
ان کے سامنے رہے چنانچہ مسلمانوں کے لئے اس وجہ سے ضروری ہے کہ وہ  
اسوۂ رسول کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو  
قائم رکھنے کے لئے تین طریقے ہیں، وہ طریقے یہ ہیں۔

- 1- انفرادی طور پر درود و سلام پڑھنا
- 2- اجتماعی طور پر محافل میلاد النبی ﷺ منعقد کرنا
- 3- کسی مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا

(آثار اقبال ص ۳۰۵ مطبوعہ حیدرآباد دکن)

## علامہ شیخ محمود عطار دمشقی کا فیصلہ

عالم اسلام کے عظیم سکا لرحضرت علامہ محمود عطار دمشقی فرماتے ہیں۔

☆ ”ذکر ولادت رسول کے وقت قیام سے منع کرنے والا توحید پرست  
مسلمانوں کے عمل کو مجوسیوں اور شیعہ کے عمل سے کس طرح تشبیہ دیتا ہے۔  
حالانکہ وہ مسلمان ایک محترم جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ماحول معطر ہے اور وہ

قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں اور کائنات کی معزز ترین ہستی کے واقعات سیرت پورے آداب کیساتھ پڑھ رہے ہیں؛ ذکر ولادت سن کر تعظیم سے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں اور تشریف آوری کے تذکرے پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں؛ اسی طرز تعظیم سے منع کرنیوالے کو مبالغہ آمیزی نے مہمیز دی تو اس نے اہل اسلام کے عمل کو مجوسیوں اور شیعوں کے عمل سے تشبیہ دی؛ اے اللہ تو پاک ہے اور یہ تشبیہ بہت بڑا بہتان ہے“ (ذکر ولادت خیر الانام ص ۱۸ مطبوعہ لاہور)

## مولانا کوثر نیازی کا فیصلہ

غیر جانبدار سکالر جناب مولانا کوثر نیازی مرحوم نے لکھا ہے۔

☆ ”قرون اولیٰ سے اکابر علمائے اسلام یوم ولادت آنحضرت ﷺ کو خیر و برکت کا دن مانتے اور اسے عید سعید کی طرح مناتے چلے آئے ہیں۔ ان اکابر علماء میں وہ زعمائے ملت بھی شامل ہیں جو ارتکاب بدعت کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے؛ بلکہ جن کی مبارک زندگیاں بدعات کو ختم کرنے اور سیدنا کے خلاف جہاد کرنے میں گزری ہیں“ (میلاد النبی ص ۲۰)

## دانشورانِ جامعہ پنجاب کا فیصلہ

”انسائیکلو پیڈیا آف اسلام“ کی اشاعت پنجاب یونیورسٹی لاہور کا ایک تاریخ ساز کارنامہ ہے جس کی تشکیل و ترتیب میں تمام مسالک کے جید علماء شریک ہوئے۔ اس میں بھی اس حقیقت کا برملا اظہار ملتا ہے۔

☆ ”آج تمام اسلامی دنیا میں جشن عید میلاد النبی ﷺ متفقہ طور پر منایا جاتا ہے“ (مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد ۲۱ ص ۸۲۳)

زبان میری ہے بات ان کی

## خدارا ذرا غور کیجئے

اس زندگی میں ہم ہر نعمت کے حصول پر بھرپور خوشیاں مناتے ہیں۔ اور قرآن پاک نے بھی کہا ہے۔ ”جب اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت نصیب ہو جائے۔ تو خوشی کیا کرو اور پھر کہا ہے“ اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو ایک لمحے کیلئے ذرا سوچنے کی زحمت گوارا کریں کہ حضور فخر آدم و بنی آدم ﷺ کی ذات سے بڑھ کر اور کونسا فضل ہے اور کون سی رحمت و نعمت ہے۔ جس پر خوشی منائیں اور حضور کو بھول جائیں، اگر یہ سوال ایمان سے کریں گے تو وہ پکار اٹھے گا۔

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں  
ذکر آیاتِ ولادت کیجئے  
کیجئے ان کا ہی چرچا صبح و شام  
جان منکر پر قیامت کیجئے  
جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا  
ذکر اس کا اپنی عادت کیجئے

اگر اتنی سیدھی سی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی تو پھر کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان کرام بیچ اس مسئلہ کے جن علماء اہلحدیث اور زعماء دیوبند نے جواز میلاد کا راستہ اختیار کیا ہے وہ بدعتی، گمراہ اور حلوہ خور ہیں یا صراط مستقیم پر چلنے والے مسلمان ہیں؟

## ناطقہ سر بگریباں ہے

عید میلاد النبی سے خار کھانے والے مفتیان کرام کا کردار دیکھا جائے تو

حیرت ہوتی ہے کہ یہ لوگ صرف میلاد مصطفیٰ کی خوشی سے نالاں و ہراساں ہیں ورنہ ہر خوشی بڑے جوش و خروش سے کرتے ہیں، مثلاً دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں جشن بخاری منایا گیا، دعا خیر و برکت کے بعد مجلس برخاست ہوئی تو مہتمم صاحب کی طرف سے تمام حاضرین کی شیرینی سے تواضع کی گئی جو بہت کافی مقدار میں خصوصیت کیساتھ اس موقع کیلئے تیار کرائی گئی تھی، (رسالہ محدث ستمبر ۱۹۳۱ء، ص ۸) پھر یہ لوگ آئے دن یوم محمود، یوم خلفائے راشدین، یوم قاسم نانوتوی، یوم رشید گنگوہی مناتے رہتے ہیں، جن کی خبریں اخبارات میں چھپتی رہتی ہیں۔ ضیاء الحق مرحوم کی برسی پر سب مانعین میلاد ٹرکوں اور بسوں کے جلوس لیکر اسلام آباد جاتے ہیں۔ جماعت اسلامی کا سالانہ کمپ اور رائیونڈ کا سالانہ اجتماع سب کیا ہے، میلاد پاک کے نام پر عاشقان رسول جمع ہو جائیں تو اسلام رہتا ہے نہ ایمان، آخر کیوں؟ اور پھر حال ہی میں ہونیوالے ”ڈیڑھ سو سالہ“ جشن دیوبند، پشاور نے رہی سہی کسر نکال دی ہے، سوال پیدا ہوتا ہے کہ ”جشن بخاری“ اور جشن دیوبند جائز ہے اور جشن میلاد النبیؐ ناجائز ہے، بھی کیوں؟ کیا دشمنی صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات کریم کیساتھ ہے۔

ذکر رو کے فضل کاٹے نقص کا جو یار ہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

بھلا جشن بخاری اور جشن دیوبند قرآن و حدیث سے ثابت ہے، تعالیٰ صحابہ سے ثابت ہے، ائمہ اربعہ کے فتاویٰ سے ثابت ہے، پھر کیوں جائز ہے؟ صرف اسلئے کہ آپ کا حسن کرشمہ ساز اس کو جائز کہتا ہے، مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا یہ فتویٰ دیکھئے اور سر دھنیے ”قرون ثلاثہ میں بخاری تالیف

زبان میری ہے بات ان کی

نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اسکی اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۸۲ مطبوعہ کراچی) ہم کہتے ہیں یہی ”حسن ظن“ میلاد شریف کیلئے کیوں نہیں رکھا جاتا، وہاں تو جھٹ بدعت و ضلالت کے فتوے حرکت میں آجاتے ہیں نیز اگر ختم بخاری درست ہے تو ”ختم قرآن“ کیوں درست نہیں۔ کیا آپ لوگ ختم قرآن حکیم اور میلاد رسول کریم ﷺ کو ذکر خیر نہیں سمجھتے؟

نوائے وقت ۲۱ جنوری ۱۹۹۰ء ملتان کا پرچہ ہمارے سامنے پڑا ہے اس میں ایک خبر پڑھے۔

☆ ”یوم صدیق اکبر ملتان بہاولپور مظفر گڑھ اور دیگر شہروں میں جلوس انجمن سپاہ صحابہ کی طرف سے خلفائے راشدین کے ایام سرکاری طور پر منانے کا مطالبہ تفصیل یوں ہے کہ ملتان ۲۰ جنوری انجمن سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں ملتان بہاولپور شجاع آباد اور دیگر شہروں میں جلوس نکالے گئے۔ ملتان میں اجتماعی جلوس کی قیادت انجمن سپاہ صحابہ ملتان کے رہنما سلطان محمود ضیاء انور علی شاہ اور اشفاق محمود نے کی“ ہے کوئی مرد میدان جو اس جلوس کی شرعی حیثیت قرآن و حدیث اور تعامل صحابہ سے ثابت کر سکے نہیں تو سپاہ صحابہ کی اس تحریک پر بدعت و ضلالت کا فتویٰ صادر کر سکے ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ اگر یہ سب جائز ہے تو بتائیے میلاد پاک کا جلوس کیوں جائز نہیں یا اگر میلاد منانے والے بدعتی ہیں تو دوسرے جلوس نکالنے والے کیوں بدعتی نہیں۔ کوئی تو جواب دیجئے۔

موسم کا منہ تکتے رہنا کام نہیں دیوانوں کا

زبان میری ہے بات ان کی

باب ہفتم

تراویح کا مسئلہ

## تراویح کا مسئلہ

جب بھی رمضان المبارک کا حسین اور روح پرور مہینہ آتا ہے، مسلمانوں کے ذوق عبادت اور شوق سخاوت میں ایک دم انقلاب برپا ہوتا ہے، ہر صاحب ایمان نیکی کی طرف مائل دکھائی دیتا ہے، فرط سجود سے جبین اہل حرم بے تاب نظر آتی ہیں۔ ان طرب ناک دنوں میں ہمارے غیر مقلد اہل حدیث، اثری سلفی بھائیوں کی طرف سے اشتہارات چھپنے شروع ہو جاتے ہیں، تراویح تو آٹھ ہیں، بیس تراویح کا کوئی ثبوت نہیں۔ وغیرہ حالانکہ عدد آٹھ کے ساتھ تراویح کا استعمال ان کے علم کی دہائی دے رہا ہے، لفظ تراویح کے لئے کم از کم عدد ۱۲ ہونا چاہیے۔ جو انہیں بھی قابل قبول نہیں۔ پھر بیس عدد تراویح ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام امت کا اجماع ہے، چاروں مذاہب فقہ میں سے کسی نے بھی آٹھ تراویح کا فتویٰ نہیں دیا۔

(۱) دسویں صدی ہجری کے امام زین العابدین مصری متوفی ۹۷۰ھ کا

ارشاد ہے۔

☆ ”صاحب کنز الدقائق کا قول ہے کہ تراویح تو بیس رکعات پر مبنی

ہیں، یہی جمہور کا قول ہے کیونکہ موطا امام مالک میں یزید بن رومان سے یہی

روایت مروی ہے کہ لوگ حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانہ میں تیس رکعتیں

زبان میری ہے بات ان کی

(مع تین وتر) پڑھتے تھے اور اسی پر مشرق و مغرب میں تمام مسلمانوں کا عمل ہے“ (البحر الرائق جلد ۲ ص ۶۶)

(۲) گیارہویں صدی ہجری کے جلیل المنزلت محقق حضرت امام علی قاری متوفی ۱۰۱۳ھ کا ارشاد ہے۔

☆ ”فصار اجماعاً روی البہقی باسناد صحیح انہم کانوا یقیمون علی عہد عمر عشرین رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہم۔

پس بیس رکعات تراویح پر اجماع امت ہے۔ کیونکہ امام بیہقی نے صحیح اسناد کیساتھ روایت کیا ہے کہ لوگ حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے زمان خلافت میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے“ (شرح التقایہ جلد ۲ ص ۲۳۱، مرآة الفاتح جلد ۳ ص ۱۹۳)

(۳) ”تیرہویں صدی ہجری کے بلند پایہ علامہ حضرت سید محمد مرتضیٰ زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ کا ارشاد ہے۔

☆ ”حضرت عمرؓ کے زمان مبارک میں (بیس رکعات تراویح) پر اجماع (صحابہ) منعقد ہو چکا، اسی پر امام ابوحنیفہ، امام نووی، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء کا عمل ہے۔ اسی کو امام ابن عبدالبر نے اختیار فرمایا (اتحاف السادة المتتمین جلد ۳ ص ۷۰۰)

ہر صدی کے ائمہ امت نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ سعودی عرب سمیت تمام بلاد اسلامیہ میں اسی اجماع پر عمل کیا جاتا ہے، لگتا ہے برصغیر پاک و ہند میں انگریزوں کی بدولت جہاں دیگر بہت سے اختلافات نے جنم لیا۔ وہاں یہ مسئلہ اٹھایا گیا تاکہ امت مسلمہ اپنے رب کی عبادت و ریاضت

میں بھی متحد نہ رہ سکے۔ یہ ایک خونچکاں داستان ہے، ہم اس وقت صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر ہم پاکستانی و ہندوستانی مسلمان بیس رکعات تراویح پڑھنے کی وجہ سے بدعتی ہیں، گمراہ ہیں، باغی سنت و شریعت ہیں تو ان شیوخ عرب کے بارے میں ”مفتیان کرام“ کا کیا فتویٰ ہے جن کی ”آشیر باد“ پر آپ کے ادارے چل رہے ہیں، یا آپ کا اپنے مسلمہ اکابر کے بارے میں کیا خیال ہے جن کے قلم نے حقائق اگل کر آپ کے راستے میں دیوار کھڑی کر دی ہے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم کتاب و سنت کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے، ہمت کیجئے اور ان کو بھی بدعتی، گمراہ اور باغی سنت و شریعت لکھ دیجئے، ہمارے دکھتے ہوئے زخموں کو بھی یہ سمجھ کر سکون نصیب ہو جائے کہ آپ کی عادت ہی ایسی ہے۔

### شیخ ابن تیمیہ کا فیصلہ

تمام غیر مقلدین اہل حدیث کے متفقہ شیخ الاسلام اور دعوت و عزیمت کے علمبردار شیخ تقی الدین ابن تیمیہ الحرانی متوفی ۷۲۸ھ کا فیصلہ ہے۔

☆ ”قَدْ ثَبَتَ أَنَّ أَبِي بِنِ كَعْبٍ كَانَ يَقُومُ  
بِالنَّاسِ عِشْرِينَ رَكْعَةً فِي رَمَضَانَ وَيُؤْتِرُ بِثَلَاثِ فَرَايَ  
كَثِيرٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ أَنَّ ذَلِكَ هُوَ السُّنَّةُ لِأَنَّهُ قَامَ بَيْنَ  
الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَلَمْ يَنْكُرْهُ مُنْكَرٌ يَهْدِي بَاتِثَابِ  
هُوَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنَّ حَضْرَتَ أَبِي بِنِ كَعْبٍ تَمَامَ لَوْغُولِ (يعني صحابه و  
تابعين) کو رمضان میں بیس رکعات پڑھایا کرتے تھے لہذا

کثیر التعداد علماء کرام نے اسی کو سنت قرار دیا ہے۔ کیونکہ  
حضرت ابی مہاجرین و انصار کے درمیان کھڑے تھے اور کسی  
ایک نے بھی (بیس رکعات کا) انکار نہیں کیا۔

(فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۲۳ ص ۱۱۲)

نیز لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قائم  
کردہ نماز تراویح کو بحال رکھا۔ (منہاج السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۲)

## علامہ محمد علی الصابونی کا فیصلہ

ام القرئی یونیورسٹی مکہ معظمہ کے استاد گرامی جناب علامہ محمد علی الصابونی  
کا ارشاد ہے۔

☆ ”پسرا صحابہ کبار کے زمانہ سے ہمارے اس زمانہ تک کتنے لوگ ہیں  
جنہوں نے ان دونوں حرموں میں نماز تراویح ادا کی ہے، کیا وہ اس میں بیس  
رکعت تراویح نہیں ادا کرتے تھے حالانکہ وہ دونوں حرم مسلمانوں کی مساجد کا  
قبلہ ہیں پس کیا یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ تمام مسلمان ایک بری چیز اور دینی امور  
میں سے ایک بدعت پر جمع ہو گئے اور تمام لوگ اس سے خاموش رہے حالانکہ  
ان میں علماء و فقہا اور محدثین بھی موجود تھے۔ کئی قومیں اور کئی صدیاں گذر  
گئیں اگر یہ (بیس رکعت تراویح) بدعت اور برائی ہیں کسی نے بھی اس برائی  
سے نہ روکا، جس طرح جاہلوں کا خیال ہے۔

یہ وہی دعوت ہے جو سلف صالحین کے طریقے پر مضبوطی سے عمل کرنے  
کی دعوت ہے، نجد اور حجاز کے علاقہ میں یہ دعوت شروع ہوئی، سعودیہ کے علما

ایک بدعت پر کیسے خاموش رہتے۔ اور دین میں ایسی برائی کی مخالفت نہ کرتے جبکہ اس کام میں ان کے ساتھ تمام عالم اسلام کے علماء شریک ہیں۔ میں نے مکہ مکرمہ میں بیس سال گزارے ہیں اور امام کے پیچھے ہر رمضان المبارک کو مسجد حرام میں بیس رکعت نماز (تراویح) پڑھتے رہے ہیں۔ پھر ہم امام کے ساتھ تین رکعت وتر ادا کرتے ہیں۔ نجد و حجاز اور عالم اسلام کی چاروں اطراف کے علماء بھی اسی طرح نماز پڑھتے ہیں اور کسی نے اسکا انکار نہیں کیا۔ اور نہ اس پر اعتراض کیا ہے۔ کیا یہ ان کی طرف سے بیس رکعات کے شرعی ہونے کا اقرار نہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے یہی افضل ہے، پھر مشرق و مغرب میں مسلمانوں کی مسجدیں ہمارے زمانے میں نمازیوں سے بھر جاتی ہیں، خصوصاً رمضان میں، افریقی ممالک، ملک شام، مصر، سعودی عرب اور پاکستان کی بڑی مسجدوں میں وہ نماز تراویح بیس رکعات ہی پڑھتے ہیں۔ پس کیا یہ تمام لوگ جہالت اور گمراہی پر ہیں جس طرح سلفی بننے والے جاہلوں کا گمان ہے، (الہدیٰ الہدیٰ الصبح فی صلاۃ التراویح ص ۳۱-۳۲)

ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

☆ ”تعب ہے کہ یہ لوگ جو شہرت کے پہاڑ کی چوٹی پر سوار ہونا پسند کرتے ہیں اور اپنی علمی فوقیت، سرداری اور تیز فہمی کے ساتھ مشہور کئے جاتے ہیں، خلاف اصول اور غلط باتیں کرتے ہیں، سلف صالحین کو جاہل بتانے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے لیکر ہمارے اس زمانے تک کے اور پرانے دور کے علماء اسلام اور پوری امت کو گمراہ کہنے پر جمع ہیں۔ جو شخص بھی

بیس رکعت نماز تراویح پڑھے اسے گمراہی کی طرف منسوب کرتے ہیں، یہاں تک آگے بڑھے کہ وہ تراویح میں گیارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے والے کو اس شخص کیساتھ تشبیہ دیتے ہیں جو ظہر کی پانچ رکعت اور فجر کی سنت چار رکعت پڑھتا ہے۔ اور یہ قیاس واضح طور پر باطل ہے۔ نیز سوائے فہمی اور کند فہمی پر دلالت کرتا ہے اور جس طرح کہا جاتا ہے کہ عیش رجباً تریٰ عجباً زیادہ دیر زندہ رہ تو عجیب و غریب چیزیں دیکھے گا‘ (ایضاً ص ۳۳)

نوٹ:- بہر حال یہ سارا رسالہ نہایت دیدنی ہے، جگہ جگہ تحقیقات کے اعلیٰ نمونے موجود ہیں۔ کتنا افسوس ہے کہ ایک مختصر سا گروہ غیر مقلدین سے زیادہ امت مسلمہ کو گمراہ کہہ رہا ہے اور خود کو اثری و سلفی متبع سنت قرار دے رہا ہے اور اس سے بھی بڑی قیامت مجلۃ الدعوة والے ڈھا رہے ہیں کہ تمام امت مسلمہ کے عقائد و اعمال سے قطعی مختلف ہو کر بھی تمام عالم اسلام کی نمائندگی کرنے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور عالم اسلام کو درپیش جملہ مسائل کا بزعم خود حل تلاش کر رہے ہیں کوئی آدمی پوچھنے والا نہیں کہ بھی آپ لوگ پوری دنیا کے مسلمانوں کے عقائد و اعمال پر شرک و بدعت کا فتویٰ بھی لگاتے ہیں اور ان کی نمائندگی بھی کرتے ہیں اور سب کے امام بننے کے بھی دعویدار ہیں، مشرکوں اور بدعتیوں کی امامت کے بارے میں کیا خیال ہے؟

پھر یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ سب چندہ لینے اور ہضم کرنے کے منصوبے ہیں۔ خدارا اپنے دیرینہ دستگیروں یعنی سعودی عرب والوں کے ساتھ تو وفا کرو۔ وہ بھی آپ لوگوں کی جان کو رو رہے ہیں۔

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

زبان میری ہے بات ان کی

## شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب کا فیصلہ

اثری تحریک کے محرک اعظم شیخ الدعوة جناب ابن عبدالوہاب نجدی کے فرزند گرامی شیخ عبداللہ نجدی کا ارشاد ہے۔

☆ ”ان عمر رضی اللہ عنہ لما جمع الناس علی ابی بن کعب كانت صلواتہم عشرين رکعة“ بیشک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام و تابعین عظام کو حضرت ابی بن کعب کی امامت پر جمع فرمایا اور انکی نماز بیس رکعات تراویح تھی“ (الحدی النبوی ص ۳۰ بحوالہ مجموعہ فتاویٰ نجدیہ)

## حافظ عبدالمنان سلفی کا فیصلہ

غیر مقلدین اہلحدیث کے مولانا عبدالمنان نے بھی تسلیم فرمایا ہے۔

☆ ”حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ماہصل تو صرف اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہے“ (تعداد تراویح ص ۵۳)

## امام الوہابیہ ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

اہلحدیث کے مناظر اعظم مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے بیس رکعتیں در صورت ثبوت کے مستحب ہیں کیونکہ صحابہ نے پڑھی ہیں“ (اہل حدیث کا مذہب ص ۹۸)

☆ نیز فرماتے ہیں ”بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں۔ کیونکہ

مکہ معظمہ میں بھی بیس رکعات پڑھی جاتی ہیں۔ (رسالہ اہل حدیث امرتسر ۲۵ دسمبر

(۱۹۳۶ء)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے ممدوح جناب علامہ صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

☆ ”وقد عدد اما وقع فی عهد عمرؓ، کالاجماع، یعنی حضرت

عمرؓ کے زمانہ میں جو طریقہ قرار پا گیا تھا وہ اجماع کی مانند ہے۔ (عون الباری

جلد ۳ ص ۳۰۷)

## قاضی شوکانی کا فیصلہ

شیخ ابن تیمیہ کے نظریہ فکر کے حامل اور غیر مقلدین کے سرخیل قاضی

شوکانی نے بھی مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح کا یہ قول نقل کیا ہے

☆ انہوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے زمانے کے لوگوں (صحابہ و تابعین)

کو بیس رکعات تراویح اور تین و تر پڑھتے ہوئے دیکھا“ (نیل الاوطار جلد ۳ ص ۵۷)

☆ نیز لکھتے ہیں کہ ”تراویح میں کوئی خاص تعداد مقرر کر لینا یا اس میں

خاص مقدار قرأت معین کر لینا سنت سے ثابت نہیں“ (ایضاً جلد ۱ ص ۴۶)

معلوم ہوا کہ خاص تعداد آٹھ رکعت مقرر کرنا بھی سنت سے ثابت نہیں۔

## علامہ داود ظاہری کا عمل

غیر مقلدین کے ممدوح جناب علامہ داود ظاہری کے بارے میں بھی

مشہور ہے کہ وہ بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے“ (بدایہ الجحد جلد ۱ ص ۱۹۱)

زبان میری ہے بات ان کی

## علامہ وحید الزماں کا فیصلہ

ابجدیث کے مترجم صحاح ستہ وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں۔

☆ ”تراویح کی تعداد رکعات مقرر نہیں کی گئی“ (کنز العمال ص ۳۰)

نوٹ:- سارے علماء کرام اور ائمہ عظام یہی کہہ رہے ہیں کہ تعداد بیس رکعات ہے مگر موصوف کہتے ہیں کہ تعداد متعین و مقرر نہیں۔ چلو ٹھیک ہے پھر آٹھ تراویح پر زور کیسا اور بیس رکعات پڑھنے والوں کے خلاف شور کیسا؟ آپ کے نزدیک کوئی تعداد مقرر نہیں تو کیوں آپ خلاف سنت کام پر صلاحیتیں صرف فرما رہے ہیں الحمد للہ ہمارے نزدیک تو مقرر ہے اور وہ بھی حضور کے پاک صحابہ کرام نے مقرر فرمائی ہے جن کا قول و فعل حجت شرعی ہے۔

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ان عظیم الشان امامان امت کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جن کی تحقیق پر ہمیں بھی اعتماد ہے اور ہمارے کرم فرماؤں کو بھی بھروسا ہے۔

## شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ ”جس تعداد پر رکعات تراویح کا امر مستقل ہوا اور جو تعداد صحابہ تابعین

اور ان کے بعد کے لوگوں سے مشہور ہوئی وہ بیس رکعات ہے“ (ماہیت ص ۳۶۳)

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا فیصلہ

شیخ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا فرمان ہے۔

☆ ”تراویح کی رکعات کی تعداد بیس ہے“ (ج۲ اللہ البالغہ جلد ۲ ص ۱۸)

## علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

عظیم محقق حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”ان مجموع عشرین رکعة فی التراویح سنة موکده

تراویح بیس رکعات سنت موکده ہے اسلئے کہ اس پر خلفاء راشدین نے مداومت کی ہے۔ اگرچہ حضور ﷺ نے مداومت نہیں فرمائی اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے۔ اور اس کو ترک کرنے والا گنہگار ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حضور ﷺ کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہذا جو آدمی آٹھ رکعات پر اکتفا کرے وہ خطا کار ہے۔ کیونکہ اس نے خلفاء راشدین کی سنت ترک کر دی“ (تحفۃ الاخیار فی احیاء سید الابرار ص ۲۰۹)

## حضرت امام احمد بن حنبل کا فیصلہ

ہدیۃ المہدی میں جناب وحید الزماں غیر مقلد صاحب نے حضرت امام احمد بن حنبلؒ اور حضور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے اب ہم امام احمد کے حوالے سے بات کرتے ہیں۔

☆ ”ابن قدامہ حنبلیؒ نے فرمایا کہ امام احمد کے نزدیک تراویح کی بیس

رکعات مختار ہیں ابوحنیفہ اور شافعیؒ بھی اسی تعداد کے قائل تھے“ (المغنی جلد ۲ ص ۱۶۷)

## حضور عبدالقادر جیلانی کا فیصلہ

شیخ الجبن والانس حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔

”وصلوة التراویح سنة النبی صلی اللہ علیہ وسلم..... وہی

عشرون رکعة، نماز تراویح حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے اور یہ

بیس رکعات ہے“ (غنیۃ الطالبین ص ۳۹۳)

نوٹ:- رفع یدین کے مسئلہ میں حضور غوث اعظم کا حوالہ دینے والے آپ

کے اس ارشاد پر بھی غور فرمائیں۔

### خدا را ذرا غور کیجئے

یہ تمام حقائق و آثار رقم کرنے کے بعد

ہمارا ہرگز اصرار نہیں کہ آپ لوگ ضرور ساری امت محمدیہ کے نقش قدم

پر چلتے ہوئے ضرور بیس رکعات تراویح کا اہتمام کریں، کیونکہ جب آپ کا

شیوہ حیات ہی اجماع امت سے انحراف ہے تو ہم کیسے آپ کو قائل کر سکتے

ہیں ہاں اتنا ضرور عرض کرتے ہیں کہ ذرا جرأت فرمائیں اور اپنے فتوؤں کا

رخ اپنے اکابر ابن تیمیہ وغیرہ کی طرف بھی سیدھا کر لیں، اور سعودی عرب

والوں سے چندہ لیتے وقت ان کو اس بدعت و ضلالت سے بچنے کا سبق دیا

کریں۔ تمام ترقوتیں اہل سنت و جماعت کے خلاف ہی استعمال کرنا کون سی

دانشمندی ہے، جبکہ آپ کے اپنے بھی اسی جرم میں ملوث ہیں۔

### ناطقہ سر بگمیاں ہے

تراویح کے بارے میں غیر مقلدین کا طرز فکر بہت عجیب و غریب ہے۔

وہ کمال جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے تراویح اور تہجد کو ایک ہی نماز تصور

کرتے ہیں۔ حالانکہ اس امر میں بھی انکے اکابر کے اقوال و اعمال اس بات

کی دہائی دیتے ہیں کہ یہ دونوں نمازیں ایک نہیں، الگ الگ ہیں اس کا ثبوت واضح طور پر صحاح ستہ کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ لیکن ہم غیر مقلدین کے شیخ الکل میاں نذیر حسین دہلوی کا عمل پیش کرتے ہیں۔ جناب فضل حسین بہاری لکھتے ہیں۔

” (میاں صاحب) لیالی رمضان المبارک میں دو ختم قرآن مجید کا بحالت قیام ہر سال سنتے، ایک تو نماز عشاء کے بعد تراویح میں جس کے امام تھے حافظ احمد عالم، فقیہ، محدث، جو آپکے شاگرد رشید تھے، تین سپارے روزانہ سناتے ترتیل و تجوید کیساتھ دوسرا ختم سنتے نماز تہجد میں جسکے امام ہوتے حافظ عبدالسلام سلمہ، (آپکے بڑے پوتے) (الحیاء بعد المماتہ ص ۱۳۸)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے بھی سوال (جو نماز تراویح پڑھ لے وہ پھر آخرات میں تہجد پڑھ سکتا ہے یا نہیں) کے جواب میں واضح ارشاد فرمایا۔

☆ ”پڑھ سکتا ہے، تہجد کا وقت ہی صبح سے پہلے کا ہے اول شب میں تہجد نہیں ہوتی“ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۴۳۱)

غیر مقلدین کے پاس ایک ہی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت ادا فرمایا کرتے تھے، جس پر وہ آٹھ تراویح کا نظریہ کھڑا کرتے ہیں حالانکہ اس روایت پر ایسا استدلال نہایت حیران کن ہے، کیونکہ یہ استدلال بوجہ باطل ہے

1- اگر اس روایت سے مراد تراویح کی نماز ہے تو وہ غیر رمضان میں تراویح کیوں نہیں ادا کرتے؟

2- یہ نماز تراویح ہے تو امام بخاری نے اسے تہجد کے باب میں کیوں بیان فرمایا، امام بخاری کو حدیث کی سمجھ نہیں یا آپ کو سمجھ نہیں؟

3- گیارہ رکعت میں تراویح کی آٹھ رکعت ہیں تو باقی تین رکعت کیا ہیں۔ اگر تین وتر ہیں تو آپ ایک وتر کیوں پڑھتے ہیں۔ اگر ایک وتر ہے تو دو رکعت مزید تراویح میں اضافہ ہوئیں اور تراویح کی دس رکعت بن گئیں جبکہ آپ کو آٹھ رکعت تراویح پر اصرار ہے۔

4- یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ وہ خلفاء راشدین کے دور میں موجود تھیں انہوں نے اس روایت کے ہوتے ہوئے خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ و تابعین کو کیسے بیس رکعات تراویح پڑھتے برداشت کر لیا، معلوم ہوا کہ سیدہ صدیقہ کے نزدیک یہ نماز تہجد کی نماز تھی نہ کہ تراویح کی ورنہ وہ ضرور صورت حال واضح فرما دیتیں۔

5- نماز تراویح ایک سلام کے ساتھ دو رکعت کر کے ادا ہوتی ہے جبکہ اس روایت میں ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے، ثابت ہوا کہ یہ روایت تراویح کیلئے نہیں تہجد کیلئے ہے۔

6- کسی امام فقہ نے اس روایت کو بنیاد بنا کر آٹھ تراویح کا فتویٰ دیا ہے، ترمذی شریف میں تعداد تراویح کے بارے میں مختلف اقوال درج ہیں لیکن آٹھ کا ذکر تک نہیں۔ ساری امت محمدیہ کو چھوڑ کر کیسے کوئی مختصر سے گروہ کو اپنا قبلہ آرزو بنا لے۔

7- غیر مقلدین کا خود اس روایت پر عمل نہیں۔ کیونکہ روایت میں حضور ﷺ کے تنہا نماز پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ غیر مقلدین باجماعت ادا کرتے ہیں؟

اور دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے ہیں۔ حضور ﷺ یہ نماز گھر میں ادا فرماتے تھے جبکہ غیر مقلدین مسجد میں ادا کرتے ہیں۔ حضور ﷺ سونے کے بعد وتر پڑھتے اور تنہا پڑھتے تھے جبکہ غیر مقلدین تراویح کے فوراً بعد سونے سے پہلے ہی باجماعت وتر پڑھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ کن ارشاد ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ”یہ جو مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے اس سے مراد تہجد ہے۔ جو رمضان وغیر رمضان میں برابر تھی اور اس کو صلوة لیل کہتے تھے۔ تراویح کی نماز اس سے الگ ہے۔ ان حضرات کے عرف میں اسکا نام قیام رمضان تھا“ (حاشیہ مالا بدمنہ

ص ۶۹)



باب ہشتم

طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ

## طلاقِ ثلاثہ کا مسئلہ

ہمارے معاشرے میں جہالت عام ہے۔ عوام الناس کو دین کے مسائل و احکام سے کوئی لگاؤ نہیں، دوسرے مسائل کی طرح یہ مسئلہ بھی عام ہے کہ لوگ معمولی جھگڑوں کی وجہ سے بھی اپنی عورت کو تین طلاق دے کر میکے بھیج دیتے ہیں۔ بعد میں بچوں کا خیال آتا ہے، یا گھر بار کی بربادی یاد آتی ہے تو پھر علماء کا سہارا تلاش کرتے ہیں، ”مولوی صاحب کوئی حل نکالو، لوگوں کی اس مجبوری سے غیر مقلدین خوب فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں پوری امت مسلمہ کے مصدقہ فیصلے کے خلاف غلط راستے پر ڈال دیتے ہیں۔ عوام الناس کو غیر مقلدین کی یہ سہولت راس آ جاتی ہے، جب کوئی ایسے لوگوں سے اجماع امت کی بات کرتا ہے تو کانٹے کو دوڑتے ہیں، اوجی تم زیادہ پڑھے لکھے ہو، فلاں ”مولوی صاحب“ نے ”قرآن و حدیث“ کی روشنی میں ہمیں مطمئن کر دیا ہے۔ نتیجتاً آہستہ آہستہ وہ ایسی اور بھی ”لا تعداد سہولتوں“ کے حصول کے لئے ”غیر مقلدین“ کے دامن میں پناہ لے لیتے ہیں۔ ایسے کئی کیس ہمارے سامنے ہوتے رہتے ہیں۔

طلاقِ ثلاثہ کے بارے میں غیر مقلدین کا عجیب و غریب فتویٰ ہے کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے، حالانکہ یہ فیصلہ قرآن و

حدیثِ خلفائے راشدین کے اقوال اور صحابہ و تابعین ائمہ اربعہ اور ہزاروں علمائے امت کے اجماع سے سراسر بغاوت ہے اور لوگوں کو فحاشی کے اندھیرے غار میں دھکیلنے کے مترادف ہے۔

(۱) شارح بخاری حضرت امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ کا فرمان ہے۔

☆ ”جمہور علمائے تابعین اور انکے بعد جو ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب، امام مالک اور انکے اصحاب، امام شافعی اور انکے اصحاب، امام احمد اور انکے اصحاب، امام اسحاق، ابو ثور، ابو عبید اور دوسرے کثیر التعداد علماء کرام کا یہی مذہب ہے کہ من طلق امرأۃ ثلاثاً ووقعن جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں وہ تینوں ہی واقع ہو گئیں، لیکن وہ خطا کار ہوگا اور جو اس کی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور اہل سنت کے مخالف ہیں“ (عمدة القاری جلد ۲ ص ۲۳۳)

(۲) حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

☆ ”اس پر سب کا اتفاق اور اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو تین

طلاقیں دیں، تو بالا جماع تین ہی واقع ہوں گی“ (تفسیر مظہری جلد ۱ ص ۳۰۰)

(۳) ”امام احمد بن محمد الصاوی نے بھی فرمایا ہے۔

☆ ”کہ اس مسئلہ پر سب (سلف و خلف) کا اجماع ہے یہ قول کہ

”تین طلاق ایک دم دینے سے ایک طلاق واقع ہوگی“ ابن تیمیہ حرانی کے سوا

کسی سے معروف نہیں اور بے شک ابن تیمیہ نے اس مسئلہ میں اپنے مذہب

کے اماموں کا بھی رد کیا ہے، یہاں تک کہ علماء کرام نے فرمایا ”ابن تیمیہ خود

بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر نیوالا ہے“ اس مسئلہ کی نسبت امام

اشہب مالکی کی طرف کرنا غلط ہے“ (تفسیر الصادق جلد ۱ ص ۱۰۰)

ان علماء کرام کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں بھی اجماع امت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اپنی روایتی آزاد خیالی کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک نیا راستہ ایجاد کیا ہے، اور غضب تو یہ ہے کہ اس بالکل بدعتی نظریے کو ”سنت و شریعت“ کے نام سے عام کر رہے ہیں بتائیے اس سے بڑھ کر مذہبی دہشت گردی اور کیا ہوگی۔

لیکن اس مضمون میں ہم صرف اتنا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہم دور صحابہ سے لیکر آج تک جمیع امت اسلامیہ تو بدعتی ہو گئے لیکن آپکے وہ اکابر کیا ہیں، جن کے قلم نے حقائق اگل دیئے ہیں۔ کیا آپ انکو بھی بدعتی کہنے کیلئے تیار ہیں؟

### امام ابن حزم ظاہری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مسلمہ امام ابن حزم ظاہری کا ارشاد ہے۔

”فَهَذَا يَقَعُ عَلَى الثَّلَاثِ مَجْمُوعَةً وَمُفْرَقَةً وَلَا يَجُوزُ أَنْ  
بِهَذَا يَعْضُ ذَلِكَ دُونَ بَعْضٍ بَعْضٍ نَصٍ، تَيْنِ طَلَاقِينَ  
اَكْثَى هَوْنًا يَمْتَرِقُ آيَتِ كَا حَكْمِ دُونِ صُورَتَيْنِ بِرَبْرَابِرِ صَادِرِ  
هُوَ تَا هُوَ۔ اور یہ ہرگز جائز نہیں کہ کسی صورت کو آیت کے حکم  
سے مختصر قرار دیا جائے اور کسی کو نہیں“ (الحلی بلا تار جلد ۹ ص ۳۹۴)

(بیروت)

### علامہ ناصر الدین البانی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے مشہور عالم محقق اور نقاد علامہ ناصر الدین البانی نے سنن

زبان میری سے بات ان کی

ملکہ شریف کی اس حدیث پاک کو صحیح قرار دیا ہے، جس میں ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے شوہر نے یمن جاتے وقت انہیں ایک مشت تین طلاقیں دے دیں، فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رسول پاک ﷺ نے انہیں موثر قرار دیا، (صحیح سنن ابن ماجہ الاہلبانی کتاب الطلاق جلد ۳ ص ۳۴۳) اگر یہ حدیث صحیح ہے تو پھر اسکے خلاف کسی کا اجتہاد کیوں کر قابل قبول ہو سکتا ہے۔

اس مسئلہ کو ابن تیمیہ نے یہودیوں اور رافضیوں کی تقلید کرتے ہوئے اپنایا۔ تمام عالم اسلام نے ان کے خلاف آواز اٹھائی جیسا کہ امام صادی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے اور لوگوں نے ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مارے اور دمشق کے بازاروں میں پھرایا، اس واقعہ کو غیر مقلد عالم شرف الدین دہلوی نے اپنی کتاب ”شرفیہ علی الثماریہ“ جلد ۲ ص ۲۱۷ پر بیان کیا ہے۔ یاد رہے کہ تمام علمائے دیوبند بھی خود کو زمرہ احناف میں گردانتے ہیں اسلئے انہوں نے بھی احناف اور اجماع امت کے مطابق فیصلہ دیا ہے، مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب فرماتے ہیں ”تین طلاقیں اس صورت میں واقع ہو گئیں، سوائے حلالہ کے کوئی تدبیر اس کی نہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۷۵)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب انکے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جنکا احترام غیر مقلدین کے

نزدیک بھی ضروری ہے۔

## علامہ عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مفتی کبیر حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو شخص تین طلاق دیوے اور مقصود اس کو دونوں مرتبہ اخیر سے تاکید نہو، پس اس صورت میں بمذہب جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ اربعہ و اکثر مجتہدین و بخاری و جمہور محدثین، تین طلاق واقع ہو جاویں گی، البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا“..... باقی وہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے، کان الطلاق علی عہد رسول اللہ و ابی بکر و سنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا فی امر کان لهم فیہ اناة فلوا مضیناہ علیہم فامضنی علیہم پس اس کی تاویل جمہور محدثین و فقہا کے نزدیک یہ ہے کہ اوائل میں تین مرتبہ طلاق کا لفظ اگر کہتے تھے تو اس سے تاکید منظور ہوتی تھی۔ اس وجہ سے وہ ایک ہی طلاق ہوتی تھی نہ یہ کہ تین لفظ سے تین طلاق بھی مقصود ہوں اور پھر وہ ایک ہی ہوئے، یہ امام نووی اور ابن ہمام وغیرہما علیہما الرحمہ نے ذکر کیا“ (مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ ص ۲۸۶)

### خدارا ذرا غور کیجئے

علاوہ ازیں غیر مقلدین اور مقلدین کے جو متفقہ مدوحین ہیں، مثلاً حضور امام ربانی مجدد الف ثانی، شیخ ولی اللہ دہلوی، شاہ عبدالعزیز دہلوی وغیرہم علیہم الرحمہ سب احناف ہیں اور ان کا فیصلہ اجماع امت کے موافق ہے، اس لئے انکے فیصلے نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، ہم صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا اتنے جلیل القدر افراد بدعتی ہو سکتے ہیں، خدارا ذرا غور کیجئے کہ آپ صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اور تمام علمائے امت کے استدلال کو باطل قرار

زبان میری ہے بات ان کی

دے کر صرف ابن تیمیہ اور ان کے چند شاگردوں کی تقلید کر رہے ہیں کیا  
 ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد صحابہ و تابعین اور ائمہ اربعہ اور تمام علماء امت  
 سے زیادہ قرآن و حدیث کے منشا کو سمجھتے ہیں۔ ان کا حال تو یہ ہے جو حضرت  
 علامہ زید فاروقی دہلوی نے لکھا ہے ”تاتاریوں نے خلافت اسلامیہ کو برباد  
 کیا اور علامہ ابن تیمیہ نے سواد اعظم اور اجماع امت کی قدر و منزلت کی  
 دھجیاں اڑا دیں علماء اعلام کو اس کا رنج ہے اگر طلاق کے مسئلہ میں علامہ ابن  
 تیمیہ نے جمہور اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر اثنا عشریہ کی تقلید کی ہے ان  
 کے شاگرد اعظم علامہ ابن قیم نے متعہ کے مسئلہ میں اثنا عشریہ کا ساتھ دینے  
 کی کوشش کی ہے اور اب چودھویں صدی میں علامہ ابن تیمیہ کے بعض اتباع  
 نے دعویٰ کیا ہے کہ مصحف شریف میں سے سورہ فلق اور سورہ ناس کو خارج کر  
 دینا چاہئے۔ اور یہ آواز بھی اٹھی ہے کہ اشہد ان محمداً عبده ورسوله  
 اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو اس طرح پڑھنا چاہیے اشہد ان  
 محمداً کان عبده ورسوله اور لا الہ الا اللہ کان محمد رسول اللہ“  
 (ابن تیمیہ اور ان کے ہمعصر علماء ص ۱۰۲ مطبوعہ دہلی)

موصوف گرامی ابن تیمیہ کی ایک اور برکت نقل فرماتے ہیں۔

”حیرت کا مقام ہے کہ اب علامہ ابن تیمیہ کے شدوذات اور تفرقات پر  
 عمل کرنا ہی کمال ایمان سمجھا جا رہا ہے بڑی خوشی سے کہا جا رہا ہے کہ حکومت  
 مصریہ نے ۱۳۳۴ھ میں طلاق کے مسئلہ میں ابن تیمیہ اور اثنا عشریہ کے قول کو  
 قانونی شکل دے دی ہے مصر نے تو ارتکاب فاحشہ کے جواز کیلئے بھی قانون  
 بنا دیا ہے محرمات شرعیہ کے ارتکاب پر کوئی مواخذہ نہیں رکھا ہے۔ (ایضاً ص ۱۰۳)

باب پنجم

ضرورتِ تقلید

## ضرورتِ تقلید

غیر مقلدین حضرات اس امر کا پروگنڈہ کرتے رہتے ہیں کہ مقلدین ”کوفی نماز“ پڑھتے ہیں، ہم ”مدنی نماز“ پڑھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی تقلید کو اپنا قبلہ آرزو بنا رکھا ہے، ہم صرف رسول اللہ ﷺ کے مقلد ہیں، ہم کہتے ہیں کہ یہ ”مغالطہ آفرینی“ غیر مقلدین کی اسلام دشمنی اور تعصب مزاجی کی بدترین مثال ہے۔ کیا انہیں معلوم نہیں کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وہی نماز پڑھی ہے، یا وہی احکام مانے اور پھیلانے ہیں جن کا حکم قرآن و سنت، صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے۔ فرماتے ہیں ”اذا صح الحدیث فهو مذہبی“ یعنی صحیح حدیث پر ہی میرا مذہب ہے، ان کو تقلید کا مفہوم ہی نہیں آتا۔ فقہ اعظم کوٹلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جاننا چاہیے کہ تقلید دو قسم پر ہے، تقلید شرعی، تقلید غیر شرعی، غیر کے قول پر بحکم حجت شرعیہ عمل کرنے کو تقلید شرعی کہتے ہیں، اس کو تقلید عرفی بھی کہتے ہیں، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں یہ تقلید نہیں بلکہ عمل بالدلیل ہے، کیونکہ غیر مجتہد کو مجتہد عادل کا قول ماننا اور اس پر عمل کرنا بحکم حجت شرعیہ ثابت ہے۔ اسلئے یہ حقیقتاً تقلید نہ ہوئی بلکہ ماننے والے نے اس دلیل پر عمل کیا، جس دلیل کی رو سے اس کو مجتہد کا قول ماننا لازم تھا۔ غیر کے

قول پر بلا حجت شرعیہ عمل کرنا تقلید غیر شرعی ہے اس کو تقلید حقیقی بھی کہتے ہیں۔ ہم جس تقلید کو ضروری کہتے ہیں وہ تقلید شرعی یا عرنی ہے نہ کہ تقلید حقیقی یا غیر شرعی، تقلید حقیقی کو ہم میں سے کوئی ضروری نہیں کہتا“ (فقہ الفقہ ص ۴۶)

یہ بالکل حقیقت ہے کہ دور صحابہ کے بعد زمانے میں فکری انقلابات برپا ہوئے، خوارج، معتزلہ، روافض اہل قدر و جبر وغیرہ گمراہ فرقوں نے جنم لیا، اسلامی عقائد و اعمال پر گمراہی کی تہیں جننے لگیں تو امت مسلمہ نے اس میں عافیت سمجھی کہ درجہ اجتہاد پر فائز جلیل القدر ائمہ اربعہ کے علم قرآن و حدیث پر اعتماد کر لیا۔ اور بدعت و ضلالت سے بچ گئی۔ اب جو شخص کہتا ہے کہ ائمہ اربعہ نے قرآن و حدیث کی بجائے اپنے قول و عمل پر لوگوں کو چلایا ہے تو وہ یا تو بیوقوف ہے اور یا دانستہ طور پر امت مسلمہ کے اجماعی فیصلے کو پارہ پارہ کر کے اسلام دشمنوں کو راضی کرنا چاہتا ہے۔ حضرت مولانا عبدالحکیم شرف القادری نے کیا خوب فرمایا ہے ”حقیقت صرف اتنی ہے کہ مقلدین قرآن و حدیث کے ان احکام پر عمل کرتے ہیں جو ائمہ دین نے بیان کئے، جن کے علم و فضل اور تقویٰ و دیانت پہ تمام دنیا کے مسلمان متفق ہیں جبکہ غیر مقلدین براہ راست قرآن و حدیث سے احکام حاصل کرتے ہیں اور اجتہاد کے مدعی ہیں، ان غیر مقلدین کو قرآن و حدیث کے فہم میں ائمہ مجتہدین سے کیا نسبت؟“

(کتاب البریلویہ کا تحقیقی جائزہ ص ۳۱۳)

امام اعظم رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ کرام نے ہر معاملہ میں پہلے قرآن و حدیث کو دیکھا پھر خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام کے اقوال و اعمال سے استنباط کیا۔ غیر مجتہد کے پاس اتنا علم و فکر نہیں ہوتا کہ وہ قرآن و حدیث کی

مراد کو کماحقہ سمجھ سکے، اسلئے اسے ہدایت تلاش کرنے کیلئے کسی پیشوا کی ضرورت ہوگی، قرآن پاک نے بھی فرمایا واتبع سبیل من اناب الیٰہی، اس کی اتباع کر جس نے میری طرف رجوع کیا، غیر مقلدین نے اس اتباع کو ضروری نہیں سمجھا اس لئے ہر قدم پر ”لاجواب ٹھوکریں“ کھائی ہیں۔ جناب مولانا وحید الزماں غیر مقلد کو بھی اس بات کا پوری طرح احساس تھا، انہوں نے فرمایا:

☆ ”غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہل حدیث کہتے ہیں، انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی پرواہ نہیں کرتے، نہ سلف صالحین اور صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر، صرف لغت سے اپنی من مانی سے کر لیتے ہیں، حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے، اس کو بھی نہیں مانتے“ (حیات وحید الزماں ص ۱۰۲)

☆ ”ہمارے اہل حدیث بھائیوں نے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی اور شاہ ولی اللہ صاحب اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نور اللہ مرقدہم کو دین کا ٹھیکیدار بنا رکھا ہے۔ جہاں کسی مسلمان نے ان بزرگوں کے خلاف کسی قول کو اختیار کیا، بس اس کے پیچھے پڑ گئے، برا بھلا کہنے لگے، بھائیو! ذرا تو غور کرو اور انصاف کرو جب تم نے ابوحنیفہ اور شافعی کی تقلید چھوڑی تو ابن تیمیہ اور ابن قیم اور شوکانی جو ان سے بہت متاخر ہیں، ان کی تقلید کی کیا ضرورت ہے“ (ایضاً ص ۱۰۲)

ہم اس موضوع پر مزید لکھتے لیکن مقصود یہ ہے کہ اگر اہل سنت و جماعت ائمہ اربعہ کی تقلید کی وجہ سے بدعتی اور جہنمی ہیں تو آپ کے وہ اکابر کیا

ہیں جنہوں نے خود ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کی تقلید کی ہے۔ یا تقلید کی ضرورت و اہمیت پر زور دیا ہے۔ آئیے ذرا ان کے ارشادات پڑھیے اور ضمیر کی روشنی میں فیصلہ کیجئے۔

### علامہ محمد حسین بیالوی کا فیصلہ

انگریزوں کے دربار سے اپنے فرقے کے لئے وہابی نام کی بجائے ”الہمدیث“ کا نام الاٹ کرانیوالے غیر مقلد مولانا محمد حسین بیالوی ”محسن و ہابیت“ کا ارشاد ہے۔

☆ ”جو لوگ قرآن حدیث سے خبر نہ رکھتے ہوں، علوم عربیہ ادبیہ سے جو خادم قرآن و حدیث ہیں محض نا آشنا ہوں صرف اردو فارسی تراجم پڑھ کر یا لوگوں سے سن کر یا ٹوٹی پھوٹی عربی جان کر مجتہد اور ہر بات میں تارک تقلید بن بیٹھیں ان کے حق میں ترک تقلید بجز ضلالت کسی ثمرہ کی توقع نہیں ہو سکتی۔ پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں، کفر و ارتداد کے اسباب اور بھی بکثرت موجود ہیں، مگر دین داروں کے بے دین ہو جانے کیلئے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے“ (اشانۃ السنۃ جلد ۲، نمبر ۲، الہمدیث اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۳ بحوالہ خیر التقید)

### مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

الہمدیث کے محقق مولوی وحید الزماں صاحب فرماتے ہیں کہ ☆ ”عام آدمی کیلئے اصول و فروع میں علماء کی تقلید ضروری ہے جبکہ

ان میں سے ہر ایک شخص نظر و اجتہاد پر قدرت نہیں رکھتا پس اسکے ساتھ انکا تکلف ان کیلئے تکلیف کا باعث ہے جسکی ان میں وسعت اور طاقت نہیں“

(ہدیۃ الہدی ص ۱۹۶)

## علامہ ابن تیمیہ کا فیصلہ

غیر مقلدین اہل حدیث کے امام علامہ ابن تیمیہ بھی مقلد تھے جیسا کہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے رقم فرمایا۔

☆ ”احمد بن حلیم بن مجدالدین عبدالسلام بن عبیداللہ بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحیرانی ثم المشقی الحنبلی صاحب منهاج السنة“ (الفوائد البیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۸)

نوٹ:- یعنی ابن تیمیہ حنبلی، اگر ابن تیمیہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تقلید کریں تو وہ درست ہیں اور عالم اسلام کا غالب ترین حصہ امام اعظمؒ کی تقلید کرے تو وہ بدعتی و جنہمی ہے، واہ کیا معیار انصاف ہے؟

## اصحاب صحاح کا فیصلہ

نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب نے کتاب ”الھطہ“ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ امام بخاری، امام ابوداؤد اور امام نسائی شافعی تھے امام ابوداؤد کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ حنبلی تھے، (بحوالہ فقہ الفقہ ص ۶۷، ۶۸)

نوٹ: غیر مقلدین کو صحاح ستہ کی روایات پر بڑا فخر ہے ہونا بھی چاہیے، ہم بھی ان روایات کا احترام کرتے ہیں مگر ان کو اتنا ضرور سوچنا چاہیے کہ حدیث کے اتنے بڑے امام بھی حضرت امام شافعی و احمد بن حنبل کی تقلید میں

جکڑے ہوئے ہیں یعنی بدعتی ہو گئے ہیں، کہیں بدعتیوں کی بیان کردہ روایات کو قبول کرنے سے ان کی پارسائی میں تو فرق نہیں آئے گا۔

## مولوی نذیر حسین دہلوی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے شیخ الکل جناب مولوی نذیر حسین دہلوی کا ارشاد ہے۔  
 ☆ ”باقی رہی تقلید وقت لاعلمی کے سو یہ چار قسم ہے، قسم اول واجب اور وہ مطلق تقلید ہے، کسی مجتہد کی، مجتہد اہل سنت کے سے لاعلیٰ التعین جس کو شاہ ولی اللہ نے عقد الجید میں کہا ہے کہ یہ تقلید واجب ہے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۰ بحوالہ معیار الحق مصنف نذیر حسین دہلوی)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

نواب اہل حدیث جناب صدیق حسن بھوپالی نے اپنی کتاب سراج الوہاج جلد ۲ ص ۲۰۶ میں حدیث ”الدين النصيحة“ کی شرح میں لکھا ہے۔  
 وقد يتناول على الالمة الذين هم علماء الدين وان من نصيحتهم قبول مارؤوه وتقليدھم فی الاحکام، حدیث میں ائمۃ المسلمین سے مراد علمائے دین بھی ہو سکتا ہے، اور انکی نصیحت میں سے یہ ہے کہ انکی روایت قبول کی جائے اور احکام میں انکی تقلید کی جائے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۲)

## علامہ ابن قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے نامور شاگرد اور غیر مقلدین کے ممدوح جناب ابن القیم الجوزی اپنی کتاب اعلام الموقعین جلد ۱ ص ۴۲ میں فرماتے ہیں۔

☆ ”اسلام کے فقہاء اور وہ علماء جن کے اقوال پر لوگوں کے فتوؤں کا مدار ہے، احکام کے استنباط کرنے کیلئے خاص کئے گئے اور حلال و حرام کے قواعد ضبط کرنے میں منتخب ہوئے وہ دنیا میں آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جن سے لوگ اندھیروں میں راہ پاتے ہیں، لوگوں کو ان کی حاجت کھانے پینے کی حاجت سے بڑی ہے، اور نص کتاب سے ثابت ہے کہ ان کی اطاعت ماں باپ کی اطاعت سے بھی زیادہ فرض ہے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۲)

### حافظ عبداللہ روپڑی کا فیصلہ

مناظر اہل حدیث عبداللہ روپڑی کا ارشاد ہے۔

☆ ”افسوس صد افسوس کہ اب ہمارے ہی درمیان سے ایک ایسا فرقہ نکلا ہے جو ..... سے بھی چار رتی بڑھ کر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہزارہا صحابہ حاضرین مجلس جن کی ہدایت و درایت پر ساری امت متفق ہے، کسی آیت کی تفسیر میں غلطی پر ہوں اور ہم اس میں مصیب ہوں۔ تو کوئی بعید امر نہیں، گویا ان کے نزدیک قرآن مجید کا ظاہری مطلب بھی ایسا مشکل ہے کہ ایک امام نہیں، دو امام نہیں بلکہ ہزاروں ائمہ اس سے غفلت کر جاتے ہیں پھر قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت پر بھی ایمان ہے“ (درایت تفسیری ص ۱۶)

### قاضی عبدالاحد خانپوری کا فیصلہ

مشہور غیر مقلد عالم مولوی القاضی عبدالاحد خانپوری کا ارشاد ہے۔

☆ ”اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ”ما جاء به الرسول“ سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ

ہوئے ہیں، شیعہ و روافض کے، یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے، اسلام کی طرف یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں، ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع (غیر مقلدین اپنے اکابر کی نظر میں ص ۳۰)

نوٹ:- جناب قاضی صاحب یہ واضح فرما رہے ہیں کہ اہل حدیث غیر مقلدین اپنی آزاد روش کی وجہ سے شیعہ و روافض کی طرح ملاحدہ و زنادقہ کا دروازہ تھے، کیونکہ انہوں نے دین میں من مانیاں کیں، قرآن و حدیث کو اپنی فکر نارسا کا تختہ مشق بنایا، ویسے ہی آج کل ”یہ فریضہ“ غیر مقلدین سر انجام دے رہے ہیں۔ میاں نذیر احمد دہلوی غیر مقلد کے خسر نامدار مولانا عبدالخالق صاحب نے خوب فرمایا ہے۔ ”جیسے یہ نئے مذہب والے (غیر مقلدین) ہیں کہ کسی مذہب کو نہیں مانتے تو مقرر اجماع امت مرحومہ کا مخالف ہے، اس کو محمدی خالص جاننا عین ذلالت ہے“ (تنبیہ الضالین ص ۳۹)

## مولانا داؤد غزنوی کا فیصلہ

خاندان غزنوی کے رکن امام اہل حدیث مولانا داؤد غزنوی نے فرمایا:

☆ ”دوسرے لوگوں کی یہ شکایت کہ اہل حدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں بلا وجہ نہیں، اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے حلقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ ائمہ اربعہ کا تذکرہ حقارت سے کرتے ہیں، یہ رحمان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے۔ اور ہمیں سختی سے اس کو روکنے کی کوشش کرنی چاہیے“ (داؤد غزنوی ص ۸۸) مزید فرماتے ہیں ”مولوی اسحاق!

جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بدعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان کی تحقیق یہ ہے کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے۔ یا زیادہ سے زیادہ گیارہ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کا عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں ان میں اتحاد و یک جہتی کیونکر پیدا ہو سکتی ہے“ (داؤد غزنوی ص ۱۳۶)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب تقلید کے جواز پر متفقہ شخصیات مبارکہ کے فیصلے رقم کئے جاتے ہیں شاید ان پاکبازوں کا کوئی جملہ ان ”خاکبازوں“ کی سمجھ میں آجائے اور ہدایت کا نور نصیب ہو جائے۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

عرفان کے مجتہد اعظم، سرمایہ ملت کے نگہبان عظمت قوم پاسبان حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا:

☆ ”ان علوم سے جو کتاب و سنت سے حاصل ہوتے ہیں وہی معتبر ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب و سنت سے اخذ کئے ہیں اور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ بھی اپنے فاسد عقائد کو اپنے خیال فاسد سے کتاب و سنت ہی سے اخذ کرتا ہے۔ پس انکے مفہوم و معانی میں ہر معنی پر اعتبار نہ کرنا چاہیے۔

(دفتر اول مکتوب ۱۹۲)

☆ ”جس طرح کتاب و سنت کے موافق اعتقاد کا درست کرنا ضروری ہے، اسی طرح ان کے موافق جیسے علمائے مجتہدین نے کتاب و سنت سے استنباط فرمایا ہے۔ اور احکام حلال و حرام و فرض و واجب و مستحب و مکروہ و مشتبہ ان سے نکالے ہیں، ان کا علم و عمل بھی ضروری ہے عقل کو لائق نہیں کہ مجتہد کی رائے کے برخلاف کتاب و سنت سے احکام اخذ کرے اور ان پر عمل کرے“  
(مکتوب ۲۸۶ دفتر اول)

☆ ”ولایت خاصہ والے لوگ اور عام مومنین، مجتہدین کی تقلید میں برابر ہیں، ان کے کشف اور الہام زیادتی نہیں بخشتے اور تقلید سے باہر نہیں نکالتے“ (دفتر دوم مکتوب)

☆ ”بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام ابوحنیفہؒ سنت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مرسل کو احادیث سند کی طرح متابعت کے لائق جانتے ہیں اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی قول صحابہ کو حضرت خیر البشر ﷺ کے شرف صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں، دوسروں کا ایسا حال نہیں، پھر بھی مخالف ان کو ”صاحب رائے“ کہتے ہیں، اور بہت بے ادبی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ ان کے علم و ورع و تقویٰ کا اقرار کرتے ہیں، حق تعالیٰ ان لوگوں کو توفیق دے کہ دین کے سردار اور اہل اسلام کے رئیس کو بیزار نہ کریں اور اسلام کے سواد اعظم کو ایذا نہ دیں“ (دفتر اول مکتوب ۵۵)

## حضرت شاہ ولی اللہ کا فیصلہ

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہے۔

☆ ”ان چار مذاہب کی تقلید کے جواز پر آج تک امت کا اجماع

ہے۔ اور اس میں کئی مصلحین ہیں جو پوشیدہ نہیں، خصوصاً اس زمانہ میں کہ

ہمتیں بہت قاصر ہیں اور لوگوں کے دلوں میں ہوائے نفسانی بھری ہوئی

ہے۔ اور ہر ایک اپنی رائے کو پسند کرتا ہے“ (فقہ الفقہ ص ۳۷۱ بحوالہ حجۃ اللہ البانڈ)

☆ ”جب ان چار مذاہب کے سوا باقی مذاہب مٹ گئے تو ان کا اتباع

سواد اعظم کا اتباع اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج ہے“ (ایضاً بحوالہ

انصاف عقد الجید)

☆ ”زمانہ صحابہ سے مذاہب اربعہ کے ظہور تک لوگ بلا انکار کسی نہ کسی

عالم کی ہمیشہ تقلید کرتے رہے۔ اگر یہ باطل ہوتا تو علماء ضرور انکار کرتے“

(ایضاً ص ۵۵ بحوالہ عقد الجید)

☆ ”صحابہ کرام شہروں میں متفرق ہو گئے اور ان میں سے ہر ایک اس

جانب کا مقتدا بن گیا اور بہت سے معاملے اور مسائل پیش آئے، لوگوں نے

فتویٰ پوچھنا شروع کیا تو ہر ایک صحابی نے اپنی یاد یا استنباط سے جواب دیا۔

اگر یاد اور استنباط میں جواب نہ ملا تو اپنی رائے سے اجتہاد کیا“ (ایضاً بحوالہ حجۃ اللہ

البانڈ)

☆ ”جب ہند اور ماورالنہر کے شہروں میں کوئی بے علم شخص ہو اور وہاں

کوئی شافعی، مالکی اور حنبلی عالم نہ ہو اور ان مذاہب کی کوئی کتاب بھی نہ ہو تو

اس پر امام ابوحنیفہ کے مذاہب کی تقلید واجب ہے۔ اور اس پر حرام ہے کہ امام

کے مذاہب کو ترک کرے کیونکہ وہ اس وقت شریعت کا قلابہ گلے سے اتار

پھینکے گا اور بے کار اور مہمل ہو جائے گا“ (الانصاف ص ۲۲)

## مولانا عبدالحی لکھنوی کا فیصلہ

مفتی اسلام حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی قدس سرہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”مخد نیچریوں کے چھوٹے بھائی غیر مقلدین ہیں۔ جنہوں نے اپنا نام اہل حدیث رکھا ہوا ہے۔ حالانکہ انکے اور اہل حدیث کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ان دونوں فرقوں کا فساد ہندوستان کے تمام شہروں اور بیرون ہند کے بعض شہروں میں پھیل گیا ہے۔ چنانچہ شہر خراب ہو گئے، جھگڑا اور عناد پیدا ہو گیا“ (آثار المفوضہ ص ۹)

### خدا را ذرا غور کیجئے

مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مقلدین کے اندر آزاد خیالی اور وسیع مشربی کی جو باروز بروز ترقی کر رہی ہے اسکا ہولناک احساس انکے رہنماؤں کو بھی بری طرح تنگ کرتا رہا۔ حسین احمد بٹالوی نے لکھا ہے۔

☆ ”قادیان سے مرزا پیدا ہوا تو اس کو بھی اہل حدیث کے مولوی حکیم نور الدین بھیروی، جمونی، اور مولوی احسن امر وہوی بھوپالی نے ویلکم یا لبیک کہا۔ فتنہ انکار حدیث نے مسجد جینیا نوالی میں جو اہل حدیث کی مسجد ہے سے جنم لیا۔ اور چٹو و محکم الدین وغیرہ (اہل حدیث) کی گود میں نشوونما پایا۔ اور یہی مسجد مذہب چکلڑالوی کا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا“ (اشانۃ السنہ جلد ۱۹ شماره ۸ ص ۲۵۲)

مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے والد گرامی کا فرمان لکھا ہے کہ ”والد مرحوم کہا کرتے تھے کہ گرامی کی موجودہ ترتیب یوں ہے پہلے وہابیت، پھر نیچریت، نیچریت کے بعد تیسری منزل جو الحادِ قطعی ہے اسکا وہ ذکر نہیں کرتے

تھے اس لئے کہ وہ نیچریت کو ہی الحادِ قطعی سمجھتے تھے، میں (آزاد) اتنا اضافہ کرتا ہوں کہ تیسری منزل الحاد ہے۔ اور ٹھیک ٹھیک مجھے یہی پیش آیا، سرسید احمد خان کو بھی پہلی منزل وہابیت ہی پیش آئی تھی“ (آزاد کی کہانی ص ۳۸۱)

اس عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ مرزائیت اور حدیث کی بغاوت کی جتنی تحریکیں چلیں سب کو غیر مقلدین کے ”چشمہ صافی“ سے پروان چڑھنے کا موقع ملا، رئیس الوہابیہ امرتسری کا فتویٰ بھی ہے کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے۔ اگر یہ لوگ کسی امام کے مقلد ہوتے، اس کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق قرآن و حدیث سے استفادہ کرتے تو یہ رضوائی نصیب نہ ہوتی۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا بیان ہے۔

☆ ”ایسے ہی اکثر غیر مقلدین ہیں، حدیث کا تو نام ہی نام ہے، محض قیاسات ہی قیاسات ہیں، اپنے ہی مقلد ہیں، حدیث کی تو ہوا بھی نہیں لگی اور ایک چیز کا تو نام و نشان نہیں، وہ ادب ہے، نہایت ہی گستاخ اور بے ادب ہوتے ہیں، جسکو چاہتے ہیں کہہ ڈالتے ہیں، بڑے جری ہیں“ (افاضات یومیہ جلد ۳ ص ۲۳)

☆ ”غیر مقلد ہونا تو بہت آسان ہے، البتہ مقلد ہونا مشکل ہے، کیونکہ غیر مقلدی میں تو یہ ہے کہ جو جی میں آیا کر لیا، جسے چاہا بدعت کہہ دیا، جسے چاہا سنت کہہ دیا، کوئی معیار ہی نہیں۔ مگر مقلد ایسا نہیں کر سکتا۔ اسکو قدم قدم پر دیکھ بھال کرنے کی ضرورت ہے، بعض آزاد غیر مقلدوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے سانڈ ہوتے ہیں۔ اس کھیت میں منہ مارا، اس کھیت میں منہ مارا، نہ کوئی کھونٹا ہے نہ کوئی تھان ہے“ (ایضاً جلد ۳ ص ۳۲۲)

☆ ”ایک سنت کی حمایت میں دوسری سنت کا ابطال کرنے لگے ہیں“

(ایضاً جلد ۲ ص ۳۲۲)

یہ سب حقائق اپنی جگہ لیکن ہمارا تو مطالبہ یہ ہے کہ آپ لوگ بڑے شوق سے تقلید کا بوجھ اتار پھینکیں لیکن اسکی وجہ سے دوسروں کو مطعون ملعون نہ سمجھیں، اگر سمجھنا ہے تو اپنے اکابر ابن تیمیہ، شوکانی، ابن قیم، اور وحید الزماں وغیرہ کو بھی سمجھیں جنہوں نے تقلید کی اہمیت و ضرورت کو سمجھا ہے۔ اور اس پر زور بھی دیا ہے۔ کیا آپ اس زہر کو نگلنے کیلئے تیار ہیں؟

### ناطقہ سر بگرمیاں ہے

غیر مقلدین کی سمجھ نہیں آئی کہ وہ حدیث پر عمل کرنے کے دعویدار ہیں، کیا انکے جہلا اور عوام الناس اپنی مرضی سے حدیث کے مشکل مقامات سے مسائل اخذ کر سکتے ہیں، نہیں یقیناً نہیں، تو پھر وہ سب اپنے علماء غیر مقلدین کے دست نگر ہیں، ان کے فہم و فکر کے محتاج ہیں، جس طرح وہ کہتے ہیں یہ اس طرح کرتے ہیں۔ تو کیا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے رہبانوں اور احباروں کو اپنا معبود سمجھتے ہیں؟ اگر ایسا نہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اگر ان علماء غیر مقلدین کے کہنے پر عقیدہ و عمل کا قبلہ تعمیر کرنا درست ہے تو ائمہ اربعہ جیسے عظیم مجتہدین کرام کی تحقیقات پر عمل کرنا کیونکر غلط، غلوفی الدین اور بدعت و ضلالت کا سزا وار ہو سکتا ہے۔ کیا مرشدان غیر مقلدین ابن تیمیہ تک بھی امام اعظم، امام شافعی، امام مالک اور احمد بن حنبل جیسے لوگوں کے ہمسر ہو سکتے ہیں یا انکا خلوص دین انکے خلوص دین کی برابری کر سکتا ہے؟ یا ان کا زمانہ انکے زمانے کی نسبت صحابہ و تابعین کے زمانے سے زیادہ قریب ہے، ہمارے امام اعظم

نے تو سیدھا صحابہ کرام کی مجالس سے فیض اٹھایا ہے، حضرت انس بن مالک، عبد اللہ بن اوفی جیسے صحابہ کبار رضی اللہ عنہما سے حدیثیں سنی ہیں، امام بخاری و مسلم کے راویوں میں رافزی، قدری، جبری، معتزلہ اور دیگر بد مذہب لوگ شامل ہیں لیکن امام اعظم رضی اللہ عنہ کے راویوں میں کوئی بھی ایسا نہیں جو بد عقیدہ ہو، ضعیف ہو، مدلس ہو، کذاب ہو، کیوں کہ وہ تو حدیث صحابہ کرام سے لیتے ہیں یا تابعین عظام سے لیتے ہیں۔ آپ نے امام حماد، امام نخعی، امام علقمہ جیسے تابعین کا فیض حاصل کیا ہے، اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فیض حاصل کیا ہے، اور انہوں نے بلا واسطہ سینہ الم نشرح کی تجلیوں سے فیض حاصل کیا ہے۔ لہذا امام اعظم کی فقہ کوئی نہیں، ”بلکہ فقہ ابن مسعودی ہے، یا بطریق دوم فقہ محمدی ہے“ (فقہ الفقیہ از فقیہ اعظم کوٹلوی ص ۴۰) اسلئے یہ سچی بات ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی مرویات صحاح ستہ کی روایات سے زیادہ قابل اعتماد ہونی چاہیں۔ لیکن حیرت ہے کہ غیر مقلدین کو یہ سیدھی سادی بات دکھائی نہیں دیتی، وہ ایک جلیل القدر تابعی کے راستے کو چھوڑ کر ابن تیمیہ، شوکانی اور ابن قیم کے راستے پر چل کر قرآن و حدیث کا فیض حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ابن عبد الوہاب، اسماعیل دہلوی اور نواب صدیق حسن اور اپنے گلی محلے کے مولویوں کے پیچھے چل کر فلسفہ اسلام کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ سامنے ہے کہ آج ساری امت محمدیہ انکے ”شُرک و کفر“ کے میزائلوں کی زد میں ہے، عالم اسلام کو درپیش مسائل کا کوئی شعور نہیں، جہاد میں اہم ترین رکن اتحاد ہے، لیکن غیر مقلدین جہاد کے نام پر بھی داتا علی بجزیری، خواجہ جمیری، مولانا روم علیہم الرحمۃ اور ان جیسے ہزاروں پاکبازوں

کے خلاف ہرزہ سرائی کر کے انکے نام لیوؤں کے دل چھلنی کر رہے ہیں، مجلہ الدعوتہ اس کا بہت بڑا ثبوت ہے۔ ساری امت محمدیہ ”محمدی بزرگوں“ کے نقش قدم پر چل کر گمراہ ہو جاتی ہے اور یہ ابن قیم وغیرہ کے نقش قدم پر چل کر ہدایت یاب ہیں، کیا انداز استدلال ہے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے، بلا تبصرہ ایک حوالہ نوٹ فرمائیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں۔

☆ ”مولانا ولایت علی کی جماعت کے دوسرے ممتاز عالم نواب صدیق حسن خان ہیں، اپنی کتاب المحطہ کی تصنیف تک حزب ولی اللہ کے معارف کی ترجمانی کرتے رہے، لیکن اسکے بعد انکی ”سیاسی مصلحت“ نے ان کو امام شوکانی کے اتباع پر مجبور کر دیا“ (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۱۳۷)



مغزوتِ آل، روحِ ایماں، جانِ دین  
ہستِ حُبِّ رَحْمۃٍ تَلَعِ الْمَدِیْنِ

درِ دِلِ مُسْلِمِ مَمْتَمِ مِصْطَفٰی سِت  
آبِ رُوئے نَا زَنَامِ مِصْطَفٰی سِت

باب دہم

ایمان والدین مصطفیٰ

## ایمان والدین مصطفیٰ

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور پر نور ﷺ کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما ایمان کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے۔ وہ دور جہالت کی اعتقادی اور عملی برائیوں سے گوہر شبنم کی طرح پاک و صاف رہے ان میں سے کوئی ایک بھی کبھی شرک و کفر کی کسی رسم کا مرتکب نہ ہوا۔ بلکہ کفر و شرک سے نفرت اور برأت کا اعلان فرماتے رہے۔ لیکن اسکے باوجود گستاخ ملاؤں کو ان کے ایمان میں شک نظر آتا ہے۔ اور اس عقیدے پر اہل سنت و جماعت کو کھوتے رہتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ آئیے اس عقیدے کی حقانیت آپ کے بعض اکابر نے بھی تسلیم کی ہے، حوصلہ کر کے ان کے خلاف بھی ویسی ہی زبان استعمال کی جائے جو ہمارے خلاف استعمال کی جاتی ہے۔

## میر ابراہیم سیالکوٹی کا فیصلہ

الہدیت غیر مقلدین کے مولانا میر ابراہیم نے واضح طور پر لکھا ہے۔

☆ ”آحضرت ﷺ کے والدین کی اخلاقی پاکیزگی اور عملی طہارت ہر

کہ دمہ کے نزدیک مسلم ہے۔ باقی رہا مذہبی طور پر اعتقادی حالت، سو اس کیلئے

اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے بت کو سجدہ

کیا یا اسکے نام کی نذر و قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا کی ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی۔ پس کسی معین پاکباز اور صالح الاعمال شخص کے متعلق اس کی بزرگی کے برخلاف کوئی ایسی رائے قائم کرنی جسکی تائید میں کوئی دستاویز نہ ہو ہرگز ہرگز درست نہیں، صحیح بخاری میں ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: کل مولود علی الفطرة یعنی ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پس جب تک اسکی ذمہ داری کی عمر میں اسکے برخلاف کفر و شرک کے عقائد و اعمال ثابت نہ ہوں، اسے کافر و مشرک نہیں کہہ سکتے“ (سیرت المصطفیٰ ص ۷۹)

☆ ”آنحضرتؐ کے والدین اپنے بزرگوں کی طرح اپنے جد اعلیٰ حضرت خلیل اللہ کے دین پر تھے کیونکہ انکے برخلاف شرک و بت پرستی ہرگز ثابت نہیں“ (ایضاً ص ۹۱)

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نابغہ عصر جناب صدیق حسن بھوپالی کا ارشاد ہے۔

☆ ”اللہ تعالیٰ نے آپکے والدین کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے علیٰ ما قیل واللہ اعلم، ما ثبت بالسنہ میں کہا ہے کہ بعض علماء نے جرم کیا ہے کہ حضور ﷺ کے والدین ناجی ہیں، وہ آگ میں ہرگز نہیں۔ ان کے ابا شرفا کے بارے میں کلام طویل ہے، اور اس باب میں سکوت احوط ہے“ (الشامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریۃ ص ۷۱)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

ایمان والدین مصطفیٰ کے بارے میں امت محمدیہ کے جلیل القدر ائمہ کرام

زبان میری ہے بات ان کی

نے کھل کر لکھا ہے اور ایمان کے اثبات میں زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔  
 بالخصوص حضرت امام جلال الدین سیوطی نے چھ رسائل قلم بند فرمائے۔ علامہ  
 محبت الدین احمد طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ذکر فرمایا: امام احمد قسطلانی نے  
 مواہب لدنیہ میں بیان کیا۔ شیخ علی بن برہان الدین حلبی نے السیرۃ الحلبیہ  
 میں اس کی تحقیق فرمائی۔ ان تمام ائمہ کو اہل حدیث و دیوبندی حضرات بھی  
 تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن ذیل میں ہم ان امامان والا تبار کے فیصلے نقل کرتے  
 ہیں جن کے بارے میں انکے کسی فرد کو التباس نہیں۔

## حضرت مجدد الف ثانی کا فیصلہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆

”مشہور ہے کہ علم جملی جو صفات اضافیہ میں سے ہیں، آنحضرتؐ  
 ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے  
 رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے اور مصلحتوں  
 کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے۔ دنیا میں جلوہ گر ہوئے  
 اور محمد اور احمد (ﷺ) کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے۔ (دفتر سوم، کتاب ۱۰۰)  
 نوٹ:- اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا نور پاک ہے۔ اور اس نے اس نور کی  
 جلوہ گری کیلئے پاک لوگوں کا انتخاب فرمایا: ظاہر ہے حضور ﷺ کے آبائے  
 کرام ایمان کی دولت سے مشرف تھے، توحید کے علمبردار تھے، اسی لئے تو  
 پاک تھے، کافر و مشرک تو نجس (ناپاک) ہوتے ہیں۔ وہ نور مصطفیٰ کا محل کیسے  
 بن سکتے تھے۔ ہر آدمی پاکیزہ چیز کیلئے پاکیزہ برتن کا انتخاب کرتا ہے، کیا اللہ

زبان میری ہے بات ان کی

تعالیٰ کے بارے میں کوئی مومن یہ گمان بھی کر سکتا ہے کہ اس نے اس نور پاک کیلئے اس کی شایانِ شان صلبوں اور رجموں کا انتخاب نہیں کیا؟

## شیخ عبدالحق دہلوی کا فیصلہ

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالحق دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

☆ ”آنحضرت ﷺ کے تمام آبائے کرام حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت عبداللہ تک سب کے سب کفر کی میل اور شرک کی پلیدی سے طاہر و مطہر ہیں، جیسا کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک صلبوں سے پاک رجموں کی طرف منتقل فرمایا“ (افہم اللغات جلد ۴ ص ۴۶۶)

## شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فیصلہ

سند الحدیث شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے ایمان ابوین کے بارے میں علماء امت کے تین مسلک بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

☆ ”خلاصہ یہ ہے کہ علما ابوین شریفین کی نجات ثابت کرتے ہیں اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرت کے ابوین شریفین کی نجات ثابت کرنے میں علماء کے تین مسلک ہیں“ (فتاویٰ عزیزی جلد ۱ ص ۲۹۵) پھر اپنی رائے دیتے ہیں۔

☆ ”بہت بہتر ہے کہ ان مسائل میں سکوت اختیار کیا جاوے“ (ایضاً ص ۲۹۷)

## خدا را ذرا غور کیجئے

قارئین کرام ذرا غور کیجئے کہ جن غیر مقلد اور دیوبندی کار پردازوں نے

اپنی کتابوں میں اللہ تعالیٰ اور اسکے پاک محبوبوں کی شان اقدس میں سینکڑوں گستاخیاں کی ہیں وہ سب شیخ القرآن 'قطب الاقطاب' مجدد اور اعلیٰ درجے کے محدث اور راہ خدا میں جانیں قربان کرنے والے شہید قرار پائے اور جن مقدس و مطہر آبائے کرام اور امہات طاہرات نے نور مصطفیٰ ﷺ کی امانت سرمدی کو گوہر شاداب کی صورت سنبھالے رکھا وہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نجات کے مستحق نہیں۔ کیا پیمانہ عدل ہے؟ ہم پوچھتے ہیں کہ دنیا کے کسی کافر و مشرک کا نام عبد اللہ یعنی "اللہ کا بندہ" ہے اور آمنہ یعنی "ایمان اور امن والی" ہے۔ اللہ اللہ حضور فخر کائنات ﷺ کے ابوین کریمین تو نگاہ قدرت کا حسن انتخاب ہیں جن کی گود میں انبیاء کا تاجدار جلوہ فرما ہوا۔ لیکن یہ "توحید والے" اپنے غلط عقیدوں سے کس طرح محبوب خدا کو ناراض کر رہے ہیں۔

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی

عشق کے بدلے عداوت کیجئے

ہم کہتے ہیں چلو آپ کا عقیدہ آپکے ساتھ، لیکن آپ اپنے اکابر نواب صدیق حسن بھوپالی اور میر ابراہیم سیالکوٹی پر لگائیں کونسا فتویٰ لگاتے ہیں، ہم بھی دیکھیں بازوئے قاتل میں کتنا دم خم ہے؟

### ناطقہ سر بگریباں ہے

یزید عنید ان لوگوں کی محبوب شخصیت ہے۔ اس کی شان میں یہ لوگ "رشید ابن رشید" "معارف یزید" نامی رسوائے زمانہ کتابیں لکھ چکے ہیں جن کی تصدیق ان کے اکابر نے کی ہے۔ وہ یزید، قاتل اہل بیت، ہادم شریعت،

تاریخ ملت کا مکروہ ترین کردار ان کو بہت پسند ہے۔ اور جن عظیم ہستیوں نے دورِ جہالت میں بھی اپنا دامن عصمت ہر قسم کی اعتقادی و عملی آلودگیوں سے پاک رکھا ان کے بارے میں ان کی ہرزہ سرائیاں کتنی عام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے والدین جنت میں نہیں جائیں گے اور یزید جیسے پلید جنت میں جائیں گے ہم حیران ہیں کہ کیا جنت ان مولویوں کی جاگیر ہے جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں۔ یاد رکھو جنت رسول اللہ ﷺ کی ملکیت و وراثت ہے۔ اور اس کے سب سے زیادہ حقدار ان کے والد گرامی اور والدہ محترمہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ اگر عقل و فکر کا جنازہ نہیں نکل گیا تو اپنی ”توحید“ کا قبلہ درست کر لیا جائے ورنہ قیامت میں کسی شیخ الاسلام نے کام نہیں آنا۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین کی اکثریت نے اس مسئلے میں ابن تیمیہ کی تقلید کی ہے۔ حیرت ہے۔

دل نہ آئے تو گل و لالہ کی رنگینیاں بھی بیچ  
اور آجائے تو کانٹوں سے بہل جاتا ہے دل



بمصطفیٰ برسائے خویش را کہ دیں ہمہ دوست  
 اگر بہ اُونہ رسیدی تمام بولہبی ست

باب یازدهم

اذان کے ساتھ درود

## اذان کے ساتھ درود

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہر نیک عمل کے ساتھ درود پاک پڑھنا مستحب ہے، باعث برکت ہے۔ قبول دوام کا پیش خیمہ ہے۔ اس مسئلہ پر ہمارے پاس بہت سے دلائل ہیں۔ لیکن غیر مقلدین و دیوبندی حضرات نے ہمیشہ ہمارے اس جذبہ محبت کو بدعت و ضلالت کا نام دے کر ہمارے دل مجروح کئے ہیں۔ بالخصوص اذان کے اول و آخر درود کو تو یہ لوگ قطعاً برداشت نہیں کرتے۔

بلکہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت نے ”اذان میں اضافہ“ کر دیا ہے، استغفر اللہ! ایسی کوئی بات نہیں، درود پاک ہرگز اذان کا حصہ نہیں۔ پھر حیرت ناک بات ہے کہ اس کی حرمت و ممانعت کے لئے کوئی دلیل قطعی پیش کرنے کی بجائے الٹا ہمیں کوستے ہیں۔ بچارے اتنا بھی نہیں جانتے کہ دلیل جواز کیلئے نہیں حرمت کیلئے مطلوب ہوتی ہے کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے أَصْلُ الْأَشْيَاءِ الْإِبَاحَةُ، ہر چیز کی اصل اباحت ہے۔ اسے حرام قرار دینے کیلئے کسی نص کی ضرورت ہوتی ہے تو لائیں کوئی نص، قرآن کی کوئی آیت پیش کریں یا حضور ﷺ کی کوئی حدیث پیش کریں۔ جس میں وارد ہو کہ اذان کے اول و آخر درود حرام ہے، بدعت ہے، ممنوع ہے۔ چلو صحابہ کرام کا

زبان میری ہے بات ان کی

کوئی قول پیش کر دیں۔ جب کوئی دلیل نہیں تو کیوں دین کو اپنے فکر پریشان کا تختہ مشق بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیا یوم قیامت یاد نہیں؟ ہمارے پاس تو جواز کی بہترین دلیل ہے، اولاً قرآن پاک نے وقت کی کوئی قید نہیں لگائی، ثانیاً رسول اللہؐ نے فرمایا: ”ہر نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو“ یاد رہے کہ اس حدیث کو غیر مقلدین کے امام حافظ ابن القیم الجوزیہ نے بھی اپنی کتاب جلاء الافہام میں نقل فرمایا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کیا اذان نیک کام نہیں؟ اور اذان کے بعد درود پڑھنے کی واضح حدیث مسلم شریف جلد اول میں موجود ہے۔ نیز القول البدیع، سنن الکبریٰ وغیرہ میں بھی واضح حدیث موجود ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

☆ ”جب موزن کی آواز سنو، جو وہ کہے وہی تم کہو، ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ“ پھر مجھ پر درود پڑھو“

یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ چودھویں صدی کی بدعت ہے، حالانکہ ۳۶۳ھ میں وصال فرمانے والے امت کے بلند پایہ محدث امام ابو بکر ابن السنی علیہ الرحمۃ نے باب باندھا ہے، باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند الاذان یعنی اذان کے وقت حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنے کا باب صدیوں پہلے قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ نے بھی ”عند الاذان“ کے الفاظ استعمال فرمائے، (شفا جلد ۲ ص ۵۲) علامہ عثمان بن محمد مکی نے اسے مسنون لکھا ہے، (امانۃ الطالبین جلد ۱ ص ۲۲۳)

یہ حقیقت افروز کلام شاید کسی کی عقل میں نہ آئے لیکن ہم انکے اکابر کی تحریروں کا آئینہ پیش کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اب ”مفتیان کرام“

کا کیا فتویٰ ہے“

## نواب صدیق حسن بھوپالی کا فیصلہ

امام الوہابیہ نواب صدیق حسن بھوپالی صاحب کا ارشاد ہے۔

☆ ”بہت سے اوقات میں آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے

بارے میں امر وارد ہے۔ سوان میں سے بعض وقتوں میں درود پڑھنا واجب

ہے اور بعض میں مستحب ہے۔ جیسے ہم بیان کرتے ہیں۔ پس ان میں سے

ایک اذان کے بعد اس حدیث کی وجہ سے امام احمد نے عبد اللہ بن عمرو بن

عاص سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی موزن کو

تم اذان دیتے سنو تو جیسے وہ کہتا ہے اس طرح کہو پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ

جس نے مجھ پر ایک دفعہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس دفعہ درود پڑھتا ہے“

(تفسیر ترجمان القرآن جلد ۱۱ ص ۴۰۱)

## مولوی ذکریا سہارنپوری کا فیصلہ

تبلیغی جماعت کے ”نصاب ساز“ مولانا محمد ذکریا سہارنپوری نے درود

پاک کے اوقات رقم فرمائے ہیں مثلاً

☆ ”نماز سے فراغ پر نماز قائم ہونے کے وقت، صبح اور مغرب کی نماز

کے بعد تاکیداً تہجد کیلئے کھڑے ہونے کے وقت، اور تہجد کے بعد مساجد میں

داخل ہونے اور باہر آنے کے وقت اور اذان کے جواب کے بعد اور جمعہ

کے دن“ (فضائل درود شریف ص ۶۶)

## علامہ ابنِ قیم کا فیصلہ

علامہ ابن تیمیہ کے مقبول نظر شاگرد اور غیر مقلدین کے ”روحانی مشکل کشا“ علامہ ابن قیم الجوزیہ نے بھی درود پاک پڑھنے کے اوقات تحریر فرمائے ہیں۔

☆ ”چھٹا موقع ہے موزن کی اذان کے بعد اور اقامت سے پہلے“

(جلاء الافہام ص ۳۰۸)

## مفتی عبدالعزیز ابن باز نجدی کا فیصلہ

غیر مقلدین کے ہر دل عزیز مفتی عبدالعزیز ابن باز مفتی اعظم سعودی عرب نے بھی درود پاک کے اوقات کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ ”درود و سلام پڑھنا تمام اوقات میں جائز ہے۔ نماز کے بعد پڑھنے کی بالخصوص تلقین ہے نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا واجب اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ کا نام لیتے وقت جمعہ کے دن اور رات کو درود پڑھنا سنت موکدہ ہے“ (حکم الاحتفال بالمولد النبویہ ص ۷)

## مولوی سید حسن دیوبندی کا فیصلہ

دیوبند کے شعبہ تفسیر کے استاد سید حسن دیوبندی کا ارشاد ہے۔

”اذان کے بعد درود شریف پڑھنا افضل ہے“ (فضائل درود و سلام ص ۸۸)

## خدا را ذرا غور کیجئے

مندرجہ بالا عبارات کو ملاحظہ کیجئے کہ کس صراحت کیساتھ انکے اکابر نے

اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا اقرار فرمایا ہے بلکہ مفتی ابن باز صاحب نے تو سنت موکدہ لکھ دیا ہے۔ اب ان حقائق سے آنکھیں چرا کر کہنا کہ کیا حضرت سیدنا بلالؓ نے پڑھا تھا، بھئی جب تمہارے مفتی صاحب اسے ”سنت موکدہ“ لکھ رہے ہیں تو ان سے سوال کریں کہ ”سنت موکدہ“ کی تعریف کیا ہے۔ ہمارے ساتھ خواہ مخواہ کی لڑائی کا کیا فائدہ۔ نیز کیا آپ کے پاس کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی ایسی ہے جس میں وارد ہو کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے درود شریف نہیں پڑھا یا انہوں نے انکار کیا یا انہیں صحابہ کرام نے روکا، جب حضور ﷺ کی مستند احادیث مبارکہ میں آیا ہے کہ ہر نیک کام سے پہلے مجھ پر درود پڑھو، نیز نیکی روک لی جاتی ہے جب تک مجھ پر درود شریف نہ پڑھا جائے، تو کیا حضرت سیدنا بلالؓ یا کسی صحابی رسول کے بارے میں یہ گمان بہتر ہے کہ ان ارشادات نبویہ کے ہوتے ہوئے وہ اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنے کا انکار کرتے ہوں گے۔ باقی رہ گیا اسپیکر میں یا بلند آواز میں پڑھنا تو کیا پہلے ادوار میں اذان اسپیکر میں ہوتی تھی، اگر وہ جائز ہے تو درود شریف جائز کیوں نہیں یہاں صرف ایک واقعہ دیکھئے جب سید احمد شہید صاحب مکہ مکرمہ پہنچے تو وہاں موذن صبح کی اذان سے پہلے اطراف کے میناروں پر چڑھ کر بلند آواز سے درود و سلام پڑھتے تھے۔ اور سید صاحب کے مرید عبدالحق ان کو رجیم یعنی مردود کہتے تھے، یہ واقعہ مولانا عبدالفتاح گلشن آبادی نے اپنی کتاب تحفہ محمدیہ ص ۱۱۸ میں لکھا ہے۔ معلوم ہوا کہ حرم محترم <sup>مطبی</sup> بلند آواز سے درود و سلام پڑھا جاتا تھا۔ نیز بلند آواز سے درود شریف پڑھنے کی حرمت و ممانعت پر کوئی نص قطعی موجود ہے جس کا سہارا لے کر ایسا سنگین

فتویٰ صادر کیا جا رہا ہے۔ ۹

ہمارے خیال میں ان حضرات کے لئے اصل مسئلہ ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ کو پڑھنا ہے یہ ”یا رسول اللہ“ نہیں کہنا چاہتے، حالانکہ نماز میں نجانے کس طرح السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ کے کلمات ادا کرتے ہیں۔ جو چیز نماز میں شرک نہیں وہ نماز کے باہر کیسے شرک ہو سکتی ہے، پھر ہم نے سابقہ صفحات میں ان حضرات کے اکابر کی مستند تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ اپنے بزرگوں کو پورے جذبے کے ساتھ پکارتے ہیں۔ مثلاً ایک شعر ہے؛

علامہ ہم شرمندہ ہیں  
تیرے قاتل زندہ ہیں

یہ شعر غیر مقلدین اپنے پیشوا علامہ احسان الہی ظہیر کی خدمت میں عرض کرتے ہیں جو جنت البقیع میں آرام فرما ہیں۔ ان کا یہاں پاکستان سے صیغہ خطاب سے پکارنا، کیسا ہے، اگر وہ نہیں سنتے تو فضول ہے، اگر وہ سنتے ہیں تو کیا آپ کے علامہ صاحب سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نہیں سنتے، علامہ صاحب کو پکارنا عین توحید ہے اور محبوب حجازی کو پکارنا عین شرک؟ یاد رہے کہ مولانا ذکریا سہارنپوری نے مندرجہ بالا درود و سلام کو بہتر قرار دیا ہے (فضائل درود شریف ص ۲۳)

ہاں تو کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اپنے ان اکابر کے بارے میں جنہوں نے اذان سے پہلے یا بعد میں درود شریف کو جائز لکھا ہے، سنت موکدہ لکھا ہے، وہ مسلمان ہیں یا بدعت و ضلالت کا نشان ہیں؟۔

زبان میری ہے بات ان کی

نسخہ کونین را دیباجہ اوست  
 جملہ عالم بستدگان و خواجہ اوست

باب دوازدهم

کشف و مراقبہ

## کشف و مراقبہ

غیر مقلدین حضرات صوفیہ کرام کے کشف و مراقبہ کو استہزا کی نظر سے دیکھتے ہیں، مجلہ الدعوة کی تحریروں میں ان معمولات کو ہندو جوگیوں، پڑھتوں اور گمراہ بدعتیوں کا عمل قرار دیا جاتا ہے، سچ ہے۔

آنکھ والا تیرے جو بن کا تماشا دیکھے

دیدہ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

لیجئے ہم ان ”محققین“ کی خدمت میں ان کے ”امام اعظم“ کی تحریر رکھتے ہیں، حوصلہ کر کے اس پر بھی ”ہندو جوگی“ اور مشرک و بدعتی کا فتویٰ لگائیں

## مولوی اسماعیل دہلوی کا فیصلہ

تقویۃ الایمانی توحید کے ناشر اور غیر مقلدین حضرات کے شہید اعظم مولانا اسماعیل دہلوی فرماتے ہیں۔

☆ ”اولیاء میں جو حکیم ہوتا ہے جسے صدیق و امام و وصی بھی کہتے ہیں، اس پر خدا کے یہاں سے وحی آتی ہے، اسے نہ صرف بعض احکام کو نبیہ غیب و شہادت و معاملات جزئیہ سلوک و طریقت بلکہ خاص احکام کلیہ شریعت و ملت

بے واسطہ انبیاء بھی پہنچتے ہیں۔ وہ انبیاء کا ہم استاذ ہوتا ہے، وہ انبیاء کی مثل معصوم ہوتا ہے۔ اس پر خاص امور شرعیہ میں کچھ تقلید انبیاء مطلقاً ضرور نہیں، بلکہ ایک وجہ سے وہ خود محقق ہوتا ہے۔ اس کا علم جسے حکمت کہتے ہیں علم انبیاء سے اصلاً کم نہیں ہوتا۔ صرف فرق اتنا ہے کہ انبیاء پر علانیہ وحی آتی ہے اور اس پر پوشیدہ، (صراط مستقیم ملخصاً ص ۲۳۲-۲۳۸)

نوٹ:- جو کچھ امام الوہابیہ مولانا اسماعیل دہلوی نے لکھا یہ کسی بھی اہل سنت و جماعت صوفی، عالم اور صاحب فکر کا عقیدہ نہیں۔ حیرت ہے جو لوگ اتنا کچھ ہضم کر جاتے ہیں ان کو صوفیہ کے چند اشغال باطنی پر ”شُرک و بدعت“ کی کیوں سوچتی ہے۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے مندرجہ بالا عبارت لکھ کر فرمایا ہے۔

”ان حضرات نے بات بات پر مسلمانوں کو کافر مشرک بنایا، یہاں تک کہ انکے مذہب پر صحابہ و تابعین درکنار انکے ساختہ پیغمبروں سے ہمارے سچے رسولوں تک کوئی ارتکابِ شرک سے محفوظ نہ رہا۔ یہ اس کی سزا ہے کہ ہر جگہ اپنے منہ آپ کافر ٹھہرتے ہیں“ (ایباتوۃ الرابط ص ۲۰)

### سید احمد شہید کا فیصلہ

تحریک بالا کوٹ کے انگریزی ہیرو اور غیر مقلدین کے امام مولانا سید احمد قتیل کا مراقبہ ملاحظہ فرمائیے اور فیصلہ کیجئے۔

☆ ”جب میں عالم مراقبہ و معاملہ میں مشائخِ دہلی کی ارواح کی طرف متوجہ ہوا تو خود کو تمام مشائخ سے اکمل و افضل پایا ہے“ (مخزن احمدی ص ۲۵۸)

☆ ”ایک روز ارواح مقدس حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ بہاء الدین نقشبند سید صاحب کے حال پر متوجہ ہوئیں اور ایک ماہ تک دونوں روحوں میں تنازعہ رہا۔ دونوں ارواح میں سے ہر ایک روح سید صاحب کو اپنی طرف کھینچنا چاہتی تھی۔ آخر دونوں روحوں نے آپس میں صلح کر لی۔ پھر دونوں نے مل کر آپ پر ایک پہر تک توجہ ڈالی۔ جس سے دونوں خاندانوں کی نسبت آپ کو حاصل ہو گئی“ (سوانح احمدی ص ۶۵)

☆ ”ایک روز عالم مراقبہ میں آپ کی ملاقات روح پر فتوح بختار کا کی سے ہوئی۔ اس وقت سید صاحب نے دیکھا کہ ایک چتر نور مقدس کا خواجہ صاحب ممدوح کے سر پر سایہ کر رہا ہے۔ پس اس وقت آپ کو یہ بھی دکھائی دیا کہ آپ کے سر پر دو چتر نور مقدس کے سایہ کر رہے ہیں“ (مخزن احمدی ص ۲۵)

”اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں سید صاحب کا درجہ مولانا شاہ عبدالعزیز سے بڑھا ہوا تھا“ (سوانح احمدی ص ۱۲۱)

☆ ”ایک خواب میں سید صاحب نے ولایت مآب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کو دیکھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور اپنے ہاتھ سے سید صاحب کی خوب شست و شو کی جیسے کہ ماں باپ بچہ کو نہلاتے وقت شست و شو کرتے ہیں، حضرت فاطمہ نے آپ کو عمدہ لباس پہنایا“ (مخزن احمدی ص ۲۳)

☆ ”سید صاحب کو بہت دفعہ مرقد مبارک کی داخلی بھی اس طرح سے حاصل ہوئی کہ دو گھڑی تک سید صاحب مرقد مبارک ﷺ پر مراقبہ بیٹھے رہے“ (سوانح احمدی ص ۱۵۸)

☆ ”جنت المعلیٰ میں پہنچے اور ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے

مزار پر دیر تک مصروف دعا رہے“ (سید احمد شہید ص ۲۲۱)

☆ ”سید صاحب حضرت خواجہ خواجگان خواجہ بختیار کا کی قدس سرہ کے

مرقد مبارک پر مراقبہ میں بیٹھے تھے“ (سوانح احمدی ص ۶۵)

☆ ”وادی صغریٰ میں حضرت شیخ عبدالرحیم یمنی اور حضرت ابو عبیدہ بن

حارث جو غزوہ بدر میں زخمی ہو کر شہید ہوئے تھے کی زیارت سے مشرف

ہوئے“ (ایضاً ص ۱۵۷)

”خود فرماتے ہیں ”کہ فقیر کو پردہ غیب سے الہام کے ذریعے بشارت

ربانی نصیب ہوئی کہ وہ ”کفار دراز مویاں“ یعنی سکھوں کا استیصال کریں

(مکتوبات احمدی ص ۱۸۰)

☆ ”سفر جہاد سے پہلے آپ کو الہام ربانی ہوا تھا کہ ملک پنجاب آپ کے

ہاتھوں پر فتح ہو کر پشاور سے دریائے ستلج تک مثل ملک ہندوستان کے رشک

افزائے چمن ہو جائے گا چنانچہ ان متواتر وعدہ ہائے فتح سے آپ کا ہر ایک

مرید واقف تھا“ (سوانح احمدی ص ۱۷۲)

نوٹ:- ان دنوں ہندوستان پر انگریزوں کی حکومت تھی۔ اور اس پلید حکومت

کے دوران ہندوستان ”رشک افزائے چمن“ تھا۔ جبکہ سرحد کے مسلمان مشرک

و بدعتی تھے جن کے خلاف وہ جہاد کو نکلے یہ ہے تحریک و ہابیت کا مقصد

کافروں سے دوستی مسلمانوں سے دشمنی۔ الدعوة والوں نے لکھا ہے کہ حضور کو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہار کا علم نہ تھا۔ شہید ہونے والے ستر

صحابہ کرام کی شہادت کا علم نہ تھا، وہ ان عبارتوں کو پڑھیں اور کچھ غور کریں کہ

سید صاحب کو تو الہام پر الہام ہو رہا ہے مراقبے سے احوال برزخ اجاگر ہو رہے ہیں۔ مستقبل کی فتوحات کا علم یقین نصیب ہو رہا ہے۔ کیا یہ سب کفر و شرک نہیں، اگر ہے تو کہیے سید صاحب کا کفر و شرک تھے اسماعیل دہلوی کا کفر و شرک تھے اور اگر نہیں تو پھر کیا آپ لوگ اپنے راہنماؤں مولویوں کو حضور نبی الانبیا ﷺ سے زیادہ بلند نگاہ سمجھتے ہیں، حضور ﷺ کے پاس کوئی کمال علم نہیں تھا اور ان مولویوں کے پاس سب کچھ تھا۔ افلا یفکرون آخر تم لوگ غور کیوں نہیں کرتے؟ سید صاحب کا علم غیب ملاحظہ فرمائیے اور کچھ تو بولے یہ سب کیا ہے۔

☆ ”اے میری بہن میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا اور یہ بات یاد رکھنا کہ جب تک ہندو شرک اور ایران کا رخص اور چین کا کفر اور افغانستان کا نفاق میرے ہاتھ سے محو ہو کر ہر مردہ سنت زندہ نہ ہو جائے گی اللہ تعالیٰ مجھے نہیں اٹھائے گا، اگر قبل از ظہور ان واقعات کے کوئی شخص میری موت کی خبر تم کو دے اور تصدیق پر حلف کر لے کہ سید احمد میرے روبرو مر گیا یا مارا گیا تو تم اسکے قول پر ہرگز اعتبار نہ کرنا، کیونکہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ واثق کیا ہے کہ ان چیزوں کو میرے ہاتھ پر پورا کر کے مارے گا“ (سوانح احمدی ص ۱۷۱)

☆ ”ملک پنجاب ضرور میرے ہاتھ پر فتح ہوگا اور اس فتح سے پہلے مجھ کو موت نہ آئے گی“ (ایضاً ص ۲۹۱)

نوٹ:- یہ سب وعدے معاہدے مراقبوں الہاموں خوابوں اور کشفوں کے مرہونِ منت تھے یا حضرت روح الامین ان کے پاس آیا کرتے تھے سوال یہ ہے کہ اگر یہ مراقبے سچ ہیں تو ان حضرات صوفیہ کے مراقبے کیوں سچ نہیں ان

حضرات اولیاء کے کشف کیوں معتبر نہیں جو ہر اعتبار سے تمہارے سید صاحب سے افضل و اعلیٰ ہیں، اگر یہ ہندو جوگیوں اور پروہتوں کی طرح ہیں تو تمہارے سید صاحب کیوں نہیں؟

## متفقہ شخصیات کا فیصلہ

متفقہ شخصیات مبارکہ میں سے حضور امام ربانی مجدد الف ثانی، حضور شیخ الہند مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی اور شیخ الاسلام مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے علاوہ بیسویں علماء کرام و صوفیہ عظام نے تصور شیخ، مراقبات، لطائف روحانیہ، مشاغل عرفانیہ، مکشوفات برزخیہ، اور مروجہ روایات طریقہ پر کھل کر لکھا ہے۔ دراصل اب قلم جہلا کے ہاتھوں میں آ گیا ہے جن کو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا بقول حالی۔

جس کو خدا کی شرم ہے وہ ہے بزرگ دیں  
دنیا کی جس کو شرم ہے مرد شریف ہے  
جس کو کسی کی شرم نہیں اس کو کیا کہیں  
فطرت کا وہ رذیل ہے دل کا کثیف ہے  
سردست صرف دو بزرگوں کے فیصلے مشاہدہ فرمائیے۔

☆ ”نماز کے دوران اگر شیخ کامل کا تصور آ جائے تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کا فیصلہ ہے۔

☆ ”اے محبت محترم! طالبان حق اسی دولت کی تمنا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے۔ ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد

رکھتا ہے۔ اور شیخ مقتداء کی قلیل صحبت سے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے۔  
 رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو؟ اس قسم کی دولت سعادت مند لوگوں کو مسیر آتی ہے۔  
 تاکہ تمام احوال میں صاحب رابطہ کو اپنا وسیلہ سمجھیں اور تمام اوقات اس طرف  
 متوجہ رہیں، نہ ان بے دولت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے  
 ہیں اور توجہ کے مرکز کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں“ (دفتر سوم مکتوب ۳۰)  
 حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

☆ ”خدا تک پہنچنے کی تیسری راہ شیخ کے ساتھ رابطہ کا طریقہ ہے۔  
 چاہے کہ اسکی صورت اپنے خیال میں محفوظ رکھ کر قلب صنوبری کی طرف متوجہ  
 ہو یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت و فنا ہاتھ آئے“ (الاجاہ فی سلاسل اولیاء)

☆ ”سید عبدالرحیم کو کشف قلوب اور کشف قبور حاصل ہوا، جس قبر پر  
 جاتے اسکی حقیقت بیان کر دیا کرتے تھے“ (انفاس العارفين ص ۳۷۱)

☆ ”سید عنایت اللہ کو حضرت شیخ کی توجہ سے قلیل مدت میں غیب کی  
 باتوں کا کشف حاصل ہو گیا“ (ایضاً ص ۳۷۳)

☆ ”والد گرامی فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت مراقبے میں  
 تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہو گئی اور میرے لئے وقت چالیس ہزار برس کے  
 برابر وسیع کر دیا گیا۔ اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا  
 ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار مجھ پر ظاہر کر دیئے گئے“ (ایضاً ص ۶۱)

بقول اقبال

حادثہ جو ابھی پردہ افلاک میں ہے  
 عکس اسکا میرے آئینہ ادراک میں ہے

باب سینزدہم

دیکھا ہے جو کچھ میں نے

## دیکھا ہے جو کچھ میں نے

اس باب میں ہم مخالفین اہل سنت کی معتبر کتابوں کا حاصل مطالعہ پیش کر رہے ہیں۔ پڑھیے اور خود ہی فیصلہ کیجئے کہ کواکب کی بازیگری کتنی عبرتناک ہے۔

## (۱) کتاب اشرف السوانح کا مطالعہ

اس وقت ہمارے سامنے دیوبند کے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کی حیات و واقعات پہ لکھی گئی کتاب ”اشرف السوانح“ کھلی ہوئی ہے۔ ہم اپنے قارئین و ناظرین کو اس کتاب کی سیر کرانا چاہتے ہیں کہ دیکھے آل دیوبند نے اپنے حکیم الامت کی شان میں ان عقائد و نظریات کو بھی تسلیم کر لیا ہے جو ان کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ ہیں۔ بلکہ کفر و شرک اور بدعت و ضلالت کا باعث ہیں۔ اسے ہم گردش ایام کا ایک کرشمہ ہی کہہ سکتے ہیں۔ میری دعا ہے۔

دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

## مجدوب نے غیب کی خبر دی

اس کتاب کے مؤلف جناب خواجہ عزیز الحسن خلیفہ ارشد حضرت تھانوی

تحریر فرماتے ہیں کہ آپکے بارے میں ایک مجذوب حضرت حافظ غلام مرتضیٰ پانی پتی علیہ الرحمہ نے خبر دی۔

☆ ”انشاء اللہ اس (والدہ حضرت تھانوی) کے دولڑکے ہوں گے اور زندہ رہیں گے ایک کا نام اشرف علی خان رکھنا، دوسرے کا اکبر علی خان، نام لیتے وقت خان اپنی طرف سے جوش میں آ کر بڑھا دیا۔ کسی نے پوچھا کہ حضرت کیا وہ پٹھان ہوں گے فرمایا نہیں۔ اشرف علی اور اکبر علی نام رکھنا، یہ بھی فرمایا دونوں صاحب نصیب ہوں گے۔ یہ بھی فرمایا ایک میرا ہوگا وہ مولوی ہوگا۔ اور دوسرا دنیا دار ہوگا۔ چنانچہ یہ پیش گوئیاں حرف بحرف درست نکلیں“ (اشرف السواغ مطبوعہ ملتان)

اس اقتباس کو توجہ سے پڑھئے، کیا کیا عقیدے اخذ ہو رہے ہیں۔ یہی کہ ایک مجذوب کو ماں کے پیٹ (فی الارحام) کا علم ہے۔ اور وہ مستقبل کے بارے میں پوری طرح آگاہ ہے۔ یہی عقیدے اگر کوئی صحیح العقیدہ مسلمان کسی ولی کامل بلکہ خود سرور عالم ﷺ کے بارے میں اختیار کرے اور ان کی حقانیت پر ہزاروں دلائل پیش کرے تو آل دیوبند کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ کیونکہ ان کی نظر میں یہ عقیدے کفر و شرک پر مبنی ہیں۔ ہمارا سوال ہے کہ اپنے حکیم الامت صاحب کے بارے میں اور ان کے والدین کریمین کے بارے میں کیا خیال ہے۔ حکیم الامت صاحب کا اس واقعے پر کتنا ایمان تھا۔ فرماتے ہیں۔

☆ ”یہ جو میں کبھی اکھڑی اکھڑی باتیں کرنے لگتا ہوں ان ہی مجذوب صاحب کی روحانی توجہ کا اثر ہے۔ جنکی دعا سے میں پیدا ہوا ہوں کیونکہ

طبیعت مجذوبوں کی طرح آزاد ہے۔ ابھی ہوئی باتوں کی متحمل نہیں“ (اشرف  
السوانح مطبوعہ ملتان)

لیجئے حضرت والا ایک اور عقیدہ بیان کر گئے کہ ولیوں کی دعا سے بھی  
کوئی پیدا ہو سکتا ہے۔ اور ان کی توجہ کا اثر اس کی تمام عمر پر غالب رہتا ہے۔  
مذکورہ مجذوب کی وفات کے بعد بھی آپ کافی عرصہ زندہ رہے لہذا یہ بھی  
عقیدہ اخذ ہوا کہ ان کی وفات نے بھی ان کی توجہ میں فرق نہیں آنے دیا۔ وہ  
پوری طرح حکیم الامت کے شامل حال رہی۔ ایک طرف یہ عقیدہ ہے اور  
دوسری طرف ساری امت مسلمہ کو اس لئے مشرک قرار دیا جاتا ہے کہ وہ  
ولیوں کی روحانی توجہ کی قائل ہے۔ اور حصول اولاد کیلئے ان کی دعاؤں کی  
طالب ہے۔ کاش کوئی اس دورنگی کا حل تلاش کرے۔

### وفات کے بعد توجہ

حضرت مولانا شیخ محمد محدث تھانوی حضرت والا کے بارے میں فرمایا  
کرتے تھے۔

☆ ”میرے بعد یہ لڑکا میری جگہ ہوگا چنانچہ بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ظہور  
پذیر ہوا۔ کہ بعد مولانا علیہ الرحمہ کے اس قبضہ میں اب حضرت والا ہی کی  
ذات گرامی علوم ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ مولانا ..... کو حضرت والا  
سے خاص تعلق تھا۔ یہاں تک کہ بعد وفات بھی حضرت والا سے عالم رویا میں  
فرمایا کہ ہم کو تو تمہاری طرف اب بھی ویسی ہی توجہ ہے جیسی حیات میں تھی۔

(ایضاً ص ۲۶)

اس عبارت کو بنظر غائر دیکھئے۔ کونسا عقیدہ حاصل ہو رہا ہے، یہی کہ اللہ کے بندے دنیا سے چلے جائیں تو بھی دنیا والوں پر نظر رکھتے ہیں جیسے اپنی ظاہری زندگی میں نظر رکھتے تھے۔ موت نے ان کے کمالات روحانی کو ختم نہیں کر دیا۔ گویا وہ اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ آل دیوبند حضور سرور کونین ﷺ کے بارے میں بھی ماننے کیلئے تیار نہیں، کسی اور کا ذکر ہی کیا۔

## زمین پر اللہ کی حجت

فاضل سوانح نگار لکھتے ہیں:

☆ ”گو حضرت والا کو سفر سے طبعی اعراض رہتا لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت والا کو ”حجتہ اللہ فی الارض“ بنا کر دنیا میں بھیجا تھا جس کا خود حضرت والا کو بھی علم ضروری کے درجہ میں احساس تھا اسلئے مشتاقان و عظم و زیارت کے تقاضے حد سے گزر جاتے تو مجبور ہو کر منظور فرما لیتے“ (ایضاً ص ۸۷)

اس عبارت میں حکیم الامت صاحب کو زمین پر اللہ کی حجت قرار دیا ہے۔ ہمیں اس پر اعتراض نہیں کہ کیوں دیا ہے۔ بس اتنا پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ذات گرامی کو بشر محض کہا جائے۔ اور اپنی طرح کا عام انسان یا بڑا بھائی تصور کیا جائے۔

اگر ان کو کوئی خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا مظہر یکتا کہے تو اس کو کفر و شرک کے فتوے دیئے جائیں اور خود اپنے حکیم الامت صاحب کیلئے ہر چیز جائز۔ ارے تم لوگوں نے کلمہ کس کا پڑھا ہے۔

## نور ہی نور کا باعث

مزید لکھتے ہیں:

☆ ”ایک بار حضرت والا رفقاء کے کہنے سے ریل کے اس ڈبہ سے جس میں بیٹھے ہوئے تھے کسی اور ڈبہ میں تشریف لے جانے لگے جہاں غالباً جگہ زیادہ فراخ تھی تو اس ڈبہ میں جو ہندو بیٹھے ہوئے تھے افسوس کیساتھ کہنے لگے کہ اجی! آپ کی وجہ سے تو یہاں نور ہی نور تھا آپ اپنے ساتھ نور کو بھی لے چلے“

اس عبارت پر ہمارا یہی تبصرہ ہے کہ ہندو تو ان کے حکیم الامت صاحب کو نور ہی نور کا باعث مانتے تھے جبکہ یہ اپنے نبی اپنے رسول حضور پیکر نور ﷺ کی نورانیت کے بھی منکر ہیں۔ یہی نہیں جو ان کی نورانیت کو مانتا ہے اسکے پیچھے لٹھ لے کر پڑے ہوئے ہیں۔ ہمارے خیال میں ہندوؤں کے ذوق اور ان کے ذوق میں کیا فرق ہے ان کو بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔

## حکیم الامت کا بے مثال ہونا

آگے لکھتے ہیں:

”حضرت والا کا شاہانہ چہرہ مبارک اور نورانی صورت مقدس ہزاروں کے مجمع میں بھی حضرت والا ہی کو ممتاز بنا کر رکھتی ہے۔ میرے ایک خوب جاتاش دوست نے حضرت والا کی شان میں بحالت خواب ایک شعر تصنیف کیا تھا اور ان کو بعد بیداری بھی یاد رہا۔ میں تو اس شعر کو الہامی شعر سمجھتا ہوں کیونکہ حضرت والا پر حرف بحرف صادق ہے وہ شعر یہ ہے۔“

کب کوئی ثانی ہے تیرا لاجواب ایسا تو ہو  
 چن لیا لاکھوں میں تجھ کو انتخاب ایسا تو ہو  
 ایک مشہور صاحب فضل و کمال نو تعلیم یافتہ فلسفی نے بھی ایک بار حضرت  
 والا کی شان میں حالی مرحوم کا یہ مصرع لکھا۔

عالم میں تم سے لاکھ سہی تم مگر کہاں  
 اب اس داستان جمال و کمال کو حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے اس  
 شعر پر ختم کر کے اصل مقصود کی طرف عود کرتا ہوں۔

آفاقہا گردیدہ ام مہرتاں ورزیدہ ام  
 بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری  
 اس عبارت کو خوب پڑھئے اور اندازہ لگائیے جس کے ساتھ کسی کو محبت

ہو وہ اس کی مدحت سرائی میں کن حدوں کو چھو لیتا ہے۔ یہی عقیدے ان کو  
 حضور فخر عالم ﷺ کے بارے میں گوارا نہیں۔ اگر ہوتے تو تقویۃ الایمان  
 جیسی رفیق اور ایمان سوز کتاب کیوں چھاپتے۔ جس میں حضور ﷺ اور دیگر  
 محبوبان خدا کے بے مثال ہونے کا قطعی انکار کیا گیا ہے۔ نیز ہم اگر امام  
 بریلوی علیہ الرحمۃ کو ”اعلیٰ حضرت“ کہیں تو اعتراض ہوتا ہے۔ دیکھو ان کا  
 عقیدہ، حضور تاجدار مدینہ کو حضرت اور اپنے امام کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ ہم  
 ان کی توجہ مذکورہ بالا اشعار کی طرف کرواتے ہیں۔ بتائیے

حضور تاجدار مدینہ ﷺ ان اشعار کے عموم سے باہر ہیں یا نہیں۔ بلکہ  
 امیر خسرو کا تو خالص نعتیہ شعر اپنے حکیم الامت صاحب کے نام جڑ دیا ہے۔  
 اس سینہ زوری کا کون جواب دے گا۔

زبان میری ہے بات ان کی

## تصرف کی شان

پھر لکھتے ہیں:

☆ ”حضرت والا کی رہبہ سلمھا جو اس وقت بچی تھیں شدت تشنگی سے

بیتاب تھیں۔ اور پانی کا اسٹیشن بہت دور تھا۔ سخت پریشانی تھی کہ کیا تدبیر کی

جائے کہ یکا یک ریل رستہ پر ایسی جگہ رک گئی جہاں نیچے دریا تھا وہاں سے

بالٹی میں پانی کھینچ کر بچی کو پلا دیا گیا، یہ انعام الہی تھا۔ (ایضاً ص ۱۰۱)

عبارت کے تیور بتا رہے ہیں کہ ریل کا اچانک دریا پر رکنا صرف

حضرت والا کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ کی مرضی تھی کہ اپنی تشنہ کام بچی کے لئے

پانی مل جائے۔ گویا اپنے حکیم الامت صاحب کے لئے یہ عقیدہ ہے کہ ان کی

رضا سے ایسے انقلاب بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ دوسری طرف حضور سرور عالم

ﷺ کے بارے میں یہ لکھا اور پھیلایا جاتا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ

نہیں ہوتا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اگر وہ مشکل کشا ہوتے تو کربلا میں بیٹے کی

مشکل نہ دور کرتے؟

## حکیم الامت کی محبت

لکھتے ہیں:

☆ ”چونکہ احقر کی بیعت حضرت مولانا تاج محمود صاحب امرڈی رحمۃ

اللہ علیہ سے تھی ان بزرگوں کے یہ الفاظ کہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

صاحب چونکہ اہل حق ہیں ان کی محبت حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت ہے۔ احقر

کے گوش میں اب تک اسی طرح ہیں جس طرح سنتے وقت تھے۔ (ایضاً ص ۱۳۱)

زبان میری ہے بات ان کی

اس عبارت میں حکیم الامت صاحب کی محبت کو اللہ تعالیٰ کی محبت قرار دیا گیا ہے اور اس عقیدے کو دامن گوش میں سنبھال کر رکھ لیا ہے۔ جبکہ ہم نے تبلیغی جماعت کے اکثر مبلغین سے سنا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی محبت کیا چیز ہے۔ اطاعت کی بات کرو۔ انکی کتابوں میں اطاعت پر ہی زور دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اطاعت جسم ہے اور محبت روح ہے۔ محبت کے بغیر اطاعت کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے علامہ اقبال سے پوچھئے۔

عشق نہ ہو تو شرع و دین بت کدہ تصورات

ذرا عقیدہ تو دیکھئے کہ حضور کی محبت کے منکر اپنے مولوی کی محبت کو حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت مان رہے ہیں۔

## تصور سے انشراح قلب

لکھتے ہیں:

☆ ”اللہ اللہ حضرت حاجی صاحب کی بھی کیا بابرکت ہستی تھی کہ جس کے محض تصوراتی ذکر سے قلب میں ایک انشراح اور روح میں ایک کیف پیدا ہو جاتا ہے“ (ایضاً ص ۱۳۳)

دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ اور دیگر محبوبان خدا کے تصور کو شرک کہنے والے حاجی صاحب کے تصور کے کس طرح دلدادہ ہیں۔ اور تلون مزاجی کا یہ عالم ہے کہ ان کو تصور میں رکھتے ہیں، قلب و روح کو کیفیات سے سرشار کرتے ہیں مگر ان کے عقیدوں پر کوئی توجہ نہیں۔ اگر آج آل دیوبند قبلہ حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمہ کے فیصلہ مفت مسئلہ کو دل و جان سے تسلیم کر لے تو

زبان میری ہے بات ان کی

بہت سے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں اور باہمی نفرت و آویزش دور ہو سکتی ہے۔

## جب ماننے پہ آئے

حکیم الامت صاحب کا مولانا گنگوہی کے بارے میں عقیدہ سنئے۔

☆ ”لوگوں کیساتھ تو میری عقیدت استدلالی ہے اور مولانا کے ساتھ غیر استدلالی دلائل سوچنے سے بھی ذہن ابا کرتا ہے کہ مولانا بزرگ ہیں دلائل قائم کرنے میں کیا حاجت ہے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب بلکہ دلائل کے خلاف سوچنا بھی خلاف ادب معلوم ہوتا ہے“ (ایضاً ص ۱۳۷)

ان لوگوں کی شخصیت پرستی دیکھئے اور کتاب و سنت کی اتباع کے بلند بانگ دعوے کو دیکھئے۔ سبحان اللہ نہ ماننے پر آئیں تو صحابہ کرامؓ کے مقدس دور سے لے کر آج تک کے تمام اولیاء کرام علماء عظام کے عقائد کو ٹھکرا دیں اور مطالبہ کریں کتاب و سنت پیش کرو اگر کتاب و سنت پیش کریں تو اس میں نال مثل سے کام لیں مگر جب ماننے پہ آئیں تو مولانا گنگوہی کو ”حجت شرعی“ تسلیم کر لیں کہ انکے کسی نظریے کے خلاف سوچنا بھی گوارا نہیں۔

## مزار مجدد پر حاضری

لکھتے ہیں:

☆ ”ایک بار مولانا حضرت والا کو اپنے ہمراہ سہرہند تشریف بھی لے گئے تھے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کے مزار شریف کی زیارت کرائی تھی“ (ایضاً ص ۱۳۳)

اب اس کو کیا کہا جائے کہ حکیم الامت تو مزارات پر حاضری دیتے تھے

زبان میری ہے بات ان کی

ماننے والے مزارات کی حاضری کو غیض و غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

## حکیم الامت کے القابات

اس کتاب میں حکیم الامت صاحب کے لئے بڑے بڑے القابات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مثلاً معدن حسنت و خیرات، سراپا فضل و کمال وغیرہ نیز یہ چینج دیا گیا ہے۔

اولئک آبائی فجئنی بمثلهم

اذا جمعنا یا جریر المجمع

یہ میرے بزرگ ہیں، ان جیسا کوئی لا کر دکھائے“ (ایضاً ص ۱۳۹)

اللہ اکبر! حضور سرور عالم ﷺ کی مثال تو یہ لوگ بن گئے، بلکہ عمل میں بسا اوقات آگے بھی بڑھ گئے مگر ان کے آباؤ اجداد کی کوئی مثال نہیں۔ کہتے ہیں اگر کوئی ہے تو پیش کیا جائے۔ معاذ اللہ انبیاء کرام تک کو خطا سے مبرا نہیں سمجھتے، ہر جگہ یہی ترجمہ کرتے ہیں کہ ”اے نبی تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے“ یہاں تک الفاظ ادا کر دیتے ہیں۔ جبکہ اپنے حکیم الامت صاحب سراپا فضل و کمال اور معدن حسنت و خیرات ہیں اور مولانا نانوتوی، قاسم العلوم و الخیرات میں۔

## عقل و فہم سے بالا

لکھتے ہیں:

☆ ”غرض جب کسی کو حضرت والا کے اسرار کا کماحقہ علم ہی نہ ہو سکا تو کوئی لاکھ بیان کرے حضرت والا کی اصل شان بیان ہو ہی نہیں سکتی۔

ہے عقل و فہم سے بالا مقام حضرت والا  
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے

(جلد ۲ ص ۳۳۲)

ہے کوئی ان سے پوچھنے والا کہ تمہیں اپنے حکیم الامت صاحب کی تو  
کوئی سمجھ نہیں، وہ تو تمہاری عقل و فہم سے بالا ہیں۔ مگر تم مقام نبوت کو کس  
طرح جانتے ہو جو اس کے بارے میں فیصلے دیتے پھرتے ہو۔

یہ ساری سوانح حیات عجیب و غریب واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ اس  
کے بیک ٹائٹل پر خانقاہ اشرفیہ کی تصویر ہے اور شعر لکھا ہے۔

اگر فردوس بر روئے زمیں است

ہمیں است ہمیں است ہمیں است

(اگر زمین پر جنت الفردوس ہے تو یہی (قبر اشرف علی) ہے، یہی ہے یہی)  
یہ ہے ان کی محبت و عقیدت کا ثبوت جو اپنے حکیم الامت صاحب کے  
ساتھ رکھتے ہیں۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ کریم نے اپنے محبوب  
کریم ﷺ کی محبت و عقیدت کیلئے جن لیا ہے۔ وہ حضور سے پیار کرتے ہیں  
اور حضور کی بارگاہ کو رشک فردوس تصور کرتے ہیں۔



## (۲) کتاب ”یا“ حرف محبت کا مطالعہ

”یا“ حرف محبت اور باعث رحمت“ ایک دیوبندی راہنما جناب پیر شہیر  
احمد بن عبدالطیف صاحب (خلیفہ مجاز حضرت پیر رحمت کریم صاحب سجادہ

نشین ڈاگ اسماعیل) کی منصفانہ تصنیف لطیف ہے۔ کتاب مذکورہ مارچ ۱۹۹۳ء کو پشاور سے شائع ہوئی۔ کتاب کے شروع میں مستند علمائے دیوبند کی تقاریر مرقوم ہیں۔ ان علمائے دیوبند میں جناب نور حبیب مدنی شاگرد خاص مولانا شیخ التفسیر لاہوری، فاضل عربی، سند یافتہ دورہ جامع اسلامیہ مدینہ منورہ مولانا خلیل الرحمن صاحب فاضل دیوبند جناب عبدالصمد فاضل وفاق المدارس صاحب نمایاں ہیں۔

فاضل مولف نے اس بات کو قرآن و حدیث اور معتمد اکابر اسلام کے کلام سے ثابت کیا ہے کہ ”یا رسول اللہ“ اور ”یا نبی اللہ“ کے مبارک کلمات شرک و کفر کا باعث نہیں بلکہ جائز ہیں اہل اسلام نے ہر دور میں ان مبارک کلمات کو حرز جاں سمجھ رکھا ہے۔ موصوف کے اس موقف کو مستند علماء نے ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے۔

(۱) مولانا فضل الرحمن شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن و السنۃ (پشاور) یہ فرماتے ہیں

”مصنف نے بہت کمال کیا ہے کہ تمام رسالہ صرف ان احادیث شریفہ اور اکابرین دیوبند کے فرمودات فتاویٰ اور اشعار سے لکھا ہے جو تمام فرقوں کے نزدیک مسلم ہیں۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۸)

(۲) مولانا مفتی مدرار اللہ صاحب ڈسٹرکٹ خطیب مردان فرماتے ہیں۔

”کتاب ہذا کے فاضل مولف نے صحابہ کرام، ائمہ دین اور مشائخ عظام کے اقوال و آراء سے اور خود رحمت دو عالم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے یہ حقیقت بخوبی ثابت کی ہے کہ حضور ﷺ کو یا رسول اللہ اور یا نبی اللہ کہنا بالکل

جائز ہے۔ فاضل مولف کی تحقیق اور کاوشیں یقیناً قابل قدر ہیں۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۱۰)

(۳) مولانا قاضی حبیب الحق صاحب فرماتے ہیں۔

”ندائے یا رسول اللہ و دیگر کلمات کا جواب و استحباب بلکہ سنت ثابت ہے۔ کیونکہ صحابہ سے لیکر تانہوز اہل اسلام کا اس پر قول و عمل چلا آیا ہے۔ اس پر اجماع ہے اگر کوئی شاذ شواذ مخالفت کرے تو اس سے اجماع کو نقص نہیں آتا۔ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۱۶)

(۴) مولانا نور حبیب مدنی صاحب فرماتے ہیں۔

”ذره خاک پائے اکابرین دیوبند نے جناب شیخ طریقت شبیر احمد صاحب مدظلہ کی تحریر ”یا حرف محبت اور باعث رحمت“ کا مطالعہ کیا جو انتہائی دلوسوزی اور حقیقت پسندی کے جذبے کے تحت لکھی گئی ہے اور جس میں دلائل واضح اور براہین قاطعہ کے ساتھ مسلک اہل سنت و الجماعت ثابت کیا ہے وقت کا اہم تقاضا پورا کیا گیا ہے“ (تقریظ مذکورہ کتاب صفحہ ۲۱)

### وجہ تالیف

فاضل مولف اپنی اس منصفانہ تصنیف کے لکھنے کی وجہ رقم کرتے ہیں۔

☆ ”اس فقیر حقیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جس فرد نے حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ حرف ”یا“ لکھا یا پڑھا بعض مسلمانوں نے بغیر کسی تحقیق کے اسے مشرک قرار دے دیا اور اس کی تکفیر کی حالانکہ بوجہ عدم تحقیق کے ایسے لوگ ارشاد رسول اللہ ﷺ کے مطابق

کفر کے مصداق بن سکتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون“

☆ ”یہ ناکارہ ایسے مسلمانوں کی اصلاح کے لئے بہت دنوں تک سوچتا رہا اور آخر کار ایک دن دوران نماز خود بخود قلب پر وارد ہوا کہ ان بھائیوں کو بجائے مسئلہ سمجھانے کے (کہ وہ علماء کا منصب ہے) اس طرف متوجہ کروں کہ دیکھو سلف صالحین، ائمہ حضرات، فقہا و مجتہدین، حضرات اکابرین دیوبند غرض یہ کہ سب نے حرف ”یا“ کا استعمال نظم و نثر دونوں میں کر کے حضور کے ساتھ اپنے والہانہ عشق و محبت کا اظہار کیا ہے۔ اور تو اور خود صحابہ کرام سے بھی ایسی ندامت بکثرت روایات میں منقول ہے۔ تو کیا یہ سب حضرات نا سمجھ تھے؟ کیا یہ پاکیزہ ہستیاں توحید و شرک میں فرق نہیں کر سکتی تھیں؟

خدا کے بندو! اپنی حالت پر رحم کرو اور خدا کے دوستوں کی بدگوئی کر کے اپنے لئے ابدی لعنت نہ خریدو؛ کیا تم نہیں جانتے کہ شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربی پر، غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی، مولائے روم اور حضرت مجدد الف ثانی پر اور دنیا کی اکثر نیک و باعزت ہستیوں پر جاہلوں نے کفر کے فتوے لگائے لیکن خدا کی قدرت ہے کہ منکروں نے جن کو گھٹایا وہی باعزت ہو گئے اور جن کو پست کرنا چاہا وہی سر بلند ہوئے۔ چنانچہ مثنوی معنوی، فتوحات مکیہ اور احیاء العلوم آج تک مردہ قلوب کو زندہ کر رہی ہے۔ بغداد، سرہند اور اجمیر شریف میں سونے والوں کی قبریں آج بھی زیارت گاہ عالم بنی ہوئی ہیں“ (مذکورہ کتاب صفحہ ۱۳۲)

مذکورہ کتاب میں فاضل مولف نے فتوئے کفر میں جلد بازی کرنے والوں کو تنبیہ کرتے ہوئے قرآن و حدیث اور علمائے دیوبند، مولانا رشید احمد

گنگوہی، مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع دیوبندی کے حوالے دیئے ہیں۔

## اہل محبت کا اظہار محبت

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور برکت نشان سے لے کر آج تک مختلف اہل محبت نے بارگاہ رسالت میں حضور رسالت مآب ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اپنے دردوں اور مصیبتوں کا حال سنایا ہے۔ اپنے تڑپتے ہوئے جذبوں کو پیش کیا ہے۔ اس مقام پہ فاضل مولف نے اپنی وسیع معلومات کو بروئے کار لاتے ہوئے متعدد اکابر امت کے خوبصورت اشعار رقم کئے ہیں جن میں انہوں نے اپنے بچاد موزلا حضور ﷺ کو حرف ”یا“ سے مخاطب کیا ہے۔

(۱) ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا عرض کنناں ہیں۔

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

وکنت بنا برولم تک جافیا

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ ہماری امید گاہ ہیں۔ آپ ہم پر شفیق تھے۔

سخت نہ تھے (ذکورہ کتاب صفحہ ۳۵، بحوالہ نشر الطیب مولفہ اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۳۷)

(۲) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ عرض کنناں ہیں۔

یا رسول اللہ ضاق بنا الفضاء

وجل الخطب والقطع الاخاء

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ کی وفات سے وسیع زمین میرے لئے تنگ

ہوگئی اور مصیبت بہت بڑھ گئی اور دوستی منقطع ہوگئی۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۵۱)

(۳) مولانا عبدالرحمن جامی قدس سرہ عرض کناں ہیں۔

زنجبوری برآمد جان عالم

ترحم یا نبی اللہ ترحم

غریبم یا رسول اللہ غریبم

ندارم درجہاں جز تو جسیم

بروں آمد سراز بردیمانی

کہ روئے تست صبح زندگانی

پھر ہجر و فراق کی آنچ پہ جلتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

نسیمایا جانب بطحا گزر کن

ز احوالم محمد را خبر کن

توئی سلطان عالم یا محمد

ز روئے لطف سوئے من نظر کن

(۴) آٹھ سو علماء کرام کے پیرومرشد شیخ العرب والعم حضرت الحاج امداد

اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ عرض کرتے ہیں۔

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی

دل ہوا غم سے وہ پارا یا نبی

طالب دیدار ہوں دکھلائیے

روئے نورانی خدارا یا نبی

کر کے نثار آپ پر گھر بار یا رسول

اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول اللہ  
 ذرا چہرے سے پردے کو ہٹاؤ یا رسول اللہ  
 مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ  
 اے رسول کبریا فریاد ہے  
 یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے  
 سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل  
 اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(مذکورہ کتاب صفحہ ۵۳، ۵۴)

(۵) امام الائمہ چراغ امت سیدنا امام اعظمؒ عرض کرتے ہیں۔

یا سید السادات جتنگ قاصدا  
 ارجو رضاک و احمی بھماک

اکابر دیوبند کے حوالے

فاضل مولف نے علمائے دیوبند کے مستند حوالہ جات لکھ کر یہ ثابت کیا

ہے کہ وہ ”یا رسول اللہ“ کہنے میں دوسرے اکابر امت سے ہرگز پیچھے نہیں مثلاً  
 لکھتے ہیں۔

(۱) ”شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی فرماتے ہیں۔

”وہابیت کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول  
 اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور ان (کلمات) کا استہزاء اڑاتے ہیں اور برے  
 کلمات کہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے علماء اس صورت کو اور تمام صورتوں کو اگرچہ

خطاب و ندا ہی کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا حکم کرتے ہیں“ (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۵ بحوالہ شہاب ثاقب صفحہ ۶۵)

(۲) شارح شریعت و طریقت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا:

”جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ (مذکورہ کتاب صفحہ ۶۶)

تھانوی صاحب کے اشعار ملاحظہ ہوں۔

یا شفیع العباد خذ بیدی  
انت فی الاضطرار معتمدی  
لیس لی بلجا سواک اغمٹ  
منی الضر سیدی سنڈی

(ایضاً صفحہ ۶۸)

(۳) قطب الاقطاب مولانا محمد یعقوب نانوتوی عرض کرتے ہیں۔

کن برمن خستہ جگر یا رحمۃ للعلمین  
ہم از کہ جود لطف سر یا رحمۃ للعلمین  
من بدترین دو جہاں من کمترین کن فکاں  
سرگشتہ حیراں در بدر یا رحمۃ للعلمین

(ایضاً صفحہ ۷۸)

(۴) مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند عرض کرتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

زبان میری ہے بات ان کی

نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار  
عجب نہیں تیری خاطر سے تیری امت کے  
گناہ ہوویں قیامت کو طاعتوں میں شمار

(ایضاً صفحہ ۸۲)

(۵) مولانا الطاف حسین حالی عرض کرتے ہیں۔

اے خاصہ خاصان رسل وقت دعا ہے  
امت پہ تیرے آکے عجب وقت پڑا ہے  
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں  
بیزا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے  
اے چشمہ رحمت بابی انت و امی  
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

(ایضاً صفحہ ۸۲)

## حسن خاتمہ

مولانا حالی کے اشعار نقل کرنے سے پہلے فاضل مولف لکھتے ہیں۔  
”الحمد للہ اس خطاب سے حالی صاحب اسلام سے خارج نہیں ہوئے

بلکہ

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے  
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

مصنف کا یہی دعوے ہے ماضی میں تمام اکابرین ملت حضور سے بصیغہ

زبان میری ہے بات ان کی

ندا مخاطب ہوتے ہیں لیکن الحمد للہ ان میں کوئی بھی مشرک نہیں بلکہ سب سچے اور دیندار مسلمان ہیں“

کتاب کے آخری صفحہ پر یوسف بن اسماعیل نبھائی کا خوبصورت شعر درج ہے۔

سیدی یا ابا البتول سوا  
من فقیر جوابہ الاعطا

ترجمہ: میرے آقا! سیدہ زہرا کے ابا جان! فقیر کا ایک سوال ہے جس کا جواب عطا ہے۔

## شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

معزز قارئین کرام! آپ بخوبی واقف ہیں کہ اس پر آشوب دور میں عالم اسلام کا سب سے گھمبیر مسئلہ افتراق و انتشار ہے۔ پوری امت اسلامیہ تفرقہ بازی کی سولی پہ لٹک رہی ہے دشمنان اسلام ہمیں لڑا لڑا کر ختم کر دینا چاہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کسی نہ کسی طریقے سے عقائد اسلام کو مجروح کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ عقائد و نظریات جو قرون اولیٰ میں اسلامیوں کا طرہ امتیاز ہوا کرتے تھے آج ان کو مسلمانوں کی نظر میں مشکوک کرنے کیلئے ہر حربہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ مومن کے ایمانی تقاضوں کو شرک و بدعت سے تعبیر کر کے اس کے یقین و وجدان کو متزلزل کیا جا رہا ہے۔ تاریخ ہند کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سلسلہ دور اکبری میں پورے عروج پر تھا تو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے اپنی شبانہ روز کاوشوں سے اسے ناکام بنایا۔ پھر حضرت شاہ ولی اللہ حضرت عبدالعزیز

زبان میری ہے بات ان کی

دہلوی اور بعد میں امام اہلسنت مجددین و ملت حضرت احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ عنہم نے بالخصوص اور دیگر علمائے حق اور اولیائے دین نے بالعموم امت مسلمہ کی تعمیر و تطہیر کیلئے تاریخ ساز کام سرانجام دیا۔

اس پر خطر دور میں بھی نام نہاد توحید پرست عامۃ المسلمین کو معمولی معمولی باتوں پر ”کافر و مشرک“ بنا رہے ہیں۔ کاش وہ سمجھ لیں کہ انکی یہ فتویٰ بازی امت مسلمہ کو پوری دنیا میں منتشر کر کے رکھ دے گی اور اس کی وحدت فکر کا جنازہ نکال دے گی جو کبھی اس امت کا اوڑھنا بچھاؤ بنا ہوا کرتی تھی۔

اگر سینوں میں بغض و عناد کا مکروہ مادہ نہ ہو تو آخر کوئی ایسی وجہ ہے جو ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل نہیں ہونے دیتی۔

دلوں میں حسد اور انا کا گرد و غبار نہ ہو تو کیا سبب ہے جو ان اہل محراب و منبر کو یکجان نہیں ہونے دیتا ارے سیدھی سی بات ہے جب اکابر دیوبند اکابر اہل حدیث، حضور شافع روز جزا، دافع رنج و بلا رحمت دو عالم ﷺ کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہتے ہوئے مشرک نہیں ہوتے تو یہ سادہ دل عشاق کیسے مشرک ہو گئے، اگر یہ مشرک ہیں تو وہ کیوں مشرک نہیں؟ کچھ انصاف کیجئے۔ اسی انصاف کا دامن تھام کر جناب شبیر احمد صاحب نے کیا خوب فیصلے فرمائے ہیں۔ کاش ہر دیوبندی اور ہر غیر مقلد مولوی ایسا منصفانہ کردار ادا کرے تو اہل توحید ایک ساتھ مل کر کھاپی بھی سکتے ہیں۔ ایک امام کے پیچھے نماز بھی ادا کر سکتے ہیں اور ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہر طوفان بلائیز کا مقابلہ بھی کر سکتے ہیں۔ خدا عقل سلیم عطا فرمائے اور فاضل مولف کے اس جرأت مندانہ اقدام کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ (آمین)

زبان میری ہے بات ان کی

## الشَّمَامَةُ الْعُنْبَرِيَّةُ كَامَطَالَعِ

”الشَّمَامَةُ الْعُنْبَرِيَّةُ مِنْ مَوْلِدِ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ“ نَوَابِ وَالْأَجَاهِ أَمَامِ غَيْرِ  
مُقَلِّدِينَ جَنَابِ سَيِّدِ مُحَمَّدٍ صَدِيقِ حَسَنِ بَهْوِ پَالِي كِي تَصْنِيفِ هَيْ اس وَقْتِ هَمَارِے  
سَامْنِے اس كِتَابِ كَا وَه نَسْخَ هَيْ جُو ۱۳۰۵ھ مِیں شَائِعِ هُوَا۔ آيِے اس  
كِتَابِ كِے اِقْتِبَاسَاتِ كِي سِيرِ كِجْجِے اور اہل سنت و جماعت كِے عَقَائِدِ وَ  
نَظَرِيَّاتِ كِي حَقَانِيَّتِ دِكْھِے۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

(۱)

”بَعْدَ قَبُولِ اِسْلَامِ وَصِحَّتِ اِيْمَانِ كِے بَغْرِضِ تَكْمِيلِ دَرَجَةِ اِحْسَانِ وَتَحْصِيلِ  
مَرْتَبَةِ عِرْفَانِ اِحْوَالِ سَعَادَاتِ اِسْتِمَالِ سَيِّدِ رَسْلِ شَمْعِ سَبَلِ خَاتَمِ الْاَنْبِيَاءِ شَفِيعِ الْوَرُئِيْ  
عِلْمِ وَاطْلَاعِ حَاصِلِ كَرِے كِه يِه دَانَشِ وَشَنَاخْتِ حَالَاتِ وِلَادَتِ وَرِضَاعَتِ وَ  
نَحْوِ ذَالِكِ كِے مُوجِبِ حِلَاوَاتِ اِيْمَانِ وَسَبَبِ تَقْوِيَّتِ اِحْسَانِ هُوْتِي هَيْ۔ اِنْسَانِ  
كِي سَعَادَاتِ اِسِي مِیں هَيْ كِه اَوْلَا عَارِفِ اَسْمَاءِ وَصِفَاتِ وَاَفْعَالِ خَالِقِ هُوْ پْھَرِ ثَانِيَاً  
عَالَمِ اَسْمَاءِ وَصِفَاتِ وَاَفْعَالِ سَيِّدِ خَلْقِ ﷺ (الشَّمَامَةُ الْعُنْبَرِيَّةُ يِه ص ۲)

(۲)

”حَضْرَتِ عَلِيٍّ ؓ كِے اِحْوَالِ پَرِ مُطَّلَعِ هُونِے سِے مَحَبَّتِ حَضْرَتِ كِي دِلِ مِیں  
آتِي هَيْ۔ اور يِه مَحَبَّتِ اسِ دَرَجَةِ مُطْلُوبِ شَارِعِ هَيْ كِه بے اسِ كِے اِيْمَانِ صَحِيحِ  
نَهِيں هُوْتَا“ (اِيضاً ص ۳)

(۳)

”آيَا عَقْدِ مَحْفَلِ وَاَسْطِے اسِ ذِكْرِ شَرِيفِ مِيلَادِ كِے بِطَرِيقَةِ مَرْوَجِ جَائِزِ هَيْ يَا

زبان میری ہے بات ان کی

ناجائز، اس رسالے میں اختصاراً ذکر احوال خاصہ آنحضرت ﷺ کا از ولادت تا وفات لکھنا مناسب جانا ہر چند تفصیل کو اس مقام میں بہت کچھ دست رس تھا لیکن قصور ہمت ابناء عصر دیکھ کر ہر فصل میں ان ہی مضامین ماثورہ پر اقتصار کیا گیا جو بمنزلہ راس اس کے جسد سے ہیں“ (ایضاً ص ۴)

”اعمال صالحہ میں کوئی عمل قدر و قیمت و رفعت و منزلت میں برابر محبت خدا اور رسول کے نہیں ہے“ (ایضاً ص ۵)

(۴)

”اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کر لیں، کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سمت دل و ہدی و ولادت و وفات آنحضرت کا کریں، پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اور ان روایات و اخبار و آثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں“ (ایضاً ص ۵)

(۵)

نَسْبُ كَأَنَّ عَلَيْهِ مِنْ شَمْسِ الضُّحَى

نوراً و من فلق الصباح عموداً

ما فيه الا سيد من سيد

حاز المكارم والتقى والجودا

یعنی حضور ﷺ کا نسب مبارک چمکتے سورج کی طرح نورانی ہے جو فلق

صبح کا ستون نظر آتا ہے، اس میں سردار ہی سردار ہیں، جو تقویٰ اور سخاوت کے

اوصاف سے مالا مال ہیں۔ (ایضاً ص ۷)

(۶)

”ولادت شریف مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (سوموار) شب دوازدهم (بارہویں کی رات) ربیع الاول عام فیل کو ہوئی۔ جمہور علماء کا قول یہی ہے۔ ابن جوزی نے اس پر اتفاق نقل کیا ہے“ (ایضاً ۷)

(۷)

”کعب احبار کہتے ہیں تیرہ نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے‘ آدم و شیت و ادریس و نوح و سام و لوط و یوسف و موسیٰ و شعیب و سلیمان و یحییٰ و عیسیٰ و محمد ﷺ کذافی حیاة الحیوان“ (ایضاً ص ۸)

(۸)

”حضرت پیدا ہوئے دیکھا تو آپ سجدے میں ہیں اور انگلی طرف آسمان کے جیسے کوئی متفرع مہتہل ہو پھر ایک سفید بادل آسمان کی طرف سے آیا اور اس نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ ایک منادی نے ندا کی کہ اس کو مشارق و مغارب زمین میں پھراؤ اور بحار میں داخل کرو کہ وہ اس کے نام و نشان و صورت کو پہچان لیں، یہ ماجی ہے اس کے زمانے میں ہر شرک مٹ جائے گا“ (ایضاً ص ۹)

(۹)

”ایک جماعت نے کہا، آمنہ کہتی ہیں جب حضرت شکم سے جدا ہوئے آپکے ہمراہ ایک نور نکلا جس سے مابین مشرق و مغرب چمک اٹھا“ (ایضاً ص ۱۰)

(۱۰)

”حدیث عرباض بن ساریہ میں ہے، فرمایا ہے میں اللہ کا بندہ اور خاتم

النبین تھا اس وقت کہ آدم اپنی خاک میں منجمل تھے (ایضاً ص ۱۰)

(۱۱)

”حضرت کی ماں نے وقت وضع کے ایک نور دیکھا جس سے تصور شام

نظر آئے“ اخرجه احمد والبخاری والطبرانی والحاکم والبیہقی حافظ

ابن حجر کہتے ہیں صحیح ابن حبان والحاکم ولہ طرق کثیرة۔

(۱۲)

”وانت لما ولدت اشرقت الارض

وضاء ت بنورک الافق

فحن فی ذالک الضیاء و

فی النور سبیل الرشاد نخرق

(حضرت عباس کے شعر میں) کہ حضور کی ولادت سے زمین چمک اٹھی

اور حضور ﷺ کے نور سے افق تابدار ہوا، ہم اسی نور کی روشنی میں ہدایت کا

راستہ اختیار کرتے ہیں (ایضاً ص ۱۰)

(۱۳)

”عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی پر پایا جاتا ہے سو جس کو

حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس

نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں“ (ایضاً ص ۱۲)

(۱۴)

ابوطالب نے کہا:

وابیض یستسقی الغمام بوجهه

ثم الیتامی عصمة للا رامل

ثمال بمعنی ملجا و غیاث یا طعام فی الشدة ہے، اراٹل سے مراد  
مساکین رجال و نساء ہیں۔ (ایضاً ص ۱۲)

(یعنی وہ رخ تاباں والا جس کے ویلے سے بارش طلب کی جاتی ہیں وہ یتیموں  
کا بلجا اور مسکینوں کا مددگار ہے)

(۱۵)

ثویبہ اسمیہ جاریہ ابولہب نے جس کو ابولہب نے وقت بشارت ولادت  
آنحضرت ﷺ کے آزاد کر دیا تھا۔ (ایضاً ص ۱۳)

(۱۶)

”ابن عباس کہتے ہیں حلیمہ ذکر کرتی ہیں جب میں نے حضرت کا دودھ  
چھوڑا تو آپ نے کہا: اللہ اکبر کبیراً والحمد کثیراً و سبحان اللہ  
بکرة واصیلاً“ (ایضاً ص ۱۴)

(۱۷)

”ایک بار کے میں قحط پڑا، ابوطالب نے حضرت کو ہمراہ لے کر استسقاء  
کیا، پانی برسا“ (ایضاً ص ۱۵)

(۱۸)

”میسرہ کہتے ہیں جب دھوپ گرم ہوتی دو فرشتے آ کر آپ پر سایہ  
کرتے“ (ایضاً ص ۱۶)

(۱۹)

”جب حضرت ﷺ پچیس برس کے ہوئے اور ان کو مکے میں امین کہتے  
تھے“ (ایضاً ص ۱۶)

(۲۰)

”عداس پھر کر آیا‘ کہا تجھ کو کیا ہوا جو تو اس شخص کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا‘ اس نے کہا سیدی زمین میں کوئی شخص بہتر اس مرد سے نہیں ہے‘ اس نے مجھے وہ بات بتائی جس کو سوا پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا“ (ایضاً ص ۲۴)

(۲۱)

”ملک الجبال نے کہا تم ویسے ہو جیسا اللہ نے تمہارا نام رکھا ہے‘ رؤف رحیم“ (ایضاً ص ۲۵)

(۲۲)

”حضرت کو اسراء ہوا اس وقت عمر آپ کی ۵۱ سال ۹ ماہ کی تھی اور آپ کی بیداری میں شب شنبہ ۲۷ ربیع الاول کو قالہ ابن الاثیر والنووی فی شرح مسلم یاربیع الآخر کو قال النووی فی فتاواہ یا رجب میں آسمان پر چڑھالے گئے۔ اب عمل اسی ۲۷ رجب پر ہے۔

(۲۳)

”حضرت نے شب معراج اپنے رب کو چشم سر سے علی الصبح دیکھا اور بات کی اور دیکھا آپ کا اللہ کو دنیا میں من جملہ آپ کی خصوصیات کے ہے۔ اور یہ شرعاً حق میں غیر حضرت کے دنیا میں محال ہے“ (ایضاً ص ۲۹)

(۲۴)

”جب مشورہ کیلئے بیٹھے اہلیس صورت میں ایک شیخ نجدی کے ظاہر ہوا“ (ایضاً ص ۳۰)

(۲۵)

”حضرت جس وقت نماز میں داخل ہوئے تھے اللہ نے وہاں درخت

بہول کا اگا دیا، دہن غار لوگوں کو آنکھ سے چھپ گیا“ (ایضاً ص ۳۳)

(۲۶)

”راہ میں سراقہ بن مالک سامنے آئے، ان کے گھوڑے کے قدم زانو

تک زمیں میں دہنس گئے حالانکہ زمیں نہایت سخت تھی“ (ایضاً ص ۳۴)

(۲۷)

”فرماتے اس نائقے کی راہ چھوڑ دو یہ مامور ہے، اس کی باگ ڈھیلی

کردی“ (ایضاً ص ۳۷)

(۲۸)

”اہل مدینہ کو حضرت کی تشریف آوری سے نہایت درجے خوشی ہوئی۔

انس بن مالک کہتے ہیں جس دن حضرت داخل مدینہ ہوئے، ہر چیز مدینے کی

روشن ہو گئی“ (ایضاً ص ۳۸)

(۲۹)

”حضرت نے دیکھ کر خاک کو عمار سے جھاڑا اور فرمایا ”عمار افسوس“ تجھے

ایک باغی گروہ قتل کرے گا، تو اسے جنت کی طرف بلائے گا اور وہ تجھے آگ

کی طرف بلائے گا“ (ایضاً ص ۳۹)

(۳۰)

”کہا اللہم حبب الینا المدینة کحبنا مکة او اشد“ اے اللہ ہمیں

مکہ کی طرح مدینہ کی محبت عطا فرما بلکہ اس سے بھی زیادہ“ (ایضاً ص ۳۹)

(۳۱)

”آپ مخصوص تھے ساتھ اس بات کے کہ اول نبیین تھے، خلق میں اور

آپ کی نبوت متقدم تھی اور آدم اپنی طینت میں منجمل تھے۔

پیش از ہمہ شایان غیور آمدہ

ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ

ای ختم رسل قرب تو معلوم شد

دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

اور سب سے پہلے آپ ہی سے میثاق لیا گیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے الست برکم کے جواب میں بلا کہا۔ اور آدم و جمع مخلوقات آپ کے لئے پیدا ہوئے۔ اور آپ کا نام عرش پر لکھا گیا اور ہر آسمان و جنت میں بلکہ سائر ملکوت میں اور ملائکہ ہر ساعت آپ کا ذکر کرتے ہیں اور اذان میں ذکر اسم شریف کا ہوتا ہے۔ اور کتب سابقہ میں آپ کی بشارت دی ہے۔ اور نعت بیان کی ہے، (ایضاً ص ۴۰)

(۲۳)

پیغام خدا نخواست آدم آورد

انجام بشارت ابن مریم آورد

باجملہ رسل نامہ بے خاتم بود

احمد برما نامہ و خاتم آورد

آپ کے ہزار نام ہیں اور قریب ستر نام کے ایسے ہیں جو اللہ کے نام ہیں اور کسی کا نام احمد آپ سے پہلے نہ تھا، (ایضاً ص ۴۱)

(۳۳)

شب معراج عروج تو ز افلاک گزشت

زبان میری سے بات ان کی

بمقامی کے رسیدی نرسد بیح نبی

سارے انبیاء آپ کیلئے زندہ کر دیئے گئے، ان کے ساتھ نماز پڑھی، جنت و نار پر اطلاع دی گئی۔ باری تعالیٰ کو دوبارہ دیکھا، فرشتی ہمراہ آپ کے حاضر قتل ہوئے، آپ کو کتاب ملی حالانکہ امسی تھے، لکھے نہ پڑھے۔

امی گویا بزبان فصیح

از الف آدم و میم مسج

(۳۴)

”ان میں ہمیشہ ایک طائفہ حق پر رہے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے ان میں اقطاب، اوتاد، نجباء ابدال ہوتے ہیں، ان میں ایسا شخص بھی ہوگا جو عیسیٰ بن مریم کو نماز پڑھائے گا اور ایسے لوگ ہوں گے جو حکم ملائکہ میں ہوں گے“ (ایضاً ص ۴۴)

(۳۵)

نسبت ہرچہ بگلزار رسد گل باشد

”اہل مولد کو لازم ہے کہ ہمراہ ذکر مولد شریف کے ان حالات و ما جریات پر بھی اطلاع حاصل کریں کہ اس علم و معرفت سے ایمان کو قوت اور اتباع سنت کو ہمت ہوتی ہے“ (ایضاً ص ۹۸)

(۳۶)

روایات موضوعہ، ضعیفہ و حکایات متعلقہ مختلفہ سے اجتناب کیا گیا ہے“ (ایضاً ص ۹۹)

(۳۷)

”لا سیف الا ذوالفقار لافتی الا علی“ (ایضاً ص ۹۷)

زبان میری ہے بات ان کی

(۳۸)

”ام معبد نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا‘ اسی طرح اس کے شوہر و  
برادر نے اس کے گھر والے ”یوم نزول مرد مبارک“ سے تاریخ مقرر کرتے  
تھے“ (ایضاً ص ۳۵)

(۳۹)

”اول ناظر الی اللہ اور اول شافع و مشفع ہوں گے..... آپ کے ہر  
موئے سر و چہرے میں ایک نور ہوگا..... سب سے اول آپ ہی داخل  
جنت ہوں گے۔

رواق منظر چشم من آشیانہ تست

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

”پھر آپ کی امت داخل ہوگی‘ آپ مختص ہیں ساتھ کوثر و وسیلہ کے“

(ایضاً ص ۳۶)

(۴۰)

”ہر سبب و نسب دن قیامت کے منقطع ہو جائے گا مگر آپ کا سبب و  
نسب“ (ایضاً ص ۴۷)

(۴۱)

”اللہ نے اس امت کے عذاب کی دنیا ہی میں تعجیل کی اور برزخ میں  
تاکہ قیامت میں گناہوں سے محض پاک صاف ہو کر آئیں‘ اور قبروں میں  
گناہ لے کر گھسیں اور جب ان سے نکلیں تو گناہوں سے ستھرے صاف ہوں  
بسبب استغفار کرنے مومنین کے واسطے“ (ایضاً ص ۴۷)

(۴۲)

”آپ کو پہنچتا تھا کہ جس عورت کا چاہیں جس شخص سے نکاح کر دیں بغیر اس کے اذن اور اذن ولی زن کے یا جس سے چاہیں خود بغیر اذن زن اور اس کے ولی کے اپنا نکاح کر لیں“ (ایضاً ص ۴۹)

(۴۳)

”آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور نہ دھوپ و چاندنی میں سایہ آپ کا نظر آتا اور نہ مکھی آپ کے کپڑے پر بیٹھتی اور نہ جوں آپ کو ستاتی؛ جب چلتے زمین سمٹ جاتی“ (ایضاً ص ۵۲)

(۴۴)

”آپ زندہ ہیں اپنی قبر میں اور نماز پڑھتے ہیں؛ اندر اس کے اذان و اقامت کے ساتھ و کذالک الانبیاء لہذا یہ بات کہی ہے کہ آپ کی ازواج پر عدت نہیں..... اعمال امت کے آپ پر عرض کئے جاتے ہیں۔ آپ امت کے لئے استغفار کرتے ہیں“ (ایضاً ص ۵۲)

(۴۵)

”جس نے آپ کو خواب میں دیکھا اس نے سچ مچ دیکھا کیونکہ شیطان آپ کا ہم شکل نہیں ہو سکتا؛ اور جس کو خواب میں کچھ حکم کریں اس پر امتثال امر واجب ہے فی احد وجہین اور دوسری وجہ میں مستحب ہے“ (ایضاً ص ۵۲)

(۴۶)

”عورتوں کو حضرت کی زیارت کرنا مکروہ نہیں ہے جس طرح کہ سائر

زبان میری ہے بات ان کی

قبور کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ یہ زیارت مستحب ہے“ (ایضاً ص ۵۳)

(۴۷)

”کسی نبی کی عورت حرام کار نہ تھی۔ اور اولاد آپ کی دختروں طرف

آپ کو منسوب ہوتی ہے“ (ایضاً ص ۵۳)

(۴۸)

”اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا یا رب اجعلنی من امة محمد“ اس

امت کو چاہے کہ اس نعمت کی قدر و قیمت سمجھیں کہ اللہ نے ان کو ملت اسلام

میں پیدا کیا جس کی تمنا انبیاء و العزم کر چکے ہیں قل بفضل اللہ و برحمته

فبذالك فليفرحوا“ (ایضاً ص ۵۶)

(۴۹)

شیخ ابن حجر مکی نے شرح شمائل میں لکھا ہے جس کا ترجمہ شیخ عبدالحق

دہلوی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں اس طرح کیا ہے کہ از تمام ایمان بآنحضرت

ﷺ آنت کہ اعتقاد کند کہ جمع نشدہ در باطن سیرت ہیج یکی از فضل و کمال

آنچہ جمع شدہ در وی زیرا کہ ظاہر عنوان باطن است وحد و ضابطہ در وصف وی

ﷺ آنت کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت ست از فضل و کمال ہمہ او ثابت است

وہیکس کامل تر از وی و مساوی با وی نیست۔

یا صاحب الجمال یا سید البشر

من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمكن الثناء كما كان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

زبان میری ہے بات ان کی

(ایضاً ص ۶۰)

(۵۰)

”مومئ بشارب کرتے اسی طرح طول و عرض ریش سے کچھ لیتے“

(ایضاً ۶۳)

(۵۱)

”اہل مولد پر فرض بلکہ قرض ہے کہ جب کسی کتاب مولد میں مفاخر ولادت شریف پر اطلاع پائیں تو ان شمائل کو بھی وظیفہ درس کریں اور ہمت عمل پر باندھیں“ (ایضاً ص ۶۷)

(۵۲)

”اور انشقاق قمر ہے کہ جب قریش نے کہا کوئی نشانی دکھاؤ چاند دو پھانک ہو گیا“ (ایضاً ص ۶۷)

(۵۳)

”اسی طرح بعد غروب کے علی ابن ابی طالب پر آپ کی دعا سے سورج واپس آیا تاکہ علی نماز عصر ادا کر لیں“ (ایضاً ص ۶۸)

(۵۴)

اسی طرح اللہ نے آپ کے ماں باپ کو زندہ کیا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے علیٰ قبیل واللہ ماثبت بالسنہ میں کہا ہے بعض علماء کرام نے حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں جزم کیا ہے کہ وہ ناجی ہیں ہرگز آگ میں نہیں ان کے ابا شرفا کے بارے میں کلام طویل ہے۔ اور اس باب میں سکوت احوط ہے“ (ایضاً ص ۷۱)

(۵۵)

”بدز کے دن جو جگہ جس کافر کے لئے مقرر کر دی تھی وہ اسی جگہ مارا

گیا“ (ایضاً ص ۷۲)

(۵۶)

”ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھاتا تھا اس نے بہانہ کیا کہ میں اس ہاتھ

سے نہیں کھا سکتا۔ فرمایا تجھ کو تو انائی نہ ہو پھر اس کا دست راست نہ اٹھا“

(ایضاً ص ۷۲)

(۵۷)

”ازاں جملہ یہ ہے کہ لشکر کا توشہ ہو چکا“ حضرت نے بقایائے زاد جمع کر کے

دعائے برکت کی پھر اسکو تقسیم کیا سارے لشکر کو وہ کافی ہوا“ (ایضاً ص ۷۳)

(۵۸)

”مغیبات کی باذن خدا خبر دی جیسے مصارع مشرکین کو دن بدر کے متعین

فرمادیا کسی نے اپنی جگہ سے تجاوز نہ کیا موت نجاشی کے دن ان کی موت کی

خبر دی“ (ایضاً ص ۷۴)

(۵۹)

”ہر فعل و قول و حال و حرکت و سکون آنحضرت ﷺ کو اگر غور سے دیکھا

جائے تو ایک معجزہ تھا۔ لیکن یہ روایت مجرد بصر سے نہیں ہوتی ہے بلکہ بصیرت

سے ہاتھ آتی ہے“ (ایضاً ص ۷۶)

(۶۰)

”حضرت نے اس (احد پہاڑ) کے حق میں فرمایا ہے احد جبل

يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ، کہتے ہیں یہاں قبر ہے ہارون برادر موسیٰ علیہ السلام کی“ (ایضاً ص ۷۸)

(۶۱)

”حضرت نے خود کبھی اذان نہ دی، نیشاپوری نے کہا اس لئے کہ جو کوئی آپ کی اذان سے تخلف کرتا کافر ہو جاتا“ (ایضاً ص ۹۳)

(۶۲)

”شعراء آپ کے جو اسلام سے ذب کرتے تھے، کعب بن مالک و عبداللہ بن رواحہ و حسان بن ثابت تھے، حضرت نے ان کو دعا دی اور کہا

اللَّهُمَّ آيِدِ بِرُوحِ الْقُدُسِ“ (ایضاً ص ۹۵)

(۶۳)

”بڑے بہادر سخی، کریم انفس تھے، کبھی کسی کے سوال کے جواب میں انکار نہ کرتے۔

نرفت لا بزبان مبارکش هرگز  
مگر باشهد ان لا اله الا الله

(ایضاً ص ۹۹)

(۶۴)

”خواب میں آنکھ سوتی، اور دل انتظار وحی میں جاگتا، خراٹا نہ لیتے کہ یہ ایک آواز منکر ہے“ (ایضاً ص ۱۰۲)

(۶۵)

”اللہ نے آپ کو کلید خزان زمین عطا کی تھی، آپ نے قبول نہ کی“

زبان میری ہے بات ان کی

آخرت اختیار کی“ (ایضاً ص ۱۰۲)

(۶۶)

”مشتاقان کمال و جمال نبوی کو لازم ہے کہ بعد دریافت فضائل میلاد شریف اس امر میں کوشش کریں کہ صورت و سیرت و سمت و دل و ہدئی میں ساتھ جناب رسالت ﷺ کی موافقت حاصل ہو۔ کیونکہ ترقی مدارج عقبی کی اور رفعت مراتب آخرت ہر مومن مسلم محسن کے حق میں بقدر اس موافقت و مقدر اتباع کے ہوگی۔ مجرد ذکر ولادت شریف سن کر دم بہرا بناؤ دہر میں بیٹھ کر خوش ہو لینا اور پیروی کی فکر نہ کرنا بلکہ بدعات و منکرات میں آلودہ رہنا اور مرتکب کبائر و ترک اعمال صالحہ ہونا کچھ مفید نہ ہوگا“ (ایضاً ص ۱۰۳)

(۶۷)

”اللہ تعالیٰ ہم کو اور جملہ اہل اسلام کو ایسی توفیق خیر رفیق حال کرے کہ ہم ہر روز کسی قدر ذکر میلاد شریف کتب معتبرہ سے خود پڑھیں یا کسی محبت صادق متبع و اثق سے سن لیا کریں‘ فقط کسی یوم و ماہ و تاریخ معین پر قصر نہ کریں“ (ایضاً ص ۱۰۵)

(۶۸)

”حضرت ابو بکر نے کہا: يَا بَنِي اُمَّتِ وَ اُمَّيْ وَ اللّٰهُ لَا يَخْصَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَيْنِ (یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ آپ پر دو موتوں کو جمع نہ فرمائے گا) (ایضاً ص ۱۱۰)

(۶۹)

”حضرت علی نے (حضور کے وصال کے بعد) آپ کے شکم پر ہاتھ پھیرا“

پہلے نہ نکاتب کہا: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ لَقَدْ طَبْتُ حَيًّا وَ مَيِّتًا (اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے بیشک آپ زندگی میں اور اس زندگی کے بعد بھی پاک ہیں) (ایضاً ص ۱۱۱)

(۷۰)

”فِيَا لَهَا مِنْ رَوْضَةٍ مَا أَكْرَمَهَا شَانًا وَأَعْظَمَهَا عِزًّا وَ إِيْمَانًا“ (تو کیا ہی وہ روضہ مبارکہ ہے جس سے کوئی چیز شان و عزت و ایمان میں بڑھ کر نہیں) (ایضاً ص ۱۱۲)

(۷۱)

”علی کہتے ہیں کہ جب حضرت مقبوض ہوئے ملک الموت طرف آسمان کے گریاں بریاں گئے، واللہ میں نے آسمان سے یہ آواز سنی، يَا مُحَمَّدَاهِ كُلُّ الْمَصَائِبِ تَهُونُ عِنْدَ هَذِهِ الْمُصِيبَةِ“ (ایضاً ص ۱۱۳)

(۷۲)

”فاطمہ علیہا السلام نے قبر مبارک کی مٹی لیکر اور سونگھ کر کہا

مَاذَا عَلِيٌّ مِنْ شِمِّ تَرَبَةِ أَحْمَدِ

أَنْ لَا لِيْشِمُّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صَبَّتْ عَلِيٌّ مَصَائِبَ لَوَانِهَا

صَبَّتْ عَلِيٌّ الْإِيَّامَ صَرْنَ لِيَّالِيَا

(ایضاً ص ۱۱۳)

(۷۳)

”زیارت (روضہ منورہ) آنحضرت مستحب و مندوب ہے، اوکد مستحبات

زبان میری ہے بات ان کی

و افضل قربات اور قریب واجب کے ہے، حق میں صاحب سعت و قدرت کے انتہی، اس میں کسی شخص کا اختلاف نہیں ہے، (ایضاً ص ۱۱۵)

### خدارا ذرا غور کیجئے

حضرت نواب صدیق حسن خان جماعت اہل حدیث کے سربراہ اور وہ شخصیت ہیں جنہوں نے اس فرقہ کی اس وقت خدمت کی جب وہ اپنا رخت سفرتیار کر رہا تھا، ۱۸۷۲ء میں حکومت برطانیہ کے کہنے پر ملکہ بھوپالی شاہجہان بیگم کے ساتھ نکاح کیا، جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے، یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ و حسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا، (ترجمان دہا بیہ ص ۲۸) اس نکاح کے بعد قبلہ نواب والا جاہ نے زندگی کے خوب مزے لوٹے۔ انہیں ”چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطاب معتمد الہامی“ سے سرفرازی حاصل ہوئی، (ایضاً ص ۲۸) انہوں نے تمام امت مسلمہ سے کٹ کر نئے فرقے کی سرپرستی انگریزوں کے فرمان کے مطابق فرمائی۔ جیسا کہ اس کا اعتراف بھی کرتے ہیں ”اور یہ آزادی ہمارے مذاہب مروجہ جدیدہ سے عین مراد قانون انگلشیہ ہے“ (ایضاً ص ۲۰)

انہوں نے ائمہ اربعہ کے اقوال کو ٹھکرا کر قاضی شوکانی، ابن قیم اور ان کے شیخ ابن تیمیہ کے افکار کو شدت سے اختیار کیا۔ ہندوستان میں امت مسلمہ کو فرقہ فرقہ کرنے کا یہ انتہائی اقدام تھا، آپ انگریزوں کے از حد وفادار تھے، جیسا کہ فرماتے ہیں

”مگر حکام عالی منزلت، یعنی کار پردازان دولت انگلشیہ کو چونکہ تجربہ اس

ریاست کی خیر خواہی اور وفاداری کا عموماً اور اس بے صولت و دولت کا خصوصاً ہو چکا ہے، اس لئے تہمت ان (مخالفین نواب صاحب) کی پایۂ ثبوت کو نہ پہنچی، (ایضاً ص ۲۹)

آپ نے ہمیشہ انگریزوں کے خلاف جہاد کو گناہ کبیرہ قرار دیا، فرمایا: ”جب یہ ملک دارالسلام ہو تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنی بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے“ (ایضاً ص ۱۵)

انہوں نے ۱۸۵۷ء کے مجاہدین کے جہاد پر گناہ کبیرہ کا فتویٰ صادر کیا، اور اس غیرت مندانہ تحریک آزادی کو دیگر زعماء غیر مقلدین، علماء دیوبند اور آل قادیاں کی طرح ”عذر“ کا نام دیا، فرماتے ہیں

”جتنے لوگوں نے عذر میں شر و فساد کیا اور حکام انگلشیہ سے برسر عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدان مذہب حنفی تھے نہ متبعان حدیث نبوی“ (ایضاً ص ۳۰) ان کی نظر میں انگریزوں کے خلاف جہاد نہیں تھا بلکہ فساد تھا،

ان پر دور اہتلا بھی آیا مگر آخری عمر میں انگریز پھر اس ذات شریف پر مہربان ہو گئے، اور انہوں نے حکم جاری کیا کہ انہیں نوابوں والی شان و شوکت کے ساتھ دفن کیا جائے، (نزہۃ الخواطر جلد ۸ ص ۱۹۱)

اب خدا را ذرا غور کیجئے کہ نواب صاحب نے کس طرح دولت بھوپال کی برکت سے ”غیر مقلدیت کو“ عام کیا، کتابیں لکھیں، پھیلائیں لہذا موجودہ غیر مقلدین کو ان کے احسانات یاد رکھنے چاہیں اور ان کی ان باتوں پر ضرور

غور کرنا چاہیے جو ”الشمامۃ العنبریہ“ کی زینت بنیں، یاد رہے کہ یہ کتاب ۱۳۰۵ء میں لکھی اور ان کی وفات کی تاریخ ۱۹ جمادی الآخریٰ ۱۳۰۷ھ / ۱۸۹۰ء

ہے، گویا یہ آخری عمر کی تصنیف ہے، اس لئے بہت معتبر ہے اور اسکے کسی کلام سے انکار جوع ثابت نہیں ہوا لہذا انکار کی گنجائش ہرگز نہیں۔ اب ان اقتباسات کو درست مان لیجئے یا نواب صاحب جیسے محسن کو کافر و مشرک کہہ دیجئے، یہ فیصلہ کرنا آپ کے ہاتھ میں ہے

ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے دیتے ہیں

### (۴) کتاب حسن العزیز کا مطالعہ

یہ کتاب علماء دیوبند کے سرخیل مولانا عزیز الحسن کی تصنیف ہے ملتان شریف کی مطبوعہ ہے جس میں انہوں نے اپنے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کے ملفوظات و تعلیمات کو بیان کیا ہے، چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں، غور کرنا آپ کا کام ہے، کریں اور کسی فیصلہ پر پہنچیں کیونکہ موت کی کیا خبر کب آجائے اور بعد میں انحراف حق کی وجہ سے ہمیشہ کا کچھتاوا نصیب ہو جائے۔

(۱)

”حکیم الامت اشرف علی تھانوی کا ارشاد) صحبت اولیاء میں ایک خاص بات قلب میں ایسی پیدا ہوتی ہے خروج عن الاسلام کا احتمال نہیں رہتا، خواہ گناہ اور فسق و فجور سبھی کچھ اس سے وقوع میں آویں، لیکن ایسا نہیں ہوتا کہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاوے، مردودیت تک کبھی نوبت نہیں پہنچتی برخلاف اس کے ہزار برس کی عبادت میں بھی بذاتہ یہ اثر نہیں کہ وہ کسی کو مردودیت سے محفوظ رکھ سکے چنانچہ شیطان نے لاکھوں برس عبادت کی لیکن

وہ اس کو مردودیت سے نہ روک سکی یہی معنی ہیں اس شعر کے

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

کیونکہ ظاہر ہے کہ ایسی چیز مردودیت سے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے

ہزارہا سال کی اس عبادت سے بڑھ کر ہے جس میں یہ اثر نہ ہو، (حسن

العزیز ص ۱۵)

کیوں جناب کچھ سمجھ شریف میں آیا کہ ہم لوگ علی پور شریف، شرفپور

شریف، اور بزرگوں کے آستانوں پر کیوں جاتے ہیں۔ اس لئے جاتے ہیں

کہ ان کی صحبت اور سنگت کی وجہ سے اسلام کے دائرہ میں رہیں، ایمان کے

قلعے میں رہیں، ہمارا ایک لمحہ ہزاروں سال کی عبادت کے اثر سے زیادہ اثر

قبول کر لے اور ہم مردود ہونے سے بچ جائیں، ہماری یہ باتیں آپ کی

راتوں کی نیند حرام کر دیتی ہیں لیکن بلا آخر آپ کے حکیم الامت نے بھی آپ

کا ساتھ نہ دیا۔ وہ اعلان کر گئے کہ اللہ والوں کے پاس جانے والے مردود

نہیں ہوتے، محمود ہوتے ہیں

(۲)

”بدون محبت شیخ کے اگر کوئی لاکھ تسبیحیں پڑھتا رہے کچھ نفع نہیں، احقر

نے عرض کیا کہ حضرت خود ذکر اللہ میں یہ صفت ہونی چاہیے تھی کہ وہ خود کافی

ہو جایا کرتا۔ محبت شیخ کی کیوں قید ہے۔ فرمایا کہ کام جب بنا دے گا ذکر اللہ

ہی بنا دے گا لیکن عادت اللہ یہ جاری ہے کہ بدون شیخ کی محبت کے نرا ذکر

کام بنانے کیلئے کافی نہیں۔ اس کے لئے محبت شیخ شرط ہے، جس طرح کہ

زبان میری ہے بات ان کی

کاٹ جب کرے گی تلوار ہی کرے گی لیکن شرط ہے کہ وہ کسی کے قبضہ میں ہو،  
ورنہ اکیلی تلوار کچھ نہیں کر سکتی، گو کاٹ جب ہوگا، (حسن العزیز ص ۱۵)

جب ہمارے نعت خواں حضرات یہ شعر پڑھتے ہیں۔

اللہ اللہ کئے جانے سے نہ اللہ ملے

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں

تو ”مفتیان کرام“ کا حلیہ دیکھنے والا ہوتا ہے۔ لیجئے ان کے حکیم  
الامت نے بھی گویا اس شعر کی تصدیق کر دی کہ ذکر اللہ، اہل اللہ کے بغیر کافی  
نہیں۔ اللہ والوں کی نسبت ضروری ہے۔ اب ان کا فرض ہے کہ ہمیں کچھ  
کہنے کی بجائے پہلے مولانا اشرف علی اور مولانا عزیز الحسن کے بارے میں کوئی  
فیصلہ کریں، دیکھا

فیصلے تیری محبت کے کہاں تک پہنچے

(۳)

”مجھے جب کبھی توفیق ہوتی ہے یہ درود شریف پڑھتا ہوں اللہم صلی

علی سیدنا و مولینا محمد و علی آل سیدنا و مولینا محمد و  
بارک وسلم، کیونکہ یہ باوجود اختصار صلوة و سلام و برکت سب کو  
شامل ہے“ (ایضاً ص ۷)

معلوم ہوا کہ درود ابراہیمی کے علاوہ اور بھی درود ہیں جن میں برکت  
بھی ہوتی ہے۔ صلوة و سلام کا حق بھی ادا ہوتا ہے، لیکن ان حضرات کی ہٹ  
دھرمی کہ ”درود ابراہیمی“ ہی پڑھنا چاہیے، اس کی زد میں حکیم الامت بھی آ  
رہے ہیں، اب دیکھئے ان پر کیا فتویٰ لگتا ہے، ان سے چشم پوشی ہو جاتی ہے یا

دھر لئے جاتے ہیں، ویسے چشم پوشی کا گمان غالب ہے، ویسے یہ حضرات اپنے گھر میں کلمہ اور درود کے بارے میں بہت فراخ دل ہیں۔ مثلاً ان کا کوئی مرید خواب میں ”لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ“ بھی پڑھتا ہے تو بیدار ہو کر اس منہوس خواب کا ذکر کرے تو بھی شیخ کامل اشرف علی صاحب اس کو استغفار کا حکم نہیں دیتے، بلکہ امید بندھاتے ہیں، اور اسے محبت صادق کی علامت قرار دیتے ہیں، دیکھئے (رسالہ الامداد)

اسی طرح درود بھی اس خاندان سے مروی ہے، نجانے ان خرافات کا کتاب و سنت کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ چونکہ گھر کی بات ہے اس لئے ہر طرح کے ”کفر و شرک“ کے باوجود قابل قبول ہے۔

### (۵) کتاب رحمۃ للعالمین کا مطالعہ

یہ کتاب علماء دیوبند کے منظور نظر عالم مولانا عابد میاں دیوبندی نے تحریر فرمائی، جس کو دیوبندی اکابر مولانا انور شاہ کشمیری، مولانا کفایت دہلوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی عبدالشکور لکھنوی، مولوی محمد عبدالعلی، مولوی اعجاز علی وغیر ہم نے اپنی تقاریظ سے مزین فرمایا اور کتاب کی صحت و حقانیت کو تسلیم کیا ہے، یہ کتاب مطالعہ کے قابل ہے۔ اس کتاب میں دیکھئے اہل سنت و جماعت کی تائید کتنے پر زور طریقے سے ہو رہی ہے۔

(۱)

”آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک ایسا نورانی تھا کہ جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی میں آمد و رفعت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا“ (رحمۃ للعالمین ص ۵۳)

(۲)

”دنیا اور مافیہا کو آپ کی ذات بابرکات پر حق تعالیٰ نے کھول کر ظاہر فرمایا اور آپ نے بعض حالات کی اپنے یاروں کو پیش گوئی بھی دے دی تھی“  
(ایضاً ص ۵۳)

(۳)

”حوض کوثر قیامت کے دن آپ ہی کی ملکیت ہوگی“ (ایضاً ص ۵۷)

(۴)

”آپ اندھیروں میں ویسے ہی دیکھتے تھے جیسا کہ اجالوں میں“ (ایضاً ص ۵۷)

(۵)

”جمائی جو حرکت شیطان ہے وہ آپ کو کبھی نہ آئی“ (ایضاً ص ۵۷)

(۶)

”آپ کے بدن اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی“ (ایضاً ص ۵۷)

(۷)

”جناب رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیشاب و پاخانہ کو محدثین اور فقہانے نے پاک اور خوشبو دار لکھا ہے“ (ایضاً ص ۴۰۸)

(۸)

(حضور ﷺ) ”پاک اور صاف“ مٹھون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے“  
(ایضاً ص ۴۱۱)

(۹)

”جنت کی حوریں (حضور کی) دایہ بن کر آئیں“ (ایضاً ص ۴۱۱)

(۱۰)

”آپ کے جسم اطہر کی خوشبو اور نور سے تمام عالم منور اور معطر ہو گیا“

(ایضاً ص ۴۱۱)

(۱۱)

”پسینہ ایسا خوشبو دار کہ ایک دلہن کے لگایا، پشتوں تک خوشبو رہی اور وہ

گھر اور وہ خاندان بیت العطار کہلایا“ (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۲)

”آپ کے موئے مبارک جس بیمار کو دھو کر پلائے شفاء ہو گئی“ (ایضاً

ص ۴۱۲)

(۱۳)

”آپ آگے اور پیچھے یکساں دیکھتے سوتے جاگتے یکساں تھے آپ کا

سونا جاننے کے برابر تھا، آپ کا وضو سونے سے نہیں جاتا تھا“ (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۴)

”آپ کی آواز قریب اور بعید کو یکساں تھی“ (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۵)

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے کھاری کنویں میں آپ کے

تھوکے ہی میٹھا پانی بن گیا۔ جس بچہ کے منہ میں تھوک دیا، دن بھر دودھ نہ

مانگا“ (ایضاً ص ۴۱۲)

(۱۶)

”جس نے آپ سے مصافحہ کیا اس کے ہاتھوں میں خوشبو بس گئی“

(۱۷)

”سورج آپ کی خاطر لوٹ آیا“ (ص ۴۱۴)

مولانا عابد میاں صاحب نے اس کتاب میں حضور کے میلاد پاک اربابصاات و معجزات کا ذکر کیا ہے، مثلاً سعدیہ حلیمہ کی سواری تیز چلنے لگی، سواری نے حضور کو سجدہ کیا، کاہن نے حضور کی رسالت و نبوت کی دہائی دی، فرشتوں نے حضور کا جھولا ہلایا، حضور کی خوشبو سے حلیمہ سعدیہ کا گھر معطر ہو گیا، حضور کی برکت سے اونٹنی فریہ ہو گئی۔ حلیمہ کو بشارت و مبارک کی آوازیں آئیں، وہ سب کچھ بڑی تفصیل سے بیان کیا، جن کو آج کل کے دیوبندی حضرات موضوع روایات قرار دیتے ہیں، مولانا عابد میاں صاحب نے حضور کے میلاد کی رات کو قدر کی رات سے افضل قرار دیا ہے اور اس کی متعدد وجوہات بیان کی ہیں۔

## (۶) کتاب سیرت المصطفیٰ کا مطالعہ

یہ کتاب غیر مقلدین کے سرخیل اعظم اور استاذ کل مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی نے رقم فرمائی مولانا میر امام الوہابیہ امرتسری کے دست راست تھے، غیر مقلدین کے اس امام کی کتاب بہت سے متنازعہ مسائل کا حل پیش کرتی ہے، ہم تو یہی عرض کرتے ہیں کہ خدارا، ہماری نہ مانیں اپنے بزرگوں کی مان کر اپنے دل و دماغ میں روشنی کو داخل ہونے دیں، حضور پر نور ﷺ کی عظمت کو ماننا ہی ایمان ہے۔ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کو اللہ کریم نے یہ توفیق دی

کہ انہوں نے حضور پر نور ﷺ کے آبا و اجداد کے بارے میں وہابیہ کی زبانیں بند کر دی ہیں، چند اقتباسات نوٹ فرمائیں۔

(۱)

”مختلف موحدین کا ذکر کرنے کے بعد رقم طراز ہیں) ”جب ان افراد کا یہ حال ہے جو عمود نسب نبوی سے نہیں ہیں تو خاص اس عمود کے افراد جن سے وہ پاک ہستی پیدا ہونے والی ہو، جو یز کیہم کا تاج پہن کر تخت نبوت پر جلوہ افروز ہونے والی ہو، پشت در پشت ابا عن جد شرک و بت پرستی کی آلودگی سے کیوں نہیں بچ سکتے، یقین جانئے کہ وہ قدرت کے ارادہ ازلی اور تصرف غیبی سے ہر قسم کی اخلاقی و اعتقادی آلودگی سے محفوظ رکھے گئے تھے، کیونکہ ان کی پشتوں سے نقل ہوتے سرور کائنات فخر موجودات، حضرت عبداللہ کی پاک پشت اور آمنہ کے پاک شکم میں آنے والے تھے“

(۲)

”عبدمناف کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے قمر البطحا کہتے تھے، ان کا اصل نام مغیرہ تھا..... آپ بتوں کو بہت برا جانتے تھے اور آپ پر آنحضرت کا نور آشکار اور نمایاں تھا“ (جلد ۲ ص ۳۱۴)

(۳)

”علامہ محمود شکر نے (حضرت ہاشم) کو بھی موحدین و حکام عرب کی صف میں شمار کیا ہے“ (جلد ۱ ص ۳۵۳)

(۴)

(حضرت عبدالمطلب) موحد و خدا پرست تھے، روز جزا اور قیامت کے

قائل تھے مستحاب الدعوات اور صاحب یمن و برکت تھے، اصحاب قبیل کے حملہ کے وقت خانہ کعبہ میں جا کر خالصتاً خدا تعالیٰ سے دعا مانگی اور بتوں سے التجا نہیں کی۔ اپنے لاڈلے بیٹے عبداللہ کے عوض سواونٹ خالصتاً خدا کے نام پر قربان کئے، اسی طرح صغیر سنی میں آنحضرت ﷺ کے گم ہونے پر خانہ کعبہ میں جا کر خدا تعالیٰ سے دعائیں کیں، اور پالینے پر بہت سا سودا اور بے شمار اونٹ صدقہ میں دیئے۔ اور اس سے پیشتر آپ کے لئے دعائیں کیں اور خدا کا شکر کیا، یہ سب امور ان کی توحید پرستی کے دلائل ہیں، علامہ محمود شکر رحمتہ اللہ علیہ نے ان کو بھی حکام و موحدین عرب میں شمار کیا ہے“

(۵)

” (حضرت عبدالمطلب) سے تو خوشبودار کستوری کی خوشبو نکلتی رہتی تھی“

(جلد ۲ ص ۳۱۲)

(۶)

”آنحضرت ﷺ کے والد ماجد پاک دامنی اور طہارت نفسی میں اپنے اسلاف کی صحیح یادگار تھے..... اسی طرح آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون کے متعلق بھی گزر چکا ہے کہ آپ عفت و حیا کی دیوی تھیں..... پس سوچنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ کے والدین کے حق میں قدرت کی یہ بخشش بے معنی نہیں تھی، اس میں سر قدرت یہی تھا کہ ان کی مبارک پشت اور پاک شکم سے سید اولاد آدم علیہ السلام ہونے والا تھا۔ اگر اس طہارت نفس کے ہوتے ہوئے ان کے دل اور اعمال نجاست شرک و بت پرستی سے ملوث ہوں تو واللہ یہ جوڑ موزوں نہیں ہوگا“ (ایضاً)

مولانا میرابراہیم سیالکوٹی صاحب نے حضور کے ابوبین کریمین اور اجداد مبارکہ کے ایمان و اسلام پر وارد ہونے والے اعتراضات کا جواب بھی دیا ہے۔ لیکن گھر کے ان حقائق کے باوجود خاندان رسالت کے گستاخوں کو خدا کا خوف نہیں، چند روز کی بات ہے کہ ایک غیر مقلد مولوی سعید نے حضور ﷺ کے والدین کے ایمان پر اعتراض کیا اور گستاخانہ جملوں سے اہل اسلام کے دل توڑنے ان کے ایمان آزمائے۔ مسلمان مشتعل ہو گئے، مولوی مذکور پر مقدمہ بھی درج ہوا، جیل بھی گیا، قدرت کی طرف سے اس کو یہ ہولناک سزا ملی کہ اس کی لمبی داڑھی بالکل غائب ہو گئی۔ گویا قدرت نے فیصلہ فرما دیا کہ جس چہرے سے محبوب کریم کے خلاف ہرزہ سرائی کا گند ابلتا ہے اس پر ان کی سنت کو کیوں رہنے دیا جائے۔ یہ واقعہ اخبارات میں تفصیل سے لکھا گیا ہے، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ماہ ستمبر ۲۰۰۱ء میں اخبارات کے کٹ پیس شائع کر دیئے گئے ہیں، گوجرانوالہ سے اشتہارات کے ذریعے بھی اس واقعہ کو خوب پھیلا یا گیا ہے تاکہ گستاخوں کے انجام سے لوگ عبرت حاصل کریں۔

ہم دعوت غور و فکر دیتے ہیں کہ جب آپ کے اکابر نے بھی حضور کے اجداد اور امہات کے بارے میں مثبت فکر کا اظہار کیا ہے، نیز ان کے اصلاب و ارحام میں انتقال نور مصطفیٰ کو تسلیم کیا ہے، زمانے میں ان کی برکات و فیوضات کا اقرار کیا ہے تو آپ لوگ کیوں اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں، جس کا کلمہ پڑھا ہے اس کے بارے میں خیالات کی دنیا محبت سے لبریز ہونی چاہیے

زبان میری ہے بات ان کی

در دل مسلم مقام مصطفیٰ است  
 آبروئے ماز نام مصطفیٰ است



باب چہار دہم

خلفاء ثلاثہ کی عظمت

زبان میری ہے بات ان کی

## خلفاء ثلاثہ کی عظمت

اس باب میں ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات کی طرف ہے۔ شیعہ حضرات خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا عثمان غنی کی عظمت و نفاقت کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی مستند کتابوں میں ان کے علما اور متفقہ شخصیات امامان اہل بیت کے روشن فیصلے موجود ہیں، چند کارآمد حوالے پیش خدمت ہیں۔

## عظمت صدیق اکبر

خليفة بلا فصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عظمت و شوکت اس قدر تابناک ہے کہ لاکھ مخالفت کے باوجود مخالفین کو بھی انکار کی جرأت نہیں، اس حقیقت کا نظارہ کیجئے۔

## علامہ ابن الحسن طبرسی کا فیصلہ

علامہ ابن الحسن طبرسی شیعہ مورخ و مفسر نے فرمایا ہے۔

☆ ”ابوالقاسم بلخی نے ذکر کیا کہ غزوہ احد کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف تیرہ آدمی باقی رہے۔ پانچ کا تعلق مہاجرین سے اور آٹھ کا تعلق انصار سے تھا، مہاجرین کے پانچ یہ تھے، علی، ابوبکر، طلحہ، عبدالرحمن

بن عوف اور سعد بن ابی وقاص“ (مجمع البیان جلد ۲ ص ۵۲۳)

☆ ”تم میں سے فضیلت والے اور مالی وسعت والے لوگ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے قریبوں، مسکینوں اور مہاجرین کی امداد نہ کریں گے، بیشک اللہ تعالیٰ کا قول لایاتل الوالفضل منکم ابوبکر اور مسطح بن اثاثہ کے حق میں نازل ہوا“ (ایضاً جلد ۴ جز ۷ ص ۱۳۲)

☆ ”جس شخص نے دیا اور متقی رہا اور اچھی باتوں کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے، ابن زبیر سے روایت ہے کہ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَىٰ کی آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی، آپ نے بہت سے غلام خریدے جو مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ بلال، عامر بن فہیرہ اور ابوبکر نے ان کو آزاد بھی کر دیا“ (ایضاً جلد ۵ جز ۱۰ ص ۵۰۱)

☆ ”من ذالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً“ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دیتا ہے، کی آیت ابوبکر کی شان میں نازل ہوئی، ایک یہودی فحاص بن عازور نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم مالدار ہیں، اگر وہ مالدار ہوتا تو ہم سے قرض کیوں طلب کرتا، فَغَصَبَ أَبُو بَكْرٍ وَضَرَبَ وَجْهَهُ، پس ابوبکر نے غصے میں آ کر اس گستاخ کے منہ پر تھپھر رسید کر دیا، (ایضاً جلد ۲ ص ۵۲۷)

☆ ”عروہ نے کہا کہ اے محمد آپ اپنی قوم کی جڑ کاٹ دیں گے..... اس پر ابوبکر نے غصے میں آ کر کہا تو لات کی شرمگاہ، چوم کیا ہم حضور کو چھوڑ دیں گے؟ اس نے پوچھا یہ مجھے گالی دینے والا کون ہے؟ کہا، ابوبکر، اس نے کہا اللہ کی قسم اگر میں ابوبکر کے احسان کے بوجھ تلے نہ دبا ہوتا تو ضرور اسے

گالی کی سزا دیتا“ (ایضاً جلد ۵: ۷۹ ص ۱۱۷)

☆ ”حضرت خدیجہ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہونے والے ابوبکر

ہیں“ (ایضاً جلد ۳ ص ۶۵)

## علامہ ابوالحسن علی ابن ابراہیم قمی کا فیصلہ

مفسر شیعہ علامہ ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی کا ارشاد ہے۔

☆ ”حضرت علی اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد میں آئے اور ابوبکر

کے پیچھے نماز پڑھی“ (تفسیر قمی ص ۵۰۳)

☆ ”غار ثور میں حضورؐ نے ابوبکر کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، انہیں بھی

جعفر طیار کی کشتی اور انصار نظر آ گئے، اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا کہ تو صدیق

ہے“ (تفسیر قمی ص ۳۶۶)

## مرزا محمد تقی سہپر کا فیصلہ

شیعہ مورخ لسان الملک مرزا محمد تقی سہپر کا ارشاد ہے۔

☆ ”جب ابوبکر و عمر نے تقویٰ سے کام لیا، روئی کا لباس پہنا اور

تکلیف دہ چیزوں کو پسند کرنے لگے، لوگوں پر مال غنیمت تقسیم کیا مگر خود دنیوی

دولت سے دور ہو گئے، اس لئے لوگوں کا شبہ تھا تو وہ بڑھ گیا چنانچہ وہ کہنے

لگے کہ اگر انہوں نے نفسانی خواہشوں سے نص کی مخالفت کی ہوتی تو دنیوی

دولت سے بہرہ مند کیوں نہ ہوتے، کوئی بھی دانش مند آدمی جب نص کی

مخالفت کرتا اور دین ضائع کرتا ہے تو دنیوی زندگی کو ضرور پر رونق بناتا ہے،

جب ابوبکر و عمر نے دنیا سے ہی ہاتھ اٹھالیا تو یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ انہوں

نے نص کی مخالفت کی“ (ناخ التواریخ جلد ۳ ص ۷۲)

## شیخ ابراہیم حسین انبلی کا فیصلہ

شرح نہج البلاغہ شیخ ابراہیم انبلی کا ارشاد ہے۔

☆ ”میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی اکثر کا قول اور مشہور ہے کہ مذکورہ نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی آخری نماز نہ تھی اور یقیناً ابوبکر نے اسکے بعد دو دن کی نمازیں لوگوں کو پڑھائیں پھر حضور کا وصال ہو گیا“  
(الدرۃ الخفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵)

## علامہ محمد بن خاوندشاہ کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند عالم علامہ محمد بن خاوندشاہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”اچھے انجام والے ابوبکر کے دل پر اللہ کی عنایتوں کا آفتاب جلوہ گر ہوا..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے اسے فوری طور پر قبول کرنے میں تردد کیا اور غور کیا مگر ابوبکر ایسا ہے جس نے اسلام قبول کرنے میں کسی تردد کا اظہار نہ کیا۔ ابوبکر اچھے اخلاق، نیک اعمال، اچھی خصلتوں اور عمدہ صفتوں کی وجہ سے عوام میں مشہور تھے مہمان نوازی میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ قریش کو ان سے بہت انس تھا، وہ ان کی صحبت کو غنیمت جانتے تھے بڑے اہم کاموں میں ان کی رائے کو درست سمجھتے تھے اور ان کے روشن فکر سے مدد لیا کرتے تھے، انہیں علم انساب اور تاریخ میں مکمل عبور حاصل تھا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے اپنے دوستوں کو اسلام کی دعوت دی، وہ واضح نشانات کے ساتھ حضور کے

ارشادات لوگوں تک پہنچائے، یہاں تک کہ قریش کے بڑے لوگ انکی ہمت سے اسلام کے دامن میں آگئے، یعنی عثمان بن عفان، طلحہ بن عبد اللہ، زبیر بن العوام، سعد بن العوام، سعد بن ابی وقاص، عبد الرحمن بن عوف وغیرہ (روضہ الصفاء جلد ۲ ص ۲۷۷)

☆ ”حضرت عمر بن العاص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ کس کو زیادہ محبوب رکھتے ہیں، فرمایا عائشہ کو، عرض کیا مردوں میں؟ فرمایا اس کا باپ ابو بکر، پھر عرض کیا ان کے بعد کس کا مقام ہے، فرمایا عمر بن خطاب کا“ (روضہ الصفاء جلد ۲ ص ۳۸۰)

## شیخ ابوالحسن علی بن حسین مسعودی کا فیصلہ

مشہور شیعہ مورخ ابوالحسن علی مسعودی نے لکھا ہے۔

☆ ”امیر معاویہ نے ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباس سے پوچھا ابو بکر کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ فرمایا، اللہ رحم کرے ابو بکر پر، خدا کی قسم وہ قرآن پڑھنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے گناہوں سے واقف رہنے والے، اللہ سے ڈرنے والے، شبہات سے منع کرنیوالے، معروف کا حکم کرنیوالے، رات کو جاگنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، تقویٰ میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے، زہد اور عفت کے سردار تھے، جس نے ابو بکر پر اعتراض کیا، اللہ اس پر اپنا غضب نازل فرمائے“ (مروج الذهب جلد ۳ ص ۵۵)

## مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مفسر فیض کاشانی نے تسلیم کیا ہے کہ حضور صلی

اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکر کو خلافت ملے گی، ان کے بعد تمہارے والد عمر کو خلافت ملے گی، انہوں نے عرض کیا حضور آپ کو کس نے بتایا، فرمایا اللہ علیم وخبیر نے (تفسیر صافی جلد ۴ ص ۷۱۶)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ہم امامان اہل بیت رضوان اللہ علیہم کے مبارک فیصلے نقل کرتے ہیں تاکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان و عظمت مزید نکھر کر سامنے آجائے۔ اور بند آنکھوں کو نور کی کرن نصیب ہو جائے۔

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

تاجدار اہل اہل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

☆ ”اسلام کے اعتبار سے سب سے افضل اور اللہ اور اسکے رسول کی خیر خواہی میں سب سے بہتر خلیفہ ابوبکر صدیق تھے اور ان کے خلیفہ عمر فاروق تھے مجھے قسم ہے کہ اسلام میں ان دونوں کا عظیم رتبہ ہے۔ انکے وصال کے بعد اسلام پر بہت سخت دور آیا، اللہ ان دونوں پر رحم فرمائے اور انہیں انکے اعمال کا بہترین اجر عطاء فرمائے“ (ابن مثم شرح نبج البلاغہ جلد ۴ ص ۳۶۲)

☆ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا اور ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا، یہ دونوں سیرت و کردار میں بلند پایہ انسان تھے، انہوں نے امت میں خوب انصاف کیا ہمیں ان دونوں سے یہ شکایت تھی کہ وہ ہم سے پوچھے بغیر خلیفہ بن گئے لیکن ہم نے ان کی اس غلطی کو معاف کر دیا“ (واقعہ صفین ص ۱۳۹)

☆ ”ابوبکر و عمر عادل اور منصف امام تھے دونوں حق پر رہے اور دونوں کا حق پر وصال ہوا قیامت کے روز ان دونوں پر اللہ کی رحمت نازل ہو“ (اتحاق حق ص ۱۶)

☆ ”تم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گواہ بن جاؤ کہ انہوں نے ابوبکر کو خلیفہ بنایا ہے“ (تفسیر صافی جلد ۲ ص ۵۶۱)

### حضرت حسن مجتبیٰ کا فیصلہ

عکس رسول جگہ گوشہ بتول حضرت سیدنا حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا۔

☆ ”میں مسلمانوں کی ولایت تمہیں اس شرط پر سپرد کرتا ہوں کہ تم اللہ کی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفائے راشدین کی سیرت کے مطابق عمل کرو گے“ (کشف الغمہ فی معرفۃ الاممہ جلد ۱ ص ۵۷۰)

### حضرت زین العابدین کا فیصلہ

امام برحق سیدنا حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عراقی وفد آیا اور اس نے حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کی شان میں نازیبا الفاظ ادا کئے آپ نے فرمایا ”میرے سامنے سے دور ہٹ جاؤ اللہ تمہیں اس بدکلامی کی سزا دے“ (جالالین جلد ۱ ص ۳۹۳)

### حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ

امام برحق سیدنا حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

☆ ”ہجرت کی رات جبرئیل نے آپ کو اللہ کا پیغام پہنچایا کہ آپ اپنے ساتھ ابوبکر کو لے لیں، کیونکہ اس نے آپ سے محبت کی ہے، آپ کی معاونت کی ہے۔ آپ کا بوجھ اٹھایا ہے۔ اور آپ کے ساتھ معاہدوں میں ثابت قدم رہا ہے، جنت میں آپ کا رفیق ہوگا“ (تفسیر حسن عسکری ص ۲۳۱)

## حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

امام برحق حضرت سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

☆ ”ہاں ابوبکر کیا ہی اچھے ہیں صدیق ہیں، صدیق ہیں، صدیق ہیں، جو ان کو صدیق نہ مانے، خدا دنیا و آخرت میں اسکی تصدیق نہ فرمائے“ (کشف الغمہ ص ۳۶۰)

## حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صدیق نے مجھے دو مرتبہ جنائز (اتحاق حق ص ۷)

## عظمت فاروق اعظم

اب ذیل میں عظمت فاروق اعظم پر شیعہ حضرات کے حوالہ جات بیان کئے جاتے ہیں۔

## علامہ محمد بن خاوند شاہ کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مایہ ناز مورخ علامہ محمد بن خاوند شاہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول ایمان کا واقعہ بڑی تفصیل کے ساتھ لکھنے کے بعد

لکھتے ہیں۔

☆ ”کافر حضرت عمر کی طرف متوجہ ہوئے“ حضرت عمر نے ان تمام کو کعبہ کے ارد گرد سے بھگا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ کعبہ شریف میں آئے اور باجماعت نماز ادا کی اور یہ آیت یا ایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین، نازل ہوئی“..... مختصر یہ کہ ملت اسلامیہ کو ان کے ایمان لانے سے بہت تقویت ہوئی اور اہل توحیدان کی موافقت کی وجہ سے مضبوط دل ہو گئے اور غالب آ گئے“ (روضۃ الصفاء جلد ۲)

(۲۸۴)

## مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مورخ و شاعر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے قبول ایمان کا واقعہ منظوم لکھتے ہیں، چند اشعار ملاحظہ فرمائیے۔

چو در باز کردند بر روی او	در آمد عمر بالب عذر گو
گرفتش ببر سرور انبیاء	نشاندش بجائے کہ بودش سزا
بگفتند اصحاب ہم تہنیت	وزاں پیشتر یافت دیں تقویت
پس اصحاب دیں راشد ایں مدعا	کہ از خدمت سرور انبیاء
بسوی حرم آشکارا روند	نماز جماعت بجا آوردند
رسید ایں سخن چوں بعرض رسول	زخیر البشر یافت عز و قبول

## علامہ عبدالحمید المعروف ابن حدید کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور علامہ ابن حدید نے تسلیم کیا ہے۔

☆ ”جب عمر بن خطاب برہنہ تلوار لئے بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عمر ہے اے اللہ! عمر کے ذریعہ اسلام کو عزت عطا کر دے، عمر نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ یقیناً اللہ کے رسول ہیں۔ وہاں موجود تمام لوگوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا، جس کو مسجد میں موجود مشرکین نے سنا“ (شرح ابن حدید جلد ۳ ص ۱۴۳)

☆ ”حضرت عمر زخمی ہو کر بیہوش ہو گئے، کسی نے کہا نماز آپ کو ہوش آ گیا اور نماز پڑھی، پھر فرمایا اللہ کی قسم میں نماز کو نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ جس نے نماز چھوڑ دی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، آپ نے نماز پڑھی اور زخموں سے خون نکل رہا تھا“ (شرح ابن حدید جلد ۳ ص ۱۴۶)

### علامہ ابن داؤد دنیوری کا فیصلہ

مشہور شیعہ مورخ علامہ ابن داؤد دنیوری لکھتے ہیں۔

☆ ”حضرت علی رضی اللہ عنہ بارہ رجب بروز پیر ۲۶ھ کو کوفہ میں تشریف لائے، آپ سے عرض کیا گیا کہ قصر امارت میں ٹھہریں، آپ نے فرمایا، ہرگز نہیں! کیونکہ ایسی جگہ میں حضرت عمر ٹھہرنا پسند نہیں فرماتے تھے، اس لئے میں عام مکان میں قیام کروں گا“ (الاخبار الطوال ص ۱۵۶)

### علامہ ابن شہر آشوب کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند مورخ ابن شہر آشوب نے تسلیم کیا ہے۔

☆ ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک سے فرمایا کہ تیری کیا شان ہوگی جب تجھے میرے بعد کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے، لہذا جب

ایران فتح ہوا تو عمر فاروق نے سراقہ بن مالک کو طلب کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری کرتے ہوئے ہوئے سراقہ کے ہاتھوں میں کنگن پہنا دیئے“ (مناقب ابن شہر آشوب جلد ۱ ص ۱۰۹)

## مفسر فیض کاشانی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مشہور مفسر فیض کاشانی نے آیت یومئذ یفرح المؤمنون بنصر اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے۔

☆ ”جب مسلمانوں نے فارس کی لڑائی لڑی تو اس کی فتح پر مسلمان اللہ تعالیٰ کی مدد پر بہت خوش ہوئے۔ بیشک فارس پر حضرت عمر کے دور میں مومنوں کو غلبہ نصیب ہوا“ (تفسیر صافی جلد ۲ ص ۲۹۵)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اس موضوع پر اب ہم ان متفقہ شخصیات کے فیصلے رقم کرتے ہیں جو فریقین کے نزدیک نہایت قابل احترام ہیں۔

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

☆ ”عمر فاروق“ حضرت ابوبکر صدیق کے بعد خلیفہ ہوئے امر خلافت کو مستحکم کیا اور سب پر تسلط حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ اسلام مضبوط ہو گیا جس طرح کہ اونٹ آرام کے وقت گردن زمین پر رکھ دیتا ہے“ (فیض الاسلام شرح نج البلاغ ص ۳۰۰)

☆ ”میرے نزدیک کوئی عمل اس سے زیادہ پسندیدہ نہیں کہ جب میں

اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں تو اس کفن پوش (عمر) کے اعمال نامے کے ساتھ ملاقات کروں“ (معانی الاخیار ص ۴۱۲)

☆ ”ایک شخص نے حضرت ابوبکر و عمر کو گالی دی، حضرت علیؑ نے اس کو طلب فرمایا، گواہی ملنے کے بعد اسے سزا دی گئی“ (کشف الغمہ)

☆ ”اگر میرے پاس کوئی آدمی آئے اور مجھے ابوبکر و عمر سے انصاف سمجھے تو میں اسے ضرور مفتری کی حد کے مطابق درے ماروں گا“ (رجال شمس ص ۳۳۸)

☆ ”حضرت ابوبکر و عمر کی محبت ایمان ہے اور انکا بغض کفر ہے“ (رجال شمس ص ۳۳۸)

☆ ”اللہ تعالیٰ فلاں شخص (عمر) کے شہروں میں برکت دے، جس نے کبھی کو دور کیا، مگر اہوں کو راہ راست پر لائے، بیماری کا علاج کیا، شہر والوں کو مسلمان کیا اور سنت طریقتہ کو جاری کیا“ (فیض الاسلام جلد ۴ ص ۷۱)

## حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

امام برحق حضرت سیدنا محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”میں عمر کی فضیلت کا منکر نہیں ہوں لیکن ابوبکرؓ عمر سے افضل ہیں“ (اجتاج طبری جلد ۲ ص ۲۴۷)

☆ ”(سوال کیا گیا کہ کیا ابوبکر و عمر نے آپ کے حقوق میں ظلم کیا ہے؟) آپ نے فرمایا ”نہیں! اللہ کی قسم جس نے اپنے رسول پر کتاب نازل فرمائی، ان دونوں نے ہمارے حقوق کے متعلق ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ظلم

نہیں کیا،“ عرض کیا گیا کہ ان سے محبت رکھنی چاہیے فرمایا ”ہاں! تم دونوں سے دنیا و آخرت میں محبت کرو“ (شرح ابن حدید)

## عظمت عثمان غنی

اب ذیل میں عظمت عثمان غنی پر شیعہ حضرات کے حوالہ جات بیان کئے جاتے ہیں۔

### مجتہد علی نقی کا فیصلہ

شارح نہج البلاغہ مجتہد علی نقی نے لکھا ہے۔

☆ ”حضرت عثمان قرابت کے اعتبار سے حضرت ابوبکر و عمر کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں۔ پھر انہوں نے داماد رسول ہونے کے حوالے سے وہ مرتبہ حاصل کیا جو ابوبکر و عمر کو نہ مل سکا، حضرت عثمان نے حضرت رقیہ و ام کلثوم سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں تھیں، پہلے حضرت رقیہ سے شادی فرمائی، انکے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے انکا نکاح ہوا“ (فیض الاسلام جلد ۳ ص ۵۱۹)

### مرزا محمد رفیع مشہدی کا فیصلہ

مشہور شیعہ شاعر و مورخ مرزا مشہدی نے لکھا ہے۔

بو سید عثمان زمین و زمان  
چوں او رفت اصحاب روز دگر  
بمقصد رواں شد جو تیر از کماں  
بگفتند چندیں بہ خیر البشر  
خوشا حال عثمان با احترام  
کہ شد قسمتش حج بیت الحرام

رسول خدا چوں شنید ایں سخن      پیا سخ چنیں گفت با انجمن  
بعثمان ندا دیم ماریں گماں      کہ تنها کند طواف آں آستان  
(حملہ حیدری ص ۱۱۹)

## علامہ یعقوب کلینی کا فیصلہ

مشہور شیعہ عالم علامہ یعقوب کلینی نے بھی بیعت رضوان کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

☆ ”رسول اللہؐ نے اپنا ایک ہاتھ مبارک دوسرے ہاتھ مبارک پر مارا اور حضرت عثمان کیلئے بیعت لی، اور مسلمانوں نے عرض کی کہ حضرت عثمان بڑے خوش نصیب ہیں، جنہوں نے بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ کی سعی کی سعادت حاصل کی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ”حضرت عثمان نے ایسا نہیں کیا ہوگا، جب حضرت عثمان حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا، تو انہوں نے عرض کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف نہیں کیا تو میں کیسے کر سکتا تھا“ (کتاب الروضہ جلد ۸ ص ۳۲۵)

## علامہ فتح اللہ کاشانی کا فیصلہ

شیعی مفسر ملا فتح اللہ کاشانی نے لکھا ہے۔

☆ ”ان مومنوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا جنہوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی“ (تفسیر منج الصادقین جلد ۸ ص ۳۶۵)

زبان میری ہے بات ان کی

## علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ

شیعی مورخ علامہ باقر مجلسی نے لکھا ہے۔

☆ ”جب مشرکین نے عثمان کو گرفتار کر لیا اور حضور کو خبر ہو گئی کہ انہوں نے عثمان کو قتل کر دیا ہے، حضور نے فرمایا ہم مشرکین کے ساتھ لڑائی کئے بغیر یہاں سے نہیں اٹھیں گے“ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۷۱۶)

☆ ”حضرت رقیہ اور ام کلثوم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ کے بطن پاک سے صاحبزادیاں تھیں، ان کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا“ (حیات القلوب جلد ۲)

## علامہ ابن الحسن طبرسی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند مفسر علامہ ابوالحسن طبرسی نے لکھا ہے۔

☆ ”جہشہ کی طرف خفیہ ہجرت کرنے کے لئے گیارہ مرد اور چار عورتیں نکلیں جن میں حضرت عثمان بن عفان اور ان کی زوجہ محترمہ رقیہ جو رسول اللہ کی دختر پاک تھیں، بھی شامل تھے“ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ ص ۲۳۲)

## علامہ عباس قمی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے نامور مورخ علامہ عباس قمی نے لکھا ہے۔

☆ ”قرب الاسناد میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے پیدا ہوئی، وہ حضرت طاہر، حضرت قاسم، حضرت فاطمہ، ام کلثوم،

رقیہ اور زینب ہیں، حضرت فاطمہ کا نکاح امیرالمومنین سے ہوا، حضرت زینب کا نکاح ابوالعاص سے ہوا، حضرت رقیہ اور ام کلثوم کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان بن عفان سے ہوا، (نتیجہ الآمال جلد ۱ ص ۷۹ فصل ۸)

## علامہ حاجی ہاشم خراسانی کا فیصلہ

شیعہ مسلک کے مشہور تاریخ دان علامہ حاجی ہاشم خراسانی نے لکھا ہے۔  
 ☆ ”اما مخدوہ مکرمہ ام کلثوم اسم شریفش آمنہ بود بعد از جناب رقیہ بعثمان تزویج شد لہذا عثمان ذوالنورین می گویند مخدوہ مکرمہ حضرت ام کلثوم کا نام شریف آمنہ تھا، ان کا نکاح حضرت رقیہ کے بعد حضرت عثمان سے ہوا، لہذا حضرت عثمان کو (ان دو صاحبزادیوں کی بدولت) ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہتے ہیں“ (نتیجہ التواریخ ص ۲۹)

## علامہ فضل بن حسن طبرسی کا فیصلہ

علامہ فضل بن حسن طبرسی نے لکھا ہے۔  
 ☆ ”رقیہ بنت رسول کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمان غزوہ بدر میں شریک ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں بدر کے اجر و ثواب میں شریک فرمایا تھا“ (اعلام انوری ص ۱۳۸)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں عظمت عثمان غنی پر ان متفقہ شخصیات کے فیصلے پیش کئے جاتے ہیں جن کی تعلیمات پر فریقین کو ناز ہے۔

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ سے کہا:

☆ بیشک لوگ میرے پیچھے ہیں جو مجھے آپ کے اور اپنے درمیان سفیر

بنا کر لائے ہیں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں آپ کو کیا کہوں، میں ایسی کوئی

بات نہیں جانتا جسے آپ نہ جانتے ہوں اور آگے کوئی ایسا امر نہیں پہنچا سکتا

جسے آپ نہ پہچانتے ہوں۔ ہم نے کسی چیز میں آپ سے سبقت نہیں کی جس

سے آپ کو خبردار کریں۔ جو کچھ ہم نے دیکھا، وہی کچھ آپ نے دیکھا، جو کچھ

ہم نے سنا، وہی کچھ آپ نے سنا، جیسی ہم نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اختیار

کی ویسی آپ نے اختیار کی، ابن خطاب اور ابن ابوقحافہ عمل حق میں آپ سے

افضل نہیں ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے زیادہ قریب ہیں

اور آپ پیغمبر کی دامادی کے شرف سے مشرف ہیں، یہ وہ مرتبہ ہے جس پر وہ

دونوں نہ پہنچ سکے“ (منہج البلاغہ ۱۶۳ ص ۲۳۴)

☆ ”شہادت عثمان کے بعد حضرت علی ان کے گھر غم زدہ داخل ہوئے

اور اپنے دونوں بیٹوں کو فرمایا، تم دونوں دروازے پر تھے تو ایسے میں

امیر المؤمنین کیسے قتل ہو گئے اس کے بعد امام حسن کے منہ پر طمانچہ مارا، امام

حسین کے سینہ پر مکہ رسید کیا“ (مروج الذهب ۳ ص ۳۴۵)

☆ ”درخت کے نیچے بیعت کبریٰ والوں میں پہلا میں ہوں“ (منہج الصادقین

جلد ۸ ص ۳۶۸)

اس جملے سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان سے شدید محبت تھی، کیونکہ درخت کے نیچے بیعت حضرت عثمان کے قصاص کے لئے لی گئی تھی۔

## حضرت امام جعفر صادق کا فیصلہ

امام برحق حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”بنی عباس کا اختلاف بھی یقینی ہے۔ اور ندا بھی یقینی ہے، محمد بن علی

حلبی نے پوچھا کہ ندا کیسی ہے؟ فرمایا ایک آواز دینے والا دن کے آغاز پر آسمان سے ندا کرتا ہے، کہ ”جان لو بیشک علی اور انکے پیروکار ہی کامیاب ہیں اور دن کے اختتام پر بھی ایک ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ ”خبردار عثمان اور

ان کے پیروکار ہی کامیاب ہیں“ (فروع کافی جلد ۸ ص ۳۱۰)

## حضرت امام علی رضا کا فیصلہ

امام برحق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ امیر فوج حضرت

عبداللہ بن عامر نے خراسان فتح کیا تو عجمیوں کے بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی دو لڑکیاں اسکے ہاتھ لگیں، ان دونوں کو حضرت عثمان کے پاس بھیجا گیا۔

انہوں نے ایک لڑکی حضرت حسن اور ایک لڑکی حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو عطا کر دی۔ یہ دونوں اولاد والی ہو کر فوت ہوئیں، امام حسین کی زوجہ سے

حضرت زین العابدین پیدا ہوئے“ (تنقیح المقال جلد ۳ ص ۸۰)

## باہمی تعلقات

ہمارا عقیدہ ہے کہ خلفاء راشدین اور اہل بیت پاک کے خاندانوں کے درمیان بہت قریبی تعلقات قائم تھے، وہ عظیم لوگ رحماءِ بیٹھم کی عملی تفسیر تھے، ایک دوسرے کی عظمت و کرامت کے معترف تھے اور آپس میں نہایت گہرے رشتے دار تھے، ان حقائق کا ثبوت شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔

☆ ”حضور ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اس وقت حضرت عائشہ کی عمر دس سال تھی اور حضور کی عمر تیرپن سال تھی“ (نتج التواریخ ص ۲۴)

☆ ”حضور ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کی صاحبزادی حفصہؓ سے ہجرت کے دوسرے سال نکاح فرمایا“ (ایضاً ص ۲۵)

☆ ”حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں سے جس نے مجھ سے شادی کی اور جس کو مجھ سے شادی ملی وہ دوزخ میں نہیں جائے گا“ اللہ تعالیٰ نے اس کا مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس حدیث کو شیعہ و سنی حضرات نے بیان کیا ہے“ (لوامع التذیل جلد ۲ ص ۴۷۶)

اسی کتاب میں اس حدیث کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ ”جس نے مجھ سے دختر کا نکاح کیا یا جس سے میں نے دختر کا نکاح کیا، وہ جہنم میں نہیں جائیگا“ ☆

☆ ”سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد تھے“ (شرح ابن حدید جلد ۴ ص ۵)

☆ ”سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے عائشہ بنت عثمان کا رشتہ مانگا جو منظور کر لیا گیا“ (مناقب آل ابی طالب جلد ۴ ص ۳۹)

☆ ”امام حسن رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی حضرت عائشہ سے نکاح فرمایا“ (ایضاً ص ۴۰)

☆ ”حضرت حسن ثنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی فاطمہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن عمرو سے نکاح فرمایا“ (تاریخ تواریخ جلد ۶ ص ۵۳۳)

☆ ”حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت فاطمہ الزہراءؓ کی شہزادی ام کلثوم زینب صفریٰ کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے ہوا“ (نتیجہ آمال جلد ۱ ص ۲۱۷)

☆ ”حضرت علیؓ نے حضرت عمر کے وصال کے بعد ام کلثوم کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے“ (فروع کافی جلد ۶ ص ۱۱۵)

☆ ”یہ روایت شیعہ حضرات کی صحاح اربعہ کی کتاب استبصار جلد ۳ ص ۳۵۲ پر بھی موجود ہے۔

☆ ”اگر نبی نے اپنی بیٹی عثمان کو عطا فرمائی تو علی نے اپنی بیٹی عمر کو عطا فرمائی“ (مجالس المؤمنین جلد ۱ ص ۲۰۴)

☆ ”امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور انکا بیٹا زید بن عمر بن خطاب ایک ہی ساعت میں فوت ہوئے“ (تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳)

☆ ”شیخ حرنے رسائل شیعہ میں حضرت عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ ام کلثوم اور ان کے فرزند زید بن عمر کا جنازہ اٹھایا گیا، جنازہ میں امام

حسن، امام حسین عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شریک ہوئے۔ امام کے قریب لڑکے کی میت رکھی اور اس کے پیچھے ام کلثوم کی میت رکھی اور کہا کہ یہی سنت طریقہ ہے، پس معلوم ہوا کہ حضرت ام کلثوم بنت فاطمہ واقعہ کر بلا میں شریک نہ تھیں“ (منتخب التواریخ ص ۱۱۴) ام کلثوم صغریٰ جو کر بلا میں شریک ہوئیں وہ حضرت علی کی کسی اور زوجہ محترمہ سے تھیں۔ اس پر شیعہ حضرات کی کتابیں گواہ ہیں، حضرت عمر کا نکاح ام کلثوم کبریٰ سے ہوا جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لطن پاک سے پیدا ہوئیں، کشف الغمہ میں بھی حضرت علی کی اولاد میں ام کلثوم کبریٰ اور ام کلثوم صغریٰ کا ذکر ہے۔

☆ ”حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے نکاح میں دی، حضرت صادق نے فرمایا، کیوں نہیں“ (حیات القلوب جلد ۲)

☆ ”حضور ﷺ نے فرمایا اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں عثمان کے نکاح میں دے دیتا“ (شرح ابن حدید جلد ۳ ص ۴۶۰)

☆ ”حضرت علی المرتضیٰ کے تین بیٹوں کے نام ابو بکر، عمر اور عثمان تھے“ (منتہی الآمال جلد ۱ ص ۳۶)

نوٹ: بیٹوں کے نام رکھنا کیا خلفاء ثلاثہ کی محبت کی دلیل نہیں؟



باب پانزدہم

صحابہ کرام کی عظمت

## صحابہ کرام کی عظمت

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کے تمام صحابہ کرام اللہ تعالیٰ کے مقبول تھے اللہ تعالیٰ نے ان عظیم لوگوں کو اپنے محبوب کی صحبت و خدمت کیلئے چن لیا تھا، انکے ساتھ حسن آخرت کا وعدہ فرمایا اور انہیں امت اسلامیہ میں درجہ امتیاز پر فائز فرمایا۔ اس عقیدے کے نقوش شیعہ حضرات کی مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

## شیخ عباس قمی کا فیصلہ

شیعی مورخ شیخ عباس قمی رقم طراز ہیں۔

☆ ”تمام صحابہ کرام ایک دوسرے کیساتھ عدالت، انصاف اور احسان کے ساتھ پیش آتے تھے، ایک دوسرے کو تقویٰ و پرہیزگاری کی تلقین فرماتے تھے، اور ایک دوسرے کیساتھ تواضع اور شگستگی سے ملتے تھے، بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر رحم کرتے تھے، اور غریبوں کی رعایت فرماتے تھے“ (منہی لا مال جلد ۱)

(س ۲۳)

## علامہ کاشانی کا فیصلہ

شیعی مفسر علامہ کاشانی نے وعد اللہ الحسنی کے تحت لکھا ہے۔

☆ ”جن لوگوں نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا اور جہاد کیا اور جنہوں نے فتح مکہ سے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے ان سب سے بہترین جزا کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ جنت ہے۔ لیکن اس میں درجات خرچ کرنے کے اعتبار سے ہوں گے“ (تفسیر منج الصادقین جلد ۹ جلد ۱۷۱)

## علامہ ابوالحسن طبرسی کا فیصلہ

☆ شیعی مفسر علامہ ابوالحسن طبرسی آیت ”لقد رضی اللہ“ کے تحت لکھتے ہیں۔  
 ”اللہ تعالیٰ یقیناً ان ایمان والوں سے رضی ہو گیا جنکی تعداد مشہور روایات کے مطابق پندرہ سو پچیس 1525 ہے۔ ان لوگوں نے حدیبیہ کے مقام پر درخت کے نیچے بیعت کی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں کیونکہ اللہ نے ان سے اپنی رضا کا وعدہ فرمایا تھا۔ اور اس کی رضا دراصل ان کی تعظیم کے ارادے اور ان کی ثابت قدمی کے ذریعے ظاہر فرمائی تھی..... تو اللہ انکے صدق نیت کو جانتا تھا جو جہاد کے بارے میں انکے رویے میں موجود تھا۔ کیونکہ انکی بیعت جہاد کی خاطر تھی، اور یہ بھی کہا گیا کہ انکے دلوں میں یقین، صبر اور وفا کے جذبے تھے اللہ کو ان کا اچھی طرح علم تھا۔ اللہ نے ان پر سکینہ نازل فرمائی جو انکے دلوں کی مضبوطی اور تسلی کا باعث ہوئی“ (مجمع البیان جلد ۵ ص ۱۱۶)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں ہم صحابہ کرام کی عظمت پر ان متفقہ شخصیات کے فیصلے نقل کرتے ہیں جن کی محبت ہمارے لئے سرمایہ ایمان ہے۔

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ کا کلام بلاغت نظام صحابہ کرام کی شان و عظمت کے بیان سے بھرا ہوا ہے۔ چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیے۔

☆ ”کہاں ہے وہ گروہ جنہیں اسلام کی طرف بلایا جاتا تھا اور وہ اسے قبول کر لیتے تھے وہ قرآن کو پڑھتے تھے اور اپنے اعتقادات کو اس کے ساتھ مضبوط کرتے تھے جہاد کیلئے براہیختہ ہوتے تھے اور اپنی دودھ دینے والی اونٹنیوں کو ان کی اولاد سے جدا کر دیتے تھے۔ اور تلواروں کو نیاموں سے کھینچ لیتے تھے۔ اور وہ دستہ دستہ اور گروہ گروہ ہو کر اطراف زمین پر چھا جاتے تھے۔ اس پر قبضہ کر لیتے تھے۔ بعض ان میں ہلاک ہو جاتے تھے اور بعض نجات پا جاتے تھے۔ یہ زندہ رہنے والوں کی زندگی پر انہیں خوشخبری کی آواز تھی اور نہ مرنے والوں کی تعزیت میں مصروف ہوتے تھے۔ ان کی آنکھیں روتے روتے تباہ ہو گئی تھیں ان کے شکم روزہ رکھتے رکھتے لاغر ہو گئے تھے دعائیں کرتے کرتے انکے ہونٹ سوکھ گئے تھے شب بیداریوں سے زردیاں ان پر چھا گئیں تھیں سجدوں کا غبار ان کے چہروں پر موجود رہتا تھا وہ لوگ میرے بھائی تھے جو چلے گئے ہم پر لازم ہے کہ ان کی ملاقات کے پیاسے رہیں اور انکی جدائی پر اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹا کریں“ (نیرنگ نصاحت ترجمہ نوح البانہ ص ۱۷۱)

☆ ”اب میری دعا ہے اور میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ پروردگار عالم میرے اور تمہارے درمیان تفرقہ اندازی کر دے اور مجھے ان لوگوں کے

ساتھ ملحق فرمادے جو تم سے زیادہ میرے لئے سزاوار ہوں۔ وہ ایسے لوگ تھے، خدا کی قسم! ان کی رائیں اور تدبیریں مامون و مبارک تھیں۔ وہ دانش مندانہ اور حکیمانہ بردباریوں کے مالک تھے۔ وہ راست گفتار، وہ بغاوت اور جور و ستم کو ختم کرنے والے تھے، گزر گئے دریاں حالانکہ ان کے پاؤں طریقہ اسلام پر مستقیم تھے، وہ راہ واضح پر چلے اور ہمیشہ رہنے والی سرائے عقبیٰ میں فتح و فیروزی حاصل کی نیک اور گوارا کرامتوں سے فیض یاب ہو گئے، (ایضاً ص ۱۶۸)

☆ ”میں نے محمد ﷺ کے اصحاب کو دیکھا ہے، تم میں کوئی بھی ان کی نظیر دکھائی نہیں دیتا۔ وہ اس حالت میں صبح کرتے تھے کہ الجھے ہوئے بال غبار آلود چہرے ان کی راتیں قیام اور سجود میں گزرتی تھیں، کبھی انکی پیشانیاں صرف سجود ہوتی تھیں، کبھی وہ اپنے معاد سے ایسے ہو جاتے تھے جیسے بقیہ خرما، سجدوں کے طول سے ان کی آنکھوں کے درمیان گھٹے پڑ کر ایسے ہو گئے تھے۔ جیسے بکریوں کے زانو، جب خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا تو ان کی آنکھیں اشکبار ہوتی ہوئیں جب و دامن کو ترتر کر دیتی تھیں، وہ خوف عقوبت اور امید ثواب سے ایسے لرزتے تھے جیسے آندھی کے وقت درخت جنبش کیا کرتے ہیں“ (ایضاً ص ۱۳۲)

☆ ”میں تمہیں، اصحاب رسول کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ کسی کو برا نہ کہو، کیونکہ انہوں نے آپ کے بعد کوئی کام خلاف اسلام نہیں کیا، اور نہ ہی ایسا کر نیوالوں کو دوست بنایا۔ اور پناہ دی، رسول اللہ نے بھی انکے متعلق یہی وصیت فرمائی ہے۔ (۱۱۱ مای جلد ۲ ص ۱۳۶)

☆ ”میں تمہیں نماز، زکوٰۃ، اور جہاد کی وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ نبی پاک کے کسی صحابی کو گالی نہ دینا“

## حضرت امام حسن عسکری کا فیصلہ

امام برحق حضرت حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔

☆ ”آل محمد کو تمام انبیاء کی آل پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد ﷺ کو تمام انبیاء پر..... اصحاب محمد کو دیگر انبیاء کے اصحاب پر ویسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی محمد ﷺ کو تمام رسولوں پر..... اسی طرح امت محمدی تمام امتوں سے اشرف و اعلیٰ ہے“ (آثار حیدری ترجمہ تفسیر حسن عسکری ص ۲۷)

## حضرت امیر معاویہؓ

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضور سرور کائنات ﷺ کے بردار نسبتی ہیں، پاک صحابی ہیں، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف ان سے بعض اجتہادی خطائیں سرزد ہوئیں اور مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب حاصل ہوتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا امیر تسلیم کر لیا۔ اور تمام مسلمان ان کی ذات پر اکٹھے ہو گئے، جب رسول اللہ ﷺ کے شہزادوں نے ان کو معاف کر دیا تو کسی اور کو ان پر اعتراض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں، شیعہ حضرات کی مستند کتابیں ہماری تائید کر رہی ہیں۔

## شیخ محمد بن عمر الکشی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے بلند پایہ محدث و مورخ شیخ محمد بن عمر الکشی نے لکھا ہے۔

☆ ” حضرت امیر معاویہ نے حضرت حسن بن علی کو لکھا کہ آپ خود امام حسین اور اصحاب علی کے ہمراہ تشریف لائیں اس پیغام کے ملتے ہی وہ روانہ ہوئے، قیس بن سعد بن عبادہ بھی ہمراہ تھے۔ سب شام پہنچے، امیر معاویہ نے ایک خطیب مقرر کیا جس نے امام حسن سے کہا کہ اٹھیے اور بیعت کیجئے، وہ اٹھے اور بیعت کی، پھر امام حسین کو بھی یہی کہا گیا، وہ بھی اٹھے اور بیعت کی، پھر قیس بن سعد سے کہا گیا تو انہوں نے امام حسین کی طرف دیکھا، انہوں نے فرمایا امام حسن میرے امام ہیں، (جب انہوں نے بیعت کر لی تو تجھے اس پر کیا اعتراض ہے) (رجال کشی ص ۱۰۲)

نوٹ

ذرا غور کرنا چاہیے کہ اگر یزید اور امیر معاویہ میں کوئی فرق نہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کیوں کی؟ کربلا تو امیر معاویہ کے دور میں برپا ہونی چاہیے تھی، امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے امام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیعت کرنا ان کے امیر المومنین ہونے کی دلیل ہے، اب لوگوں کو چاہیے کہ ان پاکبازوں کے امیر کو برا نہ کہیں۔

## مرزا محمد تقی کا فیصلہ

لسان الملک مرزا محمد تقی نے لکھا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید سے کہا تھا۔

زبان میری ہے بات ان کی

☆ ”اے بیٹا ہوس نہ کرنا اور خبردار جب تو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو تو تیری گردن میں حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کا خون نہ ہو۔ ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور تو ہمیشہ عذاب میں رہے گا“ پھر ابن عباس کی روایت بیان فرمائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! اس شخص سے برکت اٹھالے جو میرے حسین کی حرمت میں کمی کرے۔ امیر معاویہ نے یہ کہا اور ان کو غشی آگئی“ (ناخ التواریخ جلد ۶ ص ۱۱۱)

☆ ”امیر معاویہ کا معمول تھا کہ وہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے حضرت امام کی خدمت میں ارسال کیا کرتے تھے اس کے علاوہ بہت قیمتی تحائف بھی بھیجا کرتے تھے“ (ایضاً جلد ۶ ص ۷۸)

### ملا باقر مجلسی کا فیصلہ

ملا باقر مجلسی نے بھی اعتراف کیا ہے کہ امیر معاویہ نے یزید کو وصیت کی تھی۔  
☆ ”ان کی قرابت رسول کو یاد رکھنا اور انکے افعال کا محاسبہ نہ کرنا اور میرے قائم کردہ تعلقات کو مت توڑنا اور خبردار ان کو کوئی تکلیف نہ دینا“ (جلد ۲ ص ۳۲۲)

### علامہ احمد بن داؤد دنیوری کا فیصلہ

مشہور شیعہ مورخ علامہ دنیوری نے لکھا ہے کہ  
☆ ”مورخین کا قول ہے کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما نے پوری زندگی امیر معاویہ سے کوئی ناپسندیدہ اور غلط بات نہ دیکھی اور نہ سنی اور نہ ہی امیر معاویہ نے ان شرائط سے روگردانی کی جو ان کے درمیان صلح کے وقت انجام

## مجتہد ابو مخنف کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مجتہد اول ابو مخنف نے اپنے مقتل میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لکھا ہے جو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب میں ارسال فرمایا۔

☆ ”آپ کا رقعہ ملا، اس کی تحریر کو سمجھا، میرے بھائی امام حسن نے آپ سے جو معاہدہ کیا ہے، میں اسے ہرگز نہ توڑوں گا اور جو باتیں آپ نے رقم کیں وہ غیبت کرنے والوں اور مسلمانوں کی جماعتوں میں رخنہ ڈالنے والوں نے کیں، خدا کی قسم وہ جھوٹ بولتے ہیں“ امیر معاویہ کو یہ رقعہ ملا تو وہ اپنے ارادے سے رک گئے اور انہوں نے صلہ رحمی سے کام لیا اور ہدیوں میں کوئی کمی نہ آنے دی، امیر معاویہ انہیں ہر سال دس لاکھ دینار دیا کرتے تھے، یہ ان تحائف سے الگ تھے جو وہ حضرت امام کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے“ (مقتل ابی مخنف ص ۶)

☆ ”امام حسن نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی“ (مقتل ابی مخنف ص ۶ جلاء العین ص ۳۹۵ جلد ۱)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

ذیل میں امیر معاویہ کی عظمت و مغفرت پر متفقہ شخصیات کے فیصلے نقل کئے جاتے ہیں تاکہ فریقین کو سرور و سکون نصیب ہو جائے۔

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

زبان میری ہے بات ان کی

حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں واضح طور پر فرمایا ہے۔

☆ ”حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور انکا خدا ایک ہے، رسول ایک ہے۔ دعوت اسلام ایک ہے، ہم خدا پر ایمان لانے، اسکے رسول کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں، نہ وہ ہم پر فضل و زیادتی کے طلبگار ہیں، ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتدا یہ ہوئی کہ خون عثمان میں اختلاف پیدا ہو گیا، حالانکہ ہم اس سے بری تھے“ (نیرنگ فصاحت ترجمہ نچ البلاغت ص ۳۶۷)

☆ ”ہم نے ان کو کفر کی وجہ سے نہیں مارا اور نہ ہی انہوں نے ہمیں کفر کی وجہ سے مارا، بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے“ (ترب الاسناد جلد ۱ ص ۴۵)

## حضرت امام باقرؑ کا فیصلہ

امام برحق حضرت محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”حضرت علیؑ جنگ جمل میں شریک کسی کو بھی مشرک اور منافق نہ سمجھتے تھے، بلکہ آپ فرماتے تھے کہ ہمارے بھائیوں نے ہی ہمارے خلاف بغاوت کر دی“ (ترب الاسناد جلد ۱ ص ۴۵)

نوٹ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے لشکروں کے تمام مسلمان مغفرت و رحمت سے ہمکنار ہوئے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خالد بن داہمہ

نے پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ ان دونوں لشکروں کو ایک ہی جگہ اکٹھا کرے گا؟ عائشہ فرمود کہ رحمت باری سبحانہ و تعالیٰ از ہر چہ دریاں آید وسیع تر است و پچکس را در افعال او مجال چون و چرانست، حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رحمت باری ہر چیز سے وسیع ہے اور کسی کو اس کے کاموں میں چون و چرا کی مجال نہیں، (روضۃ الصفا جلد ۲ ص ۴۸۹) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی کی زبان سے بھی شامیوں کے بارے میں بدگوئی پسند نہیں فرماتے تھے اور آپ انکے حق میں دعا خیر کی تلقین کرتے تھے۔

”اے اللہ ہمارے اور ان کے خون محفوظ فرما اور ہم میں صلح پیدا فرما اور انہیں راہ خطا سے نجات عطا فرما حتیٰ کہ انجان حق سے آشنا ہو جائیں اور جھگڑنے والے جھگڑے سے باز آجائیں“ (الاخبار الطوال ص ۱۶۵)

## حضرت امام حسن کا فیصلہ

امام برحق سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت سے دستبردار ہو کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مصالحت و موافقت پیدا کر لی اور مسلمانوں کے دو گروہوں کو باہمی افتراق سے بچالیا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے ثابت ہے، اِنَّ اَبْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّ اِنَّ اللّٰهَ عَلَّمَهُ، اَنْ يُصْلِحَ بِهِ فِتْنَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَظَمَتَيْنِ، یعنی یہ میرا بیٹا سردار ہے، اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا، (کشف الغمہ جلد ۱ ص ۵۴۶) حضرت امام سے آپ کے قریبوں نے کہا کہ یہ آپ نے کیا ہے تو آپ نے فرمایا:

☆ ”تمہاری بربادی ہو تم جانتے نہیں‘ میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ کی قسم دنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کیلئے بہتر ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام ہوں اور تم پر میری اطاعت فرض ہے۔ اور میں جنت کے دو سرداروں میں سے ایک ہوں جو کہ نص رسول سے ثابت ہے“ (احتجاج طبری جلد ۲ ص ۹ جلاء العین جلد ۱ ص ۴۰۳)

☆ ”امیر معاویہ قوت میں مجھ سے زیادہ نہیں تھے‘ لیکن جو مجھے نظر آ رہا ہے تم اسے نہیں دیکھ سکتے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ تمہارے خون کی حفاظت کے سوا میرا کوئی ارادہ نہیں اور تمہارے معاملات کی اصلاح ہی میرے سامنے ہے‘ تم اللہ کی تقدیر پر راضی رہو اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ جاؤ“ (مقتل ابی مخنف ص ۳)

## حضرت امام حسین کا فیصلہ

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اس معاملے میں اپنے برادر اکبر سے پوری طرح متفق تھے‘ الاخبار الطوال کی روایت ہے۔

☆ ”حجر بن عدی‘ امام حسن کو ملامت کرنے کے بعد باہر نکلا اور عبیدہ بن عمرو کے ساتھ حضرت امام حسین کے پاس آیا‘ دونوں نے کہا اے ابو عبد اللہ! عزت دے کر آپ لوگوں نے ذلت خرید لی‘ تھوڑا لیکر بہت زیادہ چھوڑ دیا‘ آج ہماری بات مان لیں پھر بیشک ساری عمر کوئی بات نہ ماننا‘ آپ امام حسن کو چھوڑ دیں اور ان کے درمیان طے پانے والی صلح توڑ دیں کوفہ سے اپنے شیعوں کو جمع کریں اور اس معاملہ کا مجھے اور میرے ساتھی کو ولی مقرر



پوتی رملہ بنت محمد سے شادی کی“ (ایضاً ص ۳۳۹)

الغرض اہل بیت کے ساتھ امیر معاویہؓ کے بہت سے تعلقات ہیں جن کو کسی صورت میں بھی توڑا نہیں جاسکتا، آپ حضور ﷺ کے سسرالی رشتے دار ہیں۔ اور حدیث پاک ہے ”میرے نسب اور سسرالی نسبت کے سوا سب کے

نسب اور سسرالی نسبت منقطع ہو جائے گی“ (الامالی طوسی جلد ۱ ص ۳۵۰)

اس حقیقت کے ہوتے ہوئے ہمیں ان لوگوں کے بارے میں زبان

طعن دراز نہیں کرنی چاہیے اور رسول اللہ ﷺ کے تمام مسلمان رشتہ داروں کا

ادب و احترام کرنا چاہیے۔



باب شانزدهم

ماتم کی ممانعت

## ماتم کی ممانعت

اس باب میں بھی ہمارا روئے سخن شیعہ حضرات کی طرف ہے، ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک مروجہ ماتم کے جملہ طریقے ممنوع ہیں، ہمارے اس موقف کی تائید شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔

## شیخ صدوق قمی کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے مستند محدث شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی نے حضور ﷺ کا فرمان نقل کیا کہ ”میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو!“! پھر دشمنوں کے لباس کی وضاحت کی کہ ”لِبَاسُ الْأَعْدَاءِ أَسْوَدُ دِشْمَنُونَ كَالْبَاسِ سِيَاهٍ هُوَ“ (یعنی اخبار الرضا جلد ۲ ص ۲۲)

☆ ”امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کہ سیاہ لباس نہ پہنو کیونکہ سیاہ لباس فرعون کا لباس ہے“ (من لاضرہ الفقہ جلد ۱ ص ۱۶۳)

☆ ”رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت اونچی آواز سے چلانے، نوحہ کرنے اور نوحہ سننے سے منع فرمایا ہے“ (ایضاً جلد ۲ ص ۳)

## علامہ محمد بن یعقوب کلینی کا فیصلہ

شیعی محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی نے بسند معتبر تحریر کیا ہے کہ

حضرت امام صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”کہ سیاہ لباس دوزخیوں کا لباس ہے“ (کافی جلد ۶ ص ۴۴۹)

## علامہ باقر مجلسی کا فیصلہ

شیعہ مذہب کے اہم ستون علامہ باقر مجلسی کا فرمان ہے۔

☆ ”شیعہ حضرات میں سیاہ لباس زیب تن کرنا شدید ناپسندیدہ ہے مگر عمامہ

عبا اور موزوں میں اور عمامہ اور عبا کا بھی سیاہ نہ ہونا ہی بہتر ہے“ (حلیۃ المتقین ص ۷۷)

☆ ”رسول اللہ ﷺ نے اونچی آواز میں گریہ کرنے اور مصیبت میں

نوحہ کرنے سے منع فرمایا ہے“ (ایضاً ص ۳۰۴)

☆ ”رسول اللہ ﷺ نے مصیبت کے وقت چہرہ پٹنے سے روکا ہے“

(ایضاً ص ۲۰۵)

☆ ”مصیبت کے وقت چہرہ پیٹنا، بال نوچنا، جائز نہیں ہے احتیاط یہی

ہے کہ چہرے گھٹنے اور بدن کے دیگر حصوں پر طمانچے نہ مارے، جو عورت سر کے

بال اکھاڑے یا چہرہ چھیلے کہ خون پھوٹ پڑے یا کوئی مرد اپنے بیٹے یا بیوی کی

موت پر کپڑے چاک کرے اس پر قسم کا کفارہ واجب ہے“ (زاد العادص ۳۹۵)

## علامہ اکبر غفاری کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے محقق جناب علی اکبر غفاری صاحب کا فتویٰ ہے۔

☆ ”مصیبت کے وقت چہرہ یا سینہ پیٹنا، زخم لگانا، اور بال کا ثنا تمام

امت کے اجماع سے حرام ہے“ (حاشیہ فروع کافی جلد ۳ ص ۲۲۵)

## علامہ شفیق بن صالح کا فیصلہ

شیعہ حضرات کے محقق علامہ شفیق بن صالح نے لکھا ہے۔

☆ ”شیطان کو بہشت سے نکالا گیا تو اس نے نوحہ کیا“ (مجمع العارف ص ۱۳۲)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

اب ذیل میں ماتم کے بارے میں متفقہ شخصیات کے روشن فیصلے نقل کئے جاتے ہیں جن کی محبت و مودت سب کا سرمایہ نجات ہے۔

## حضرت سیدہ فاطمہ کا فیصلہ

ام اللائمہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے۔

☆ ”خدا کی قسم اگر یہ گناہ نہ ہوتا تو میں اپنے سر کے بال کھول کر چلاتی

اور رب کی بارگاہ میں فریاد کرتی“ (کافی کتاب الروضہ ص ۲۳۸)

## حضرت علی المرتضیٰ کا فیصلہ

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”صبر مصیبت کے مطابق نازل ہوتا ہے، جس نے مصیبت کے وقت

اپنے دو زانوؤں پر ہاتھ مارا تو اس کا ثواب اور عمل برباد ہو گئے“ (شرح ابن مثم

جلد ۵ ص ۵۸۸)

☆ ”اگر حضور نے ہمیں روکا نہ ہوتا تو ہم حضور ﷺ کے وصال پر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کا ماتم کرتے اور آنکھوں اور دماغ کا پانی ختم کر دیتے“

(شرح ابن مثم جلد ۳ ص ۲۰۹)

## حضرت امام حسین کا فیصلہ

شہید کر بلا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”نہیب! میں تجھے قسم دیتا ہوں، تو میری قسم پوری کرنا، جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا، چہرہ نہ نوچنا، واویلا نہ کرنا اور ہائے ہلاکت کے الفاظ ادا نہ کرنا“ (جلا العیون ص ۳۸۷، اخبار ماتم ص ۳۹۹)

## حضرت سیدہ زینب کا فیصلہ

اہل کوفہ کا روان اہل بیت کی بے سرو سامانی دیکھ زور زور سے رونے اور ماتم کرنے لگے تو حضرت سیدہ زینبؓ نے فرمایا۔

☆ ”حمد وصلوٰۃ کے بعد اے بے وفا اور دغا باز کوفیو! اب تم روتے اور ماتم کرتے ہو، خدا تمہیں ہمیشہ رلائے اور تمہارا رونا اور ماتم کرنا کبھی موقوف نہ ہو، تم بہت زیادہ روتے رہو اور بہت تھوڑا ہنسو، تمہاری مثال اس عورت کی سی ہے جو کاتے ہوئے تاگے کو مضبوط ہو جانے کے بعد جھٹکے دے کر توڑ ڈالے، تم نے اپنے ایمان کو دھوکے اور فریب کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، تمہاری مثال اس سبزے کی سی ہے جو نجاست کی ڈھیری پر لگا ہوا ہو، تم میں بجز خود ستائی، شیخی، عیب جوئی، تہمت سرائی اور لونڈیوں کی طرح خوشامد اور چالپوسی کے کچھ نہیں، بلاشبہ تم بہت برے کام کے مرتکب ہوئے، ہم نے ہمیشہ کیلئے ذلت حاصل کی اور عیب کمایا اور جہنم کے سزاوار ہوئے۔ خدا تعالیٰ تم پر غضب نازل فرمائے اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے جہنم میں داخل فرمائے“ (جلا العیون جلد ۲ ص ۲۲۳)

نوٹ: انہی احساسات کا اظہار حضرت سیدہ ام کلثوم اور زین العابدین رضی

اللہ عنہ نے فرمایا۔ سیدہ ام کلثوم کے یہ شعر دیکھئے۔

الا فابشروا بالنار انکم غدا لفی سقر حقا یقیناً تخلدوا

قلتم اخی صبرا فویل لامکم ستجزون ناراً حرها یتوقدوا

سفکتکم دماء حرم اللہ سفکھا وحرمها القرآن ثم مُحَمَّد

یعنی تمہیں جہنم کی بشارت ہو، تم نے ہمارے بھائی کو شہید کر دیا، تم پر

تمہاری مائیں روتی رہیں تم نے وہ خون بہایا جو اللہ قرآن اور محمد مصطفیٰ ﷺ

نے تم پر حرام کر دیا تھا“ (مقتل ابن عباس ۸۳)

## حضرت امام محمد باقر کا فیصلہ

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”بیشک حضور ﷺ نے سیدہ فاطمہ کو فرمایا تھا کہ میرے وصال پر

چہرہ زخمی نہ کرنا، بال نہ کھولنا، ہائے ہائے ہلاکت نہ کہنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا“

(کافی جلد ۵ ص ۵۲۷)

## حضرت امام صادق کا فیصلہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

☆ ”ہرگز تم میں سے کوئی شخص میری وفات پر رخسار پر طمانچے نہ

مارے اور ہرگز مجھ پر گریباں چاک نہ کرے“ (عائت السلام ص ۱۱۳ از شیخ صدوق قمی)

☆ ”صبر اور مصیبت دونوں مومن کی طرف آتے ہیں تو مومن مصیبت

کے وقت صبر کرتا ہے اور بے صبری اور مصیبت کافر کی طرف آتے ہیں تو کافر

صبر کرتا ہے“ (کافی جلد ۳ ص ۲۲۵)

☆ ”جب صبر چلا جاتا ہے تو ایمان بھی چلا جاتا ہے“ (کافی جلد ۲ ص ۸۷)

زبان میری ہے بات ان کی

باب ہفتم

وَحْدَةُ الْوَجُودِ

## وحدة الوجود

غیر مقلدین حضرات نے اپنے شیخ ابن تیمیہ کے نقش قدم پر چل کر صوفیہ کرام کے متصوفانہ نظریات پر بڑے بڑے شدید فتوے لگائے، ان کے جدید ایڈیشن دعوت و ارشاد والے تو اخلاقیات کی تمام سرحدیں عبور کرتے ہوئے ان نظریات کو ہندو جوگیوں اور پڑوتوں سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ ہم اس ضمن میں انکے ممدوح ان کے مناظر اسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا ایک فتویٰ پیش کرتے ہیں۔ جس میں انہوں مسئلہ وحدة الوجود کی تشریح بیان کرتے ہوئے اس کو تسلیم بھی کیا ہے۔ اور اپنے دوست مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی کے ایک قول ”وحدة الوجود کے بغیر چارہ نہیں“ کی حمایت بھی کی ہے۔ پوری تشریح و تعبیر پیش خدمت ہے۔ اب نجانے مولانا امرتسری کے بارے میں ان کا کیا رویہ سامنے آتا ہے۔

## مولانا ثناء اللہ امرتسری کا فیصلہ

☆ ”وحدة الوجود کی دو تشریحیں ہیں۔ ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں۔ وجود کے اصلی معنی ہیں ماہہ الموجودیہ، یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے، اس کی پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی ماہہ الموجودیہ صرف ایک ہی چیز ہے۔ شیخ اکبر محمد الدین ابن عربی

قدس اللہ سرہ نے اس کے متعلق ایک پر معنی رباعی لکھی ہے۔

لا آدم فی الكون ولا ابلیس      لا ملک سلیمان ولا بلقیس

ولکل عبارة وانت المعنی      یامن هو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی چیز کی مستقل ہستی نہیں ہے یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے۔

نظر آتا ہے جو کچھ نور وحدت کی تجلی ہے

یہ نقش اہل بصیرت کے لئے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کوٹھیریوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں، کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ، ان کے پیچھے ایک لمپ رکھ دیا جائے۔ تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا مگر باریک نظر والا لمپ کی وحدت کو ملحوظ رکھے گا، قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجود کے ہوں گے۔ جو بالکل ٹھیک ہے، مولانا سیالکوٹی (میر ابراہیم سیالکوٹی) کا مطلب بھی غالباً یہی ہوگا، وحدۃ الوجود کی دوسری تشریح مکے وحدۃ الموجودات لئے جاتے ہیں، چنانچہ صوفیانہ رباعی اس تشریح کی یوں مظہر ہے۔

در دلوق گدا و دراطلس شاہ ہمہ اوست      در منزل جاناں چوتو از خویش گذشتی

در انجمن فرق نہاں خانہ جمع      باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اس عقیدے کے صوفیا کے نزدیک انجمن فرق سے مراد یہ دنیاوی امتیازات

زبان میری ہے بات ان کی

ہیں، نہاں خانہ سے مراد وہ وحدتِ محبت ہے جو ان امتیازات سے پہلے تھی، شاعر کہتا ہے اس انجمنِ دنیا میں بھی اور نہاں خانہ میں بھی وہی ایک ہے، دوسرا کوئی نہیں۔ غالب مرحوم گو اس فن کے آدمی نہ تھے مگر پھر بھی کچھ کہہ گئے ہیں فرماتے ہیں۔

جب کہ تجھ بن یہاں نہیں کوئی

پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

سکھوں کے گرد ناکِ جی کا بھی یہی عقیدہ تھا جو کہہ گئے ہیں۔

آپے ٹھا کر آپے سیوک، ناکِ جنت بیچارہ

یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی اہل شرع نہیں مان سکتا، بد قسمتی سے یہی

تشریح مشہور بھی ہو گئی ہے، (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۱۴۹)

☆ ”ان بزرگانِ دین کی خدمتِ اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا“

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہمیں پہنچے ہیں

ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق قیاس سنت

تھے“ (ایضاً ص ۱۵۱)

## متفقہ شخصیات کے فیصلے

متفقہ شخصیات میں کس کس کا ذکر کیا جائے۔ غیر مقلدین کے جملہ

ممدوحین بھی اس مسئلے کی حقانیت کو بہر حال تسلیم کرتے ہیں، خاندانِ ولی للہی

نے بھی نظریاتِ صوفیہ کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے بلکہ خود بھی منازل

سلوک پوری طرح طے کی ہیں، حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے خود وحدۃ

الوجود کو عرفان کی منزل قرار دیا ہے اور اس سے اگلی منزل وحدۃ الشہود کو قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک حضرت شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ امت محمدیہ کے مقبول ترین افراد میں شامل ہوتے ہیں اور وہ ان بزرگوار کے نظریات کے ممنون نظر آتے ہیں، کفر کا فتویٰ لگاتے وقت ان تمام لوگوں کی عزت و حرمت کا خیال ہونا چاہیے کہ یہ ہمارے ستون ہیں۔ اور ہم سے زیادہ دین کے اصول کو چاہتے ہیں، نیز اخلاص کے بھی اعلیٰ مقامات پر فائز ہیں۔

### خدا را ذرا غور کیجئے

صوفیہ کا نظریہ وحدۃ الوجود ہو یا نظریہ وحدۃ الشہود، یہ خالصتاً مشاہداتی کیفیات پر مشتمل ہے۔ جس کو کوئی کم نظر انسان نہیں سمجھ سکتا۔ لہذا کم نظر انسان کو خوا مخواہ ان نازک مسئلوں میں ٹانگ نہیں اڑانی چاہیے چہ جائیکہ صوفیہ پر کفر و شرک کے فتوے لگائے جائیں۔ اور اپنی کم نظری کا قصور وار بھی انہیں کو ٹھہرایا جائے، مولانا امرتسری نے صحیح فرمایا ہے کہ ان لوگوں کے حالات و اوصاف بالکل شریعت و سنت کے مطابق ہوتے تھے، وہ غیر شرعی بات کیسے کر سکتے ہیں، ان کے عظیم ہونے کی تو یہی دلیل کافی ہے کہ ایک زمانے نے ان کی صورت و سیرت دیکھ کر ایمان قبول کیا ہے، ان کے پاس بیٹھنے والا توحید و رسالت کی تعلیمات سے مالا مال ہو جاتا ہے، اس کو تزکیہ نفس کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ جبکہ معترفین اپنی تمام تر توحید پرستی کے باوجود اس دولت سے تہی دامن نظر آتے ہیں، توحید کے بنیادی تقاضوں سے نا آشنا دکھائی دیتے ہیں۔ دل سوز سے خالی ہیں، آنکھیں گداز سے عاری ہیں، دماغ

رحم سے بیگانہ ہیں، خود پرستی اور خود نمائی کی تصویر ہیں۔ اور اعتراض ہے ان لوگوں پر جس کے کردار پر ساری دنیا گواہ ہے۔ ہماری بات قابل قبول نہیں تو مولانا شاء اللہ امرتسری کی بات ہی قبول فرما لیجئے، وہ تو آپ کے اپنے ہیں۔

## ناطقہ سر بگمیاں ہے

ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ جن لوگوں کو وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کے نظریات کفر و شرک کا شاخسانہ نظر آتے ہیں، ان کا اپنا یہ حال ہے کہ وہ ابن تیمیہ سے لیکر آج تک سب کے سب تجسیم و تشبیہ کے قائل ہیں، انکے نزدیک وہ خدائے واحد جہت فوق میں مقید ہے۔ کرسی پر تشریف فرما ہے، کرسی اسکے وزن سے چرچراتی ہے۔ وہ عرش عظیم پر صعود و نزول کا مظاہرہ کرتا ہے، جیسے خطیب منبر پر چڑھتا اترتا ہے، ان لوگوں کے نزدیک خدائے محیط کو ہر جگہ موجود ماننا گمراہوں کا عقیدہ ہے، سمجھ نہیں آتی جو خدائے تعالیٰ کے بارے میں اس قدر فراخ دل ہیں کہ اسے اپنی طرح محدود و متعین تصور کرتے ہیں، وہ ان صوفیہ پر کیسے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا متفقہ عقیدہ ہے کہ وہ ذات لامحدود ہے، ہر جگہ موجود ہے، وہ عرش و کرسی میں مقید نہیں، ان کو محیط ہے۔ وہ جسم سے پاک ہے، مادے سے ماورا ہے۔ وہ تو لطیف ہے، بے مثل ہے۔ اسکی حقیقت کو کوئی نہیں پاسکتا۔ وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود کا معنی یہ نہیں جو عقل نارسا میں آتا ہے، یہ تو عقل سلیم اور عشق جلیل کے مرحلے میں جنہیں طے کرنے کیلئے کسی درویش خدا مست کا غلام زار ہونا ضروری ہے۔

ہر بھکاری کو نہیں ملتا مقام خواجگی  
ہر کس و ناکس کو تیرا غم عطا ہوتا نہیں

باب ہژدہم

حُجّت تمام ہوتی ہے

## حجت تمام ہوتی ہے

اس مضمون میں ہم علماء غیر مقلدین اور زعماد یوبند کا مقام غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی معتبر و مستند کتابوں اور رسالوں کی روشنی میں بیان کرتے ہیں تاکہ کسی کو ان سے اختلاف کا موقع نہ ملے۔ اور وہ ماننے پر مجبور ہو جائے یا کم از کم یہ محسوس کرے کہ جس مسلک مہذب کی تائید ہمارے شیخ القرآن شیخ الحدیث اور مجدد الاسلام پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ فرمایا چکے ہیں اس کی حقانیت میں کیا شک ہو سکتا ہے

## ابن حزم ظاہری کا مقام

ابوزہرہ نے علامہ ابن حزم کے بارے میں ”نابخہ روزگار“ کا لفظ لکھا ہے، (حیات ابن حزم ص ۳۱۳) نیز وحید الزماں نے انہیں اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے۔ (ہدیہ الہدی ص ۱۹)

## علامہ ابن تیمیہ کا مقام

علامہ ابن تیمیہ غیر مقلد اور دیوبندی حضرات کے ممدوح و محبوب محقق اور محدث ہیں۔ تاریخ دعوت و عزیمت ص ۱۱ میں لکھا ہے۔  
 ”آٹھویں صدی کیلئے ایک ایسے ہی مرد کامل کی ضرورت تھی جو زندگی

کے تمام میدانوں کا مجاہد ہو اور جس کی جدوجہد اور اصلاحات کسی ایک شعبہ میں محدود نہ ہوں، شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کی ذات تھی جس نے عالم اسلام میں ایک ایسی علمی و عملی حرکت اور زندگی پیدا کر دی جسکے اثرات گزر جانے کے بعد بھی قائم ہیں“

## علامہ ابن قیم کا مقام

احمد عبدالغفور عطار صاحب لکھتے ہیں ”وہابی ابن تیمیہ ابن القیم الجوزیہ اور ان کے تابعین کے مسلک پر چلتے ہیں تو اس میں راہ صواب سے کچھ بعد نہیں، بلکہ اصح یہی ہے کہ وہابی انہی ائمہ کے تابعین میں سے ہیں۔ اور شیخ الاسلام نے بھی انہی کے طریق کی پیروی کی ہے۔ (محمد بن عبدالوہاب ص ۱۷۴) نواب صدیق حسن بھوپالی علامہ ابن قیم کو مشکلات میں پکارا کرتے تھے۔

ابن قیم مددے، قاضی شوکان مددے

## نواب صدیق حسن کا مقام

غیر مقلدین کے سرخیل نواب صدیق حسن بھوپالی کے بارے میں ایک غیر مقلد مولوی اسماعیل گوجرانوالوی رقم طراز ہیں۔

”دقت نظر و وسعت مطالعہ زہد و تقویٰ کے لحاظ سے ان کا مقام یقیناً بہت اونچا ہے اور فہم قرآن میں ان کا ذہن بے حد صاف ہے، بہت سے اکابر قدما سے بھی انکی رائے صائب معلوم ہوتی ہے“ (حیات النبی ص ۴۶) غیر مقلدین کے مناظر مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

زبان میری ہے بات ان کی

”نواب صدیق حسن بھوپالی کے اہل حدیث تھے“ (نوادہ ثانیہ جلد ۱ ص ۳۸۳)  
غیر مقلد مولوی اشرف علی سندھو نے لکھا ہے۔

”ابجدیث مسلک کے علمبردار ہیں، وسیع النظر محقق ہیں“ (سرخ اقلیدہ  
ص ۱۳۹) غیر مقلدین کے نمائندہ رسالہ الاعتصام کی گوہر فشانہ ملاحظہ کیجئے۔

”نواب صدیق حسن خاں آسمان ملت پر دینِ حدی کے وہ درخشندہ  
ستارے تھے جنہوں نے اپنی ضوفشانیوں سے فسق و فجور کے گھنے اندھیرے  
میں انوارِ رحمت کا وہ اجالا کیا کہ اس سے ہزاروں نہیں لاکھوں بندگان الہی  
نے راہِ مستقیم پائی“ (اعتصام ص ۷۹، مارچ ۱۹۵۶ء)

نوٹ:- غیر مقلدین کا اپنے ”درخشندہ ستارے“ کی ان تحریروں کے بارے  
میں کیا خیال ہے جو اہل سنت و جماعت کی حمایت کر رہی ہیں، نیز یہ سوچنے کی  
بات ہے کہ حضور پر نور ﷺ کی نورانیت کا انکار کرنے والے کس طرح اپنے  
رہنما کی ضوفشانیوں کا ذکر کر رہے ہیں۔

### مولوی ثناء اللہ امرتسری کا مقام

غیر مقلدین کے امام مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی، مناظر اہل حدیث  
مولوی ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں کہا کرتے تھے

”ثناء اللہ کو رب ذوالجلال نے علم لدنی سے نوازا ہے“ (فتوح ابوالوفاس ص ۴)

نیز وہ مولوی ثناء اللہ کو ”ہمارا سردار“ بھی کہتے تھے (سراجا منیر ص ۹۲)

غیر مقلدین کے نہایت مقبول لیڈر احسان الہی ظہمیر نے لکھا ہے۔

”بلاشبہ برصغیر ہندوپاک میں اسلام اور مسلمانوں کے سب سے بڑے

وکیل اور سب سے بڑے محافظ اور مدافع تھے (ایضاً ص ۱)

مولوی داود راز نے ان کی خدمت میں خراج ارادت پیش کیا ہے۔

دین پر وراے ثناء اللہ اے عالی مقام

اے فقیہہ وقت اے گنجینہ علم و عمل

(فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۷۲)

سیرت ثنائی ص ۴۱۳ میں تو یہاں تک لکھا ہے۔

اے محدث اے مناظر اے صحابہ کے مثیل

نوٹ:- کیا فرماتے ہیں غیر مقلدین بیچ اس مسئلہ کے کہ مولوی ثناء اللہ

امر تسری کو سب سے بڑا وکیل سب سے بڑا محافظ اور مدافع کہنے سے احسان

الہی ظہیر مشرک ہوئے یا نہیں، نیز ان کو صیغہ خطاب سے پکارنا توحید کے منافی

ہے یا نہیں، اگر انبیاء اولیاء کو پکارنا حرام ہے، شرک ہے اور ان کا سنا خلاف

توحید ہے تو یہ عقیدہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے بارے میں کیسے درست ہو سکتا

ہے۔ سب سے بڑا وکیل اور سب سے بڑا محافظ تو اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

ہے کوئی جو احسان الہی ظہیر کو مشرک کہے؟

## حافظ محمد لکھوی کا مقام

غیر مقلدین کے مشہور مفسر حافظ محمد لکھوی کے بارے میں ”الاعتصام“

کے القاب ملاحظہ فرمائیے۔

”عالیجاہ مقبول بارگاہ مجدداً پنجاب“ حافظ الحدیث والکتاب معلی القاب

عابد وزاہد و عارف باللہ آیت من آیات اللہ حافظ محمد بن حافظ بارک اللہ بانی

زبان میری ہے بات ان کی

دوسری جامعہ محمدیہ“ (الاعتصام ص ۶، ۸ اکتوبر ۱۹۵۴ء)

مولوی امرتسری نے لکھا ہے کہ

”انہوں نے اہل پنجاب کیلئے تجدید دین الہی کا پورا حق ادا کیا، بدعت و

شُرک کے قلع قمع پر ہمیشہ سرگرم رہتے تھے“ (الجمادیٰ امرتسر ص ۱۸، ۱۹ مارچ ۱۹۴۱ء)

## قاضی سلیمان منصور پوری کا مقام

قاضی سلیمان منصور پوری کو تمام غیر مقلدین بہت چاہتے ہیں۔ مولوی

عبدالجمید سوہدروی اور میر سیالکوٹی نے ”کرامات اہل حدیث“ میں ان کی

بہت سی کرامات درج کی ہیں۔ مولوی داود غزنوی صاحب نے لکھا ہے۔

”قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے علم و تحقیق کی بلندیوں کو کوئی نہیں

چھوس سکا“ (الاعتصام ص ۳ یکم جولائی ۱۹۶۰ء)

## میر ابراہیم سیالکوٹی کا مقام

غیر مقلدین اہل حدیث کے مرکزی لیڈر جناب ساجد میر کے دادا حضور

میر ابراہیم سیالکوٹی کو اہل حدیث میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

الاعتصام میں لکھا گیا ہے۔

”ابراہیم میر کوہ علم و عمل اور پیکر علم و عمل اور پیکر فن و تحقیق تھے جامع

معقول و منقول اور منبع علم و فضیلت ہونے کے ساتھ نہایت ذہین اور طباع

تھے“ (ص ۳۰، جنوری ۱۹۵۶ء)

”مولانا سیالکوٹی نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک جو اہم اور ناقابل

فراموش خدمات سرانجام دی ہیں وہ عالم آشکارا ہیں“ (ایضاً ص ۳۷ فروری ۱۹۵۶ء)

زبان میری ہے بات ان کی

## مولوی قاسم نانوتوی کا مقام

تمام علماء دیوبند بانی دارالعلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب کو ”قاسم العلوم والخیرات“ کہتے اور لکھتے ہیں۔ اور ان کی کتابوں کو اپنے مسلک کی بنیاد سمجھتے ہیں یہ بات کسی حوالے کی محتاج نہیں۔

## مولوی اشرف علی تھانوی کا مقام

دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب نے مولوی اشرف علی تھانوی کے بارے میں لکھا ہے

”سر اپنا فضل و کمال، معدن حسنات و خیرات“ (حیات اشرف ص ۵۵)

دیوبندی حضرات انہیں ”وسیلتنا فی الدارين“ کہتے ہیں (فتاویٰ اشرفیہ جلد ۱ ص ۱) نیز ان کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے (تذکرۃ الرشید جلد ۱ ص ۱۱۳)

حضور ﷺ ہمارے مولانا اشرف تھانوی کی شکل میں ہیں“ (اصدق الروایا

ص ۲۵)

## میاں نذیر حسین دہلوی کا مقام

کتاب معیار الحق ص ۲۵۴ میں غیر مقلدین کے شیخ الکل کی شان میں یہ اشعار لکھے ہوئے ہیں جن سے ان کا مقام معلوم ہوتا ہے۔

وہ کون سیدنا مولوی نذیر حسین  
کہ جس کے فیض سے مستفیض اہل زمیں

عجیب ذات ہے کیا مجمع علوم و فنون  
 کہ جس کا آج نہیں ہند میں نظیر و قرین  
مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام

علماء دیوبند مولوی رشید گنگوہی کو قطب الارشاد سمجھتے ہیں، اور ان کی شان  
 میں گنناتے ہیں۔

کیا وصف کروں اس کا ممتاز

انساں کی شکل میں فرشتہ دیکھا

گنگوہی صاحب خود اپنے بارے میں اعلان فرماتے ہیں۔

”سن لوح حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بہ قسم کہتا

ہوں کہ میں کچھ نہیں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے

اتباع پر“ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۱۷)

نوٹ:- یہ الفاظ بغور پڑھیے اور فیصلے کیجئے کہ مولوی گنگوہی صاحب در پردہ

کونسا دعویٰ فرما رہے ہیں۔ کیونکہ نجات و ہدایت تو انبیاء کرام کی اتباع پر

موقوف ہے، کسی بڑے سے بڑے امام اور ولی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا، حضور

ﷺ کی نعت کو نظم کہنے والے دیکھئے گنگوہی صاحب کی نعت کس طرح پڑھتے

ہیں، مولوی خلیل احمد رطب اللسان ہیں۔

گر گویم تا قیامت نعت او

بچ آں را مقطع و غایت مجو

(تذکرۃ الخلیل ص ۵۹)

نیز کہتے ہیں کہ ”میں تو اس دربار (رشیدی) کے کتوں کے برابر بھی نہیں“ (ایضاً ص ۶۰)

## مولوی خلیل احمد انبیڈھوی کا مقام

علماء دیوبند کا مولوی خلیل احمد صاحب کے بارے میں یہ عقیدہ ہے۔  
 ”مولوی خلیل احمد مستجاب الدعوات ہیں اور ان کی کوئی دعا رد نہیں ہوتی“ (تذکرۃ الخلیل ص ۳۵۵)

”حضرت کے کمالات بیان کرنا میری طاقت سے باہر ہے، انکا ادراک مجھ جیسے ناکارہ کی تو کیا حقیقت ہے بڑوں کو بھی مشکل تھا“ (ایضاً ص ۳۵۸)

## مولوی انور شاہ کشمیری کا مقام

مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں ”انور شاہ کشمیری بہت بڑے  
 تبحر عالم تھے۔ یہاں تک کہ ہے تو گستاخی لیکن سچی بات کیوں چھپاؤں، میرا  
 خیال ہے کہ وہ اپنے اکثر اساتذہ سے بھی علوم میں بڑھ گئے تھے“ (افاضات  
 یومیہ جلد ۷ ص ۱۱۱)

## حاجی امداد اللہ مہاجر کی کا مقام

دیوبندی حضرات اپنے مرشد گرامی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ  
 الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”حضرت والا کے متوسلین کے حسن خاتمہ کے بکثرت واقعات ہیں جن  
 سے مقبولیت و برکات کا سلسلہ ظاہر ہوتا ہے چنانچہ خود حضرت والا فرمایا کرتے

ہیں کہ حضرت حاجی کے سلسلہ کی یہ برکت ہے کہ جو بلا واسطہ یا بالواسطہ حضرت سے بیعت ہوا اس کا بفضلہ تعالیٰ خاتمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض متوسلین گو مرید ہونے کے بعد دنیا دار ہی رہے مگر ان کا خاتمہ بھی بفضلہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا سا ہوا“ (اشرف السوانج جلد ۲ ص ۸۶)

نوٹ:- یہی بات اگر کوئی سنی اپنے مشائخ کرام کے بارے میں کہے تو یہ لوگ بھڑک اٹھتے ہیں کہ دیکھو بے عملی کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ نہ نماز نہ روزہ بھلا نسبت سے کیا بنے گا ایک مرتبہ بہشتی دروازے سے گزر جانے سے آدمی کیسے جنتی ہو گیا، وغیرہ ہم ان لوگوں کو مذکورہ بالا عبارت پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ ایک دنیا دار کا خاتمہ کیسے اولیاء اللہ جیسا ہو سکتا ہے، صرف پیر صاحب کی بیعت کی برکت ہے۔

”مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے لکھا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب فن تصوف کے امام مجدد مجتہد اور محقق تھے“ (افاضات یومیہ جلد ۵ ص ۲۰ ص ۳۱) نیز وہ ان کیلئے ”شیخ العرب والعجم“ کا لقب بھی استعمال کرتے ہیں (ارواح ثلاثہ ص ۲۰۸)

مولوی خلیل احمد صاحب نے ان کیلئے یہ القاب استعمال کئے ہیں: حجتہ الاصفیاء، تاج الاولیاء، زبدۃ المقرین، عمدۃ الواصلین، شمس الحقیقہ والعرفان، بدر الطریقہ والاحسان، حجتہ اللہ تعالیٰ البالغہ، برہان المملۃ، استقیم مرجع العالم، منبع الفیض الاتم، بحر الحقائق والاسرار، مصدر العلوم والانوار، صاحب القامات العلویہ، ذوالانفال والدرجات الرفیعہ، الصدیق الاعظم، والمقطب الاتم“ (براہین القاطعہ ص ۲۷۱)

حضرت گنگوہی ..... حضرت (حاجی صاحب) کی نسبت بار بار رحمۃ للعالمین فرماتے تھے“ (افاضات یومیہ جلد ۱ ص ۱۰۷) بلکہ گنگوہی صاحب کے

نزدیک تو لفظ ”رحمۃ للعالمین“ صفت خاصہ رسول اللہ ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء انبیاء اور علما ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوئے ہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۹)

## علماء دیوبند کا مقام

مولوی خلیل احمد صاحب تمام علماء دیوبند کی شان بیان کرتے ہیں ”ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی“ (براہین قاطعہ ص ۲۶)

## ہم پیالہ ہم نوالہ

الہدایت غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات اعتقادی طور پر بالکل ہم پیالہ ہم نوالہ ہیں اس لئے انہوں نے ایک دوسرے کے اکابرین کو گاہے بگاہے خوب خراج عقیدت پیش کیا ہے جس کی امثال و قرائن ہمارے سامنے روشن ہیں الاعصام کی شہادت ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ”ہندوستان میں شاہ ولی اللہ اور انکے خاندان کے علم و فضل سے لوگوں نے یکساں اکتساب فیض کیا وہ اہل حدیث اور موجودہ دیوبند کے اکابر ہیں۔ اسلئے ان میں اور ہم میں اتنا مسلکی فرق نہیں ہے کہ معاملہ ایک دوسرے سے تشرف تک پہنچ جائے۔ چنانچہ اکثر اہل حدیث مدارس میں حنفی (دیوبندی) علماء مدرس رہے“ (الاعصام ص ۱۹۱ فروری ۱۹۵۳ء)

(۲) ابو یحییٰ امام خان نوشہری غیر مقلد لکھتے ہیں۔

”مدرسہ عالیہ دیوبند جس کی شان آج ہندوستان ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام میں ممتاز ہے اور جس میں ان دنوں حدیث کا تذکرہ گویا گفتمہ آید در حدیث دیگرالں ہو رہا ہے“ (تراجم علماء حدیث ہند ص ۶۳)

(۳) مولوی داؤد غزنوی لکھتے ہیں۔

”علماء دیوبند محقق اہل نظر ہیں، دلائل پر ان کی نظر ہے، اپنے مسلک کی حمایت میں ان کا مدار جذبات پر نہیں ہوتا“ (الاعتصام ص ۲۰۲ جنوری ۱۹۵۹ء)

(۴) غیر مقلدین کے رسالہ ”الارشاد جدید“ میں لکھا ہے۔

”ہاں سلامتی ہو مولانا محمد قاسم نانوتوی کی روح پاک پر، مولانا عبدالقدوس گنگوہی کی روح پر جن کے فیوض و برکات سے ایشیا کی واحد دینی درس گاہ دیوبند کی روشنی اور نور سنت نبی کریم اس بر عظیم میں پھیلتا رہا۔ (الارشاد جدید ص ۲۱۶ مئی ۱۹۵۷ء)

(۵) مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں۔

”مولوی اشرف علی تھانوی شرکت و بدعت کی تردید میں جماعت اہل حدیث کے ہمنوا تھے“ (الحدیث ص ۳۰۲ جولائی ۱۹۳۳ء)

(۶) الاعتصام میں لکھا ہے۔

”ہندوستان میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید حسین احمد مدنی، قاری محمد طیب، مولانا منظور نعمانی، مولانا حفیظ الرحمن سیوہاروی، مولانا محمد میاں صاحب، عبدالوہاب آردی، سید تقریظ احمد سیوہاروی، افتاء و مسائل میں حجت و سند ہیں“ (الاعتصام ص ۵۱۳ ستمبر ۱۹۵۶ء)

(۷) ”مولانا مدنی کی موت علم کی موت ہے، بلکہ یہ پورے عالم اسلام کا ایک عظیم نقصان ہے، مولوی داود غزنوی نے ان کی نماز جنازہ غائبانہ بھی پڑھائی“ (ایضاً ص ۱۳۱ دسمبر ۱۹۵۷ء)

(۸) مولوی رشید گنگوہی صاحب نے فرمایا ہے ”اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ص ۹۶)

## ناطقہ سر بگریباں ہے

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مسالک اعتقادی طور پر آپس میں شیر و شکر ہیں، ایک دوسرے کے اکابر کا احترام کرتے ہیں۔ بڑے بڑے القابات سے نوازتے ہیں۔ لہذا ان لوگوں کو چاہیے کہ اپنے مشترکہ اکابر کے معتقدات و نظریات کو سامنے رکھ کر اہل سنت و جماعت کے راستے کو درست سمجھیں ورنہ ان مشترکہ اکابر کا ”کوئی حل“ تلاش کریں۔ یعنی جو زبان اہل سنت و جماعت کے خلاف استعمال کرتے ہیں وہی انکے بارے میں بھی استعمال کریں۔ لیکن اتنا حوصلہ نظر نہیں آتا۔ نجانے دوسروں کی آنکھ کا بال دیکھنے والے اپنی آنکھ کا شہتیر کیوں فراموش کر دیتے ہیں۔

عیب بریگانہ دیکھ کے طعن کرے مجہول  
اوپر اپنے عیب دے نظر نہ کر دا مول

## متفقہ شخصیات کا مقام

اس مضمون میں غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات کی تحریروں کی روشنی میں متفقہ شخصیات کا مقام و مرتبہ بیان کیا جاتا ہے تاکہ کسی ”طالع آزما“ کو

ان سے اختلاف کا یارا نہ رہے۔

## حضور مجدد الف ثانی کا مقام

(۱) نواب وحید الزماں غیر مقلد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں۔

”الہی اس کتاب (ہدیۃ الہمدی) کی تالیف و اتمام میں انبیاء و صالحین

اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما، بطور خاص ہمارے امام

حسن بن علی اور ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف

ثانی کی ارواح سے میری مدد فرما“ (ہدیۃ الہمدی ص ۱۹)

نوٹ:- یہی ہم کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت اگر فرشتوں کے ذریعے امداد

فرمائے تو شرک نہیں، اپنے انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے ذریعے امداد فرمائے

تو کیسے شرک ہو گیا، کاش یہ ہٹ دھرم لوگ مولانا وحید الزماں کی بات ہی سمجھ

لیں، بہر حال وہ حضور مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کی روح پر فتوح کے ذریعے

سے مدد مانگ رہے ہیں۔ ماننا پڑے گا کہ حضرت مجدد کا اس امام الوہابیہ کے

نزدیک بڑا مقام ہے۔

(۲) مولوی عبداللہ روپڑی کا ارشاد ہے۔

”حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات میں توحید و سنت کی ترغیب اور شرک و

بدعت کی تردید اور اعمال شرکیہ اور بدعتیہ کی جس عمدگی سے نشاندہی فرمائی ہے

یہ انہی کا حصہ ہے، اور ایمان و اعتقاد کی سلامتی کیلئے صحابہ کرام اور علمائے سلف

کے تعامل کا جو سنہری اصول پیش فرمایا ہے، یہ ہر قسم کے الحاد اور گمراہی کی

شناخت کیلئے راہنما بھی ہے اور اس سے بچنے کیلئے تریاق بھی ہے، ہفت روزہ تنظیم

اہل حدیث ص ۳۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

(۳) امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی نے آپ کیلئے ”امام ربانی قیوم

زمانی“ جیسے القاب لکھے ہیں“ (صراط مستقیم ص ۱۳۲)

نوٹ:- کیا فرماتے ہیں علماء غیر مقلدین اور زعماء دیوبند کہ غیر اللہ کو ”قیوم

زمانی“ کہنے سے آپ کے امام اول اور مرشد برحق اور شہید اعظم مشرک و کافر

ہوئے یا نہیں؟ اگر ہوئے تو اس کا اجتماعی اعلان فرمائیے، اگر نہیں ہوئے تو

آپ بھی ان کی بات مان لیں، نیز اس سے حضرت مجدد کا مقام نکھر کر سامنے

آ گیا ہے، بھلا قیوم زمانی اور امام ربانی کا عقیدہ کیسے غلط ہو سکتا ہے یہی بات

ہر قدم پر ہم آپ کو سمجھانا چاہتے ہیں۔

## علامہ ابن جوزی کا مقام

(۱) وہابیہ و دیوبندیہ کے متفقہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے امام جوزی علیہ

الرحمۃ کے بارے میں فرمایا ہے۔

”امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف

تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں، یہاں تک کہ میں نے

انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا خصوصیت سے حدیث اور فنون

حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی

تصنیف ہو۔ اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی تصنیفات بہت

عمدہ اور معتبر ہیں۔ (الاعتصام ص ۶۶، فروری ۱۹۵۲ء)

(۲) امام الوہابیہ وحید الزماں نے انہیں اپنے مشائخ میں شمار کیا ہے (ہدیہ

زبان میری ہے بات ان کی

نوٹ:- جب امام ابن جوزی ہر فن میں اوروں سے زیادہ معتبر اور عمدہ ہیں اور آپ کے مشائخ میں شامل ہیں تو فن میلاد پر لکھی گئی ان کی تصنیف لطیف ”المولد العروس“ کو آپ کیوں نہیں مانتے، اگر مانتے ہیں تو عام کیوں نہیں کرتے؟ آپ ان کی میلادی روایات سے کیوں لرزاں ہیں۔ آپ کی نظر میں میلاد مصطفیٰ کا انعقاد کیوں پریشان کن ہے۔ کیا آپ سب سے عمدہ اور معتبر انسان کی بات بھی نہیں مانا کرتے۔

## شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا مقام

امام الوہابیہ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

”شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے مجھ عاجز کو علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہری باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے۔ آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں“ (تاریخ الہدیٰ ص ۳۹۸)

(۲) ”غیر مقلد عالم حکیم عبدالرحیم اشرف نے لکھا ہے ”یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاکباز نفوس نے انجام دیئے ان کے اسم گرامی یہ ہیں؛ اول حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ دوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی کے علوم کو عام کیا، سوم الشیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ کے نام سے پکارتا ہے“ (الاعصام ص ۱۹۵، مارچ ۱۹۵۳ء)

## شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی کا مقام

(۱) مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

”حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم

صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم عامل اور ولی کامل تھے“ (سراجا منیر ص ۳۵)

(۲) ”شاہ عبدالرحیم صاحب علوم شریعت میں کامل ہونے کے علاوہ

طریقت و باطن میں بھی صاحب کمال تھے اور صاحب کرامت اولیاء اللہ میں

تھے“ (تاریخ الہمدیث ص ۴۱۳)

(۳) ”آپ اپنے زمانہ میں فضیلت علمی کے ساتھ ایک مقدس بزرگ

مانے جاتے تھے“ (ایضاً ص ۴۱۲)

## شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا مقام

(۱) نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں۔

”اگر حضرت شاہ ولی اللہ کا وجود صدر اول اور زمانہ ماضی میں ہوتا تو وہ

امام الائمہ اور تاج المجتہدین کہلاتے“ (اتحاف النبلاء ص ۴۳۰)

(۲) مولوی اسماعیل دہلوی نے انہیں ”قطب المحققین“ فخر العرفا والکاملین

اعلم باللہ الشیخ ولی اللہ“ کے القاب سے یاد کیا ہے“ (صراط مستقیم ص ۴)

(۳) مولوی اشرف سندھو غیر مقلد نے لکھا ہے، ”الہمدیث شاہ ولی اللہ کو

ہندوستان میں مسلک اہل حدیث کا مجدد اعظم اور موسس اول سمجھے ہوئے

ہیں“ (تاریخ تقلید ص ۱۵۰)

(۴) مولوی مذکور نے انہیں ”حجتہ اللہ علی الارض“ کا لقب دیا ہے“ (ایضاً ص

زبان میری ہے بات ان کی

(۵) میرابراہیم سیالکوٹی نے انہیں ”بلانزاع بارہویں صدی کا مجدد“ لکھا

ہے“ (تاریخ الہمدیث ص ۴۱۲)

(۶) مولوی محمد دہلوی لکھتے ہیں ”حضرت شاہ ولی اللہ اور انکا سارا خاندان

سب الہمدیث خیال کے تھے۔ جو کچھ ان حضرات کے ذریعہ سے خلق کو فائدہ

پہنچا وہ ہر ایک کو معلوم ہے“ (اخبار محمدی ص ۱۳ یکم ستمبر ۱۹۳۸ء)

(۷) مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ”شاہ ولی اللہ صاحب بڑے

درجے کے شخص ہیں“ (حسن العزیز ص ۴۶)

نوٹ:- جب یہ سب حضرات ان کو مجدد مانتے ہیں، موسس اول مانتے ہیں۔

قطب المحققین مانتے ہیں، تو ان کے عقیدوں کو کیوں درست نہیں مانتے؟ باقی

رہا ان کا اہل حدیث غیر مقلد ہونا تو یہ اس عارف کامل پر سراسر الزام ہے،

حضرت شاہ صاحب اور ان کا سارا خاندان مضبوط اہل سنت حنفی المذہب تھا،

غیر مقلدین اور دیوبندی حضرات نے ہمیشہ اس خاندان کا نام اپنے مقاصد

کیلئے استعمال کیا ہے۔ انکے عقائد کو اس خاندان کے عالی مرتبت افراد سے کیا

نسبت

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مقام

(۱) مولوی اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے

”ہدایت مآب‘ قدوۃ ارباب صدق و صفا‘ زبدۃ اصحاب فنا و بقا‘ سید

زبان میری ہے بات ان کی

العلماء سند الاولیاء حجة اللہ علی العالمین، وارث الانبیاء والمرسلین، مرجع ہر ذلیل و عزیز مولانا و مرشدنا الشیخ عبدالعزیز متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واعزنا وسائر المسلمین بمجدہ وعلانیہ“ (صراط مستقیم)

(۲) مولوی اشرف سندھو نے انہیں ”شمس الہند“ لکھا ہے۔ (تاریخ التقلید ص ۲۵)

(۳) مولوی میر ابراہیم سیالکوٹی نے لکھا ہے ”استاذ الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی دقیقہ شناسی اور نکتہ رسی مسلم کل ہے“ (واضح البیان ص ۲۶)

### شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کا مقام

(۱) میر ابراہیم سیالکوٹی لکھتے ہیں۔

”شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ اپنے زمانے کے جملہ اہل کمال کے حلقہ میں ایسے ممتاز تھے جیسے جھلملاتے تاروں کے حلقہ میں پوری روشنی کا چاند“ (تاریخ الہند ص ۴۱۹)

### قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مقام

(۱) مولوی یحییٰ امام خان نوشہروی غیر مقلد نے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہ کو ”بہقی وقت اور علم الہدی“ کے لقب سے یاد کیا ہے اور انکی عربی تفسیر مظہری کا تعارف کرایا ہے“ (ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات)

### خدارا ذرا غور کیجئے

الحمد للہ العزیز! ہم نے تمام حقائق و آثار آپ کے سامنے رکھ دیئے

ہیں۔ غور و فکر سے کام لینا آپ کا کام ہے۔ جب ان تمام اکابر کی علمی و روحانی عظمتوں کو آپ لوگ کے اکابر بھی سلام شوق پیش کرتے تھے اور کرتے ہیں تو ان کے عقائد و اعمال کو تسلیم کرنا کون سی قباحت ہے۔ ہماری اس کاوش کو ایک بار پھر پڑھیں، ان اکابر کے فیصلوں کو دیکھیں، وہ خود بھی اہل سنت و جماعت تھے اور انہوں نے ہمیشہ اہل سنت و جماعت کی تائید فرمائی، لہذا آپ کو یہ بدعتی فرقے اختیار کرنے کی کیا مجبوری ہے؟ اہل سنت و جماعت ہی اہل اسلام کا پرانا مذہب ہے، یہی حقیقی اسلام و ایمان کا نمائندہ ہے، اسی کو صحابہ کرام نے فروغ دیا، اس کا نام نامی بھی قرآن و سنت کی روشنی میں صحابہ کرام نے تجویز فرمایا، تابعین عظام، لاکھوں اولیاء علماء محدثین، مفکرین، مورخین اسی مذہب کے دامن میں پناہ لیتے رہے، باقی تمام فرقے، ان کے نام، انکے کام ”بدعت ہیں“ کسی صحابی رسول نے اپنے آپ کو ”وہابی“ نہیں کہا، ”اہل حدیث“ کا لفظ کہاں ہے قرآن و حدیث میں؟ اثری، سلفی، یہ کس صحابی اور تابعی کی پہچان ہے؟ آپ نے بدعتی نام کیوں اپنائے؟ اہل سنت و جماعت ہونے کا تو مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ان کیساتھ تمام صحابہ کرام نے اعلان کیا، دیگر فرقوں بلکہ فرقوں کے نام بہت بعد کی پیداوار ہیں۔ آخر میں ایک حقیقت افروز تحریر ملاحظہ کیجئے۔ مولانا زید فاروقی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

”حضرت مجدد کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں

میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت و جماعت، دوسرے شیعہ، اب مولانا اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا، وہ شاہ ولی اللہ کے پوتے اور شاہ عبدالعزیز شاہ رفیع الدین

اور شاہ عبدالقادر کے بھتیجے تھے۔ ان کا میلان طبع محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا اور نجدی کا رسالہ ”ردالاشراک“ ان کی نظر سے گزرا اور انہوں نے اردو میں ”تقویۃ الایمان“ لکھی، اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا، کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہل حدیث کہلایا، کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا، معمولی نوشت و خواند کے افراد امام بننے لگے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و احترام میں تقصیرات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ کے بعد ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بہ اتفاق اس کتاب کو رد کیا..... مولانا مخصیص اللہ نے ساتویں سوال کے جواب میں لکھا ہے ”اس مجلس تک سب ہمارے طور پر تھے پھر ان کا جھوٹ سن کر کچے کچے آدمی آہستہ آہستہ پھرنے لگے“ (مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان ص ۱۰)



## وسیلہ

ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم میں التجا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح بزرگان دین سے استمداد اور استغاثہ بھی جائز ہے کہ وہ امداد الہی کے مظہر کامل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے مخلوق کی مشکل کشائی فرماتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

”اے کاش میری عقل ان لوگوں کے پاس ہوتی جو اولیاء اللہ سے استمداد اور ان کی امداد کا انکار کرتے ہیں۔ یہ اس کا کیا مطلب سمجھتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تو یہ ہے دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اور اس سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے۔ اور اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ عرض کرتا ہے۔ اے اللہ! تو نے جو اس مقرب و مکرم بندے پر رحمت فرمائی اس کے وسیلے سے میری اس حاجت کو پورا فرما کہ تو کرم کرنے والا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو مخاطب کر کے عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے ولی! آپ میری شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور مطلوب مجھے عطا کر دے اور میری حاجت برلائے سو مطلوب کو دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ ہے اور یہ بندہ درمیان میں وسیلہ ہے اور قادر فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا

صرف اللہ ہے اولیاء تو اللہ تعالیٰ کے فعل، سطوت، قدرت اور تصرف میں فانی و ہالک ہیں۔ (اختصاصات ج ۳ ص ۲۰۳)

اس عقیدے پر بھی غیر مقلد اور اہل دیوبند حضرات کفر و شرک کا حکم صادر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سنی تو غیر اللہ سے مانگ کر مشرک ہو گئے، اس باب میں ہم نے ان حضرات کے بزرگوں کی واضح عبارات پیش کر دی ہیں، تاکہ انہیں غور و فکر کی دعوت دی جائے۔

### مولوی وحید الزماں کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نامور عالم، مولوی وحید الزماں صاحب رقمطراز ہیں۔  
 ”جب دعا میں ”غیر اللہ“ کے وسیلے کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے۔ حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلے سے دعا کی تھی وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عباس کے وسیلے سے اس لئے دعا کی تاکہ حضرت عباس کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں۔ اور انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح شہدا اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا، پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرنا جائز نہیں۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف نے اس شخص کو آپ کے وسیلے سے دعا تعلیم کی جو حضرت عثمان غنی کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان غنی اس کی

طرف التفات نہیں فرماتے تھے۔ اس دعا میں یہ الفاظ تھے ”اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں“ اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ کاش! میری عقل ان منکرین (غیر مقلدین) کے پاس ہوتی، جب کتاب و سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا! امام جذری نے حسن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے۔ اور ایک اور حدیث میں ہے یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ سید (صدیق حسن بھوپالی) نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، موضوع نہیں۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ میں تیرے نبی محمد اور موسیٰ کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں، اسکو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر ثبٹی نے مجمع بحار الانوار میں ذکر کیا ہے اور امام حاکم امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم کی اس دعا کو روایت کیا ہے ”اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کرتا ہوں“ اور ابن منذر نے روایت کیا ہے ”اے اللہ! تیرے نزدیک جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وجاہت اور عزت ہے، میں اس کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، علامہ سبکی نے کہا ہے کہ وسیلہ پیش کرنا مدد طلب کرنا اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے، علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آہ و زاری کرنے کا مستحسن اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا حتیٰ کہ ابن

تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا۔ قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیاء میں سے کسی نبیؐ اولیاء میں سے کسی ولی اور علماء میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفا دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں۔ (ہدیۃ المہدی ۴۷، ۴۹)

### مولوی عبدالرحمن مبارکپوری کا فیصلہ

غیر مقلدین کے نامور محدث مولوی عبدالرحمن مبارکپوری نے غیر مقلدین کے بہت بڑے ”پیر و مرشد“ علامہ قاضی شوکانی کی عبارت نقل کی ہے۔

”انبیاء اور صالحین کے توسل سے روکنے والے قرآن پاک سے استدلال کرتے ہیں کہ قرآن میں ہے۔

ترجمہ: ”ہم ان کی صرف اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں“ (زمر) اور اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو (جن) اور اسی کو (معبود سمجھ) کر پکارنا چاہیے اور جو لوگ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں جو ان کو جواب نہیں دے سکتے۔ (رعد)

ان آیات سے استدلال درست نہیں۔ کیونکہ سورۃ زمر کی آیت میں تصریح ہے کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کو اللہ کے نزدیک فضیلت اور وجاہت ہے۔ وہ اس وجہ سے اس کے

وسیلہ سے دعا کرتا ہے۔ اسی طرح سورۃ جن کی آیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے پکارنے (یا عبادت کرنے) سے منع کیا گیا ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں اور جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور اللہ کے بعض نیک بندوں کے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ غار میں تین شخص تھے اس غار کے منہ پر چٹان گر گئی تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی اسی طرح سورۃ رعد کی آیت میں ان لوگوں کی مذمت ہے جو ان لوگوں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے تھے جو ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے رب کو نہیں پکارتے تھے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے جو شخص کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا اللہ کے بغیر نہ اللہ کیساتھ (تحفۃ الاحوذی ج ۳ ص ۲۸۳)

### مولوی رشید احمد گنگوہی کا فیصلہ

اہل دیوبند کے ”قطب الارشاد“ رشید احمد گنگوہی ”یا رسول اللہ انظر حالنا“ کے جواب میں لکھتے ہیں۔

☆ ”یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے۔ ورنہ شرک نہیں، مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے۔ یا محض شوقیہ کہتا ہو، محبت میں یا عرض حال، محل تحسر و حرمان میں ایسے مواقع

میں اگرچہ کلمات خطاب یہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ، پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذلتہ نہ شرک ہیں نہ معصیت، مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذلتہ ابہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مولف پر طعن ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۶۸)

☆ ”اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دیوئے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی مصرف ہے۔ اولیاء ظاہر میں مصرف ہی معلوم ہوتے ہیں، عین حالت کرامت و تصرف میں حق تعالیٰ ہی انکے واسطے (وسیلے) سے کچھ کرتا ہے“ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۹۵)

☆ ”اہل دیوبند کے مقتدا اور شیخ الہند مولوی محمود الحسن دیوبندی“ ایاک نستعین“ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

”اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے، ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے“ (حاشیہ القرآن الحکیم ص ۲)

### مولوی صفدر خان دیوبندی کا فیصلہ

اہل دیوبند کے بہت بڑے محقق مولوی صفدر خان صفدر دیوبندی تمام علماء دیوبند کا عقیدہ لکھتے ہیں۔

”یہاں ہم صرف المہند کی عبارت پر اکتفا کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے“ ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء صدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات کے بایں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیله فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برائی چاہتا ہوں۔ اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ محمد اسحاق دہلوی ثم الہکی نے پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے (تسکین الصدور ص ۳۱۳)

☆ ان اکابر کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی درخواست کرنا قرآن کریم کی آیت کے عموم سے ثابت ہے۔ بلکہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں صریح ہے اور خیر القرون میں یہ کاروائی ہوئی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اسکے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے (تسکین الصدور ص ۳۶۲)

### خدا را ذرا غور کیجئے

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد اور اہل دیوبند حضرات کے اکابر کے نزدیک بھی انبیاء کرام اور اولیاء عظام کا وسیلہ جائز ہے اور ان کو اس عقیدے کے ساتھ پکارنا جائز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اذن سے سنتے ہیں امداد فرماتے ہیں ان کے تصرفات و کرامات میں اللہ تعالیٰ کا تصرف جاری و ساری ہوتا ہے، لیکن صد افسوس صد افسوس موجودہ غیر مقلد اور اہل دیوبند

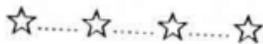
حضرات از حد متشدد ہیں؛ داتا صاحب اور خواجہ صاحب کی بارگاہوں میں جانے والوں کو ”پکا مشرک“ تصور کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مولانا فضل الرحمن صاحب جیسے لوگ واجپائی کے دربار میں چلے جائیں اور ان مشرکوں کے ہاتھ کا ”پرشاد“ بھی کھا آئیں، تقدیر کا یہ فیصلہ کتنا دردناک ہے، جنکے عقیدے میں ”داتا صاحب کالنگر“ اور ”ختم شریف کا کھانا“ اور ”میلا دشریف کا تبرک“ اور ”گیارہویں شریف کی شیرینی“ حرام ہے، وہ ہندوؤں اور سکھوں کا ”پرشاد“ کھانے پر مجبور ہیں۔

پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

ان منکرین کے اکابر نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ”یار رسول اللہ“ یا محمد“ کہنا جائز ہے، لیکن یہ پھر بھی قائل نہیں ہوتے، اور نعرہ رسالت کے جواب میں ”یار رسول اللہ“ نہیں کہتے، بلکہ کہنے والے کو کافر و مشرک تصور کرتے ہیں، اب ہم یہی عرض کرتے ہیں کہ اپنے اس پسندیدہ لقب ”کافر و مشرک“ سے ذرا نواب صدیق حسن، وحید الزماں، رشید گنگوہی، صفدر خان، محمود الحسن، اور قاضی شوکانی وغیرہ کو بھی سرفراز فرمادیں، وہ بیچارے کیوں اس لقب سے محروم ہیں، خدا ایسے ماننے والے کسی دشمن کو نہ دے، ان اکابر نے ان اصاغر کیلئے کیا کچھ نہ کیا۔ دین مصطفیٰ کو چھوڑ کر نئے نئے مسلک عطا کئے، نئے نئے عقیدوں سے مالا مال کیا، یہ ہیں کہ اپنے محسنین سے بھی فرار ہو رہے ہیں، موجودہ غیر مقلد کافی شوخ چشم اور زبان دراز ہیں، یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان اکابر کی نہیں مانتے، قرآن و حدیث کی مانتے ہیں، ہم عرض کرتے ہیں کہ جناب ان اکابر نے ”یار رسول اللہ“ پکارنے کو جائز لکھ کر، وسیلے استعانت اور اہل قبور کے پاس جا کر

دعا کرنے کو صحیح عمل قرار دے کر آپ کے نزدیک قرآن و حدیث کی مخالفت کی ہے یا نہیں، اگر نہیں کی تو آپ بھی ان عقائد و اعمال کو مان جائیے اور اگر کی ہے تو آپ قرآن و حدیث کی مخالفت کرنے والوں پر وہی فتویٰ صادر کریں جو ہم اہل سنت پر کرتے ہیں یہی ہمارا اصرار ہے، ہمیں یقین ہے کہ کوئی غیر مقلد، نواب صدیق حسن اور وحید الزماں اور قاضی شوکانی، کو مشرک نہیں کہے گا، ان کیلئے ان کی توپوں کا منہ بند ہو جاتا ہے یہی وہ فعل ہے جس کے بارے میں قرآن پاک نے فرمایا، ”ان یہودیوں نے اپنے احبار و لہبان کو خدا بنا لیا“ یہی حال دیوبندی حضرات کا ہے اپنے ”بزرگان کرام“ کی ہر بات پر ایسے ایمان لاتے ہیں کہ کمال ہے، اگرچہ وہ بات انبیاء اولیاء کی شدید گستاخی پر مبنی ہو، پھر اس کی لائسنی تاویل کر کے ”عذر گناہ بدتر از گناہ“ کا ارتکاب کرتے ہیں۔

الحمد للہ، ہم اہل سنت و جماعت نے ہمیشہ قرآن و حدیث کو قبلہ آرزو بنایا ہے، ہمارے نزدیک ہمارے بزرگوں سے بھی خطا واقع ہو سکتی ہے۔ ہم ان کی وہی بات مانتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء اہل سنت نے ایک دوسرے سے علمی و فکری اختلاف کیا ہے، حضرت امام بریلوی رحمۃ اللہ القوی کے فتاویٰ سے بھی کئی مقامات پر اختلاف کیا ہے، اسی طرح اہل سنت میں احناف، شوافع، حنابلہ، مالکیہ کا علمی اختلاف اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم پیر پرست نہیں، خدا پرست ہیں۔



## طلاقِ ثلاثہ

اس موضوع پر ہم پہلے بھی کچھ حوالہ جات پیش کر چکے ہیں، ضمیمہ میں غیر مقلد مولوی شرف الدین دہلوی کی تحقیق پیش کرنا چاہتے ہیں، مولوی شرف الدین دہلوی فتاویٰ ثنائیہ کے حاشیہ نگار ہیں اور معتبر شخصیت کے حامل ہیں۔ انہوں نے بہت سے مقامات پر مولوی ثناء اللہ امرتسری سے اختلاف کر کے جمہور اہل اسلام کی تحقیقات کے مطابق فیصلہ دیا ہے اور طلاقِ ثلاثہ کو طلاقِ واحد ثابت کرنے والے غیر مقلدین کے جملہ دلائل کا علمی محاسبہ کیا ہے۔ ہم قارئین کرام کی علمی ضیافت کیلئے وہ ساری تحقیق رقم کر رہے ہیں، صرف اس سوال کے ساتھ کہ اگر غیر مقلدین کے ساتھ ایک غیر مقلد مولوی اختلاف کرے تو وہ قرآن و حدیث کا باغی نہیں ہوتا، کوئی اور عالم دین اختلاف کرے تو اسے کیوں قرآن و حدیث کا باغی تصور کیا جاتا ہے۔

## شرفیہ

قول مجیب مرحوم مولوی ثناء اللہ کہ محدثین کے نزدیک ایک مجلس میں دی ہوئی تین طلاقیں ایک طلاقِ رجعی کا حکم رکھتی ہیں بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و ابی بکر و سنتین من خلافتہ عمر طلاق الثلاث و احدہ (مسلم) اس استدلال میں چند وجوہ کلام ہے۔

اول: یہ کہ اس میں مجلس واحد کا ذکر ہی نہیں۔ عام اس سے کہ مجلس ایک ہو یا تین بلکہ اظہارِ ثلاثہ ہوں یا نہ اور جس روایت مسند احمد میں مجلس واحد کا

ذکر ہے، وہ صحیح نہیں اس کی سند بروایت عکرمہ بن عمران بن حصین ہے۔ جس کو محمد شین حافظ ابن حجر وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایسی روایت خصوصاً صحیح نہیں ہوتی، ملاحظہ ہو تقریب التہذیب۔

دوم: یہ کہ محمد شین نے اس میں کلام کیا ہے جس کی تفصیل شرح مسلم امام نووی، فتح الباری وغیرہ میں ہے خصوصاً میری کتاب ”کتاب الطلاق“ ملاحظہ ہو۔ سوم: یہ کہ اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ یہ تین طلاقوں والے مقدمات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور شیخین کے سامنے پیش ہو کر فیصلہ ہوتا تھا اور یہ کسی روایت میں نہیں ہے۔ واذا لیس فلیس

چہارم: یہ کہ حدیث صحیح مسلم کی ایسی ہے جیسے دوسری حدیث صحیح مسلم کی جابر بن عبد اللہ صحابی سے ہے۔ قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فوجدناه فی منزلة سالہ القوم عن اشیاء ثم ذکر والمتعة فقال نعم استمعنا صلی عہد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وابی بکر و عمر انتھی و فی روایة اخرى بعده ثم نهانا عمر فلم نعد لهما رای متعة النساء و متعة الحج) صحیح مسلم مع شرح نووی ص ۴۵۱ باب النکاح المتعة پس جو جواب اس جابر کی حدیث النساء کے جواز و عدم کا جواب ہے۔ وہی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اگر یہ جائز ہے تو پھر حدیث النساء بھی جائز ہے۔ ولا یقول بہ المحدثون۔

پنجم: اس سے ثابت ہوا کہ یہ تین طلاقیں یکم واحد یا حدیث النساء بالا بالا لوگ بے خبری میں کرتے رہے جس کا علم نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا نہ شیخین کو آخر میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو منع کر دیا۔ ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حدیث پر محدثین نے اور بھی کئی وجوہ سے کلام کیا ہے جس کی تشریح کچھ تو امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کی ہے کچھ اور بھی میں نے اپنی کتاب میں محدثین سے نقل کیا ہے۔

ششم: محدثین کی طرف مجلس واحد میں تین طلاق کو ایک شمار کرنے کی نسبت میں بھی کلام ہے یہ سخت مغالطہ ہے اصل بات یہ ہے کہ صحابہ و تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین صحابہ و تابعین و محدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں من ادعیٰ فعلیہ البیان بالبرہان و دونہ خوط القناد ملاحظہ ہو موطا امام مالک صحیح بخاری سنن ابو داؤد سنن الترمذی جامع ترمذی سنن ابن ماجہ و شرح مسلم امام نووی و فتح الباری و تفسیر ابن کثیر و تفسیر ابن جریر و کتاب الاعتبار الامام الحازمی فی بیان النسخ و المنسوخ من الآثار۔ اس میں امام حازمی نے ابن عباس کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے اور تفسیر ابن کثیر میں بھی الطلاق مرتان کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے دوسری حدیث نقل کی ہے جو سنن ابو داؤد میں باب فتح المراجعة بعد الطلقات الثلاث بسند خود نقل کی ہے۔ عن ابن عباس ان الرجل کان اذا طلق امراته فهو احق برجعته وان طلقها ثلثا فنسخ ذلك فقال الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان انتھی (عون المعبود ص ۲۲۵ ج ۲) امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱ جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے اور یہی حدیث لانے میں اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تولائے ہیں اور باب منعقد کیا

ہے اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد نسائی و ابن ابی حاتم و تفسیر ابن جریر و تفسیر  
عبد الحمید و مستدرک حاکم و قال صحیح الاسناد و الترمذی مرسلًا منسداً نقل کر کے کہا  
ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بنا کر اسی  
کو پسند کیا ہے، یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کر لیا کرتے تھے وہ  
اس حدیث سے منسوخ ہے پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر و ابن جریر  
دونوں کے نزدیک صحیح ہے، جیسے کہ مستدرک حاکم صحیح اسناد لکھا ہے اور قابل اعتماد  
ہے اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے اور امام ابو بکر محمد بن موسیٰ بن  
عثمان حازمی نے کتاب الاعتبار میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے۔ فاستقبل  
الناس الطلاق جدید امن یومئذ من کان منہم طلق او لم یطلق حتی  
یوقع الاجماع نسخ الحکم الاول و دل ظاہر کتاب علی نقیضہ  
جاءت السنة مفسرة للکتاب مبنیة رفع الحکم الاول الخ ص ۱۸۳ اور  
خود علامہ ابن قیم نے زاد المعاد مصری ص ۳۵۴ جلد ۲ میں لکھا ہے تفسیر  
الصحابی حجة وقال الحاکم هو عندنا مرفوع انتہی اور جب مسلم کی  
ابن عباس کی حدیث مذکور اجماع کے خلاف ہوئی تو خود شیخ الاسلام ابن تیمیہ  
کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہیے اس لئے کہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد دوم  
ص ۳۵۹ میں ہے کہ والخیر الواحد اذا خلاف المشهور المستفیض  
کان شاذًا وقد یکون منسوخًا انتہی و هذا کذلک فانہم وتدبر اور  
سنن ابی داؤد کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن  
واقد پر جو علامہ ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی  
بن حسین کو تقریب التہذیب میں صدوق بہم لکھا ہے وہم کے باعث ابو حاتم

نے اس کی تضعیف کی ہے مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لیس بہ باس اور وہم سے کون بشر خالی ہے۔ لہذا یہ کوئی جرح نہیں راوی معتبر ہے خصوصاً جبکہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے اور حسین بن واقد کو تقریب میں ثقہ لہ اوہام لکھا ہے اور یہ راوی راوۃ صحیح مسلم سے ہے اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے ملاحظہ ہو میزان الاعتدال باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں لہذا یہ حدیث حسن صحیح ہے قابل عمل و حجت ہے اور خود راوی ابن عباس کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا موید ہے ملاحظہ ہو موطا امام مالک وغیرہ

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث میں بھی سہو ہے فلا حجة فیہ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیت الطلاق مرتان سے پہلے آیت والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلاثۃ قروء (الی قوله) وبعولتھن احق بردھن فی ذلک ان ارادو اصلاحاً الایۃ ہے۔ اس کے بعد ہے الطلاق مرتان الایۃ اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مجمل مفتقر الی المبین یا کالعام مفتقر الی المخصص تھی کہ بعول مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد (یعنی رجوع ثابت تھا عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے پس آیت الطلاق مرتان نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے۔ اس کے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے اور بعض اصحاب ”تفسیر کبیر“ سے اپنے مطابق

قول کے بعد ہذا ہوا انیس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۳۸ ج ۲

اور وجہ کلام میں سے وجہ ہفتم یہ ہے کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ہشتم: یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے، تفصیل شرح صحیح مسلم نووی، فتح الباری وغیرہ مطولات میں ہے۔

نہم: یہ کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکور مرفوع نہیں، یہ بعض صحابہ کا فعل ہے، جس کو نسخ کا علم نہ تھا کما فی الوجہ الثالث والرابع وہم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی و تفسیر بن جریر و ابن کثیر وغیرہ کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہر کتاب و سنت صحیحہ و اجماع صحابہ وغیرہ ائمہ محدثین کے خلاف ہے لہذا حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہیں، یہ مسلک صحابہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال کے بعد کے محدثین کا ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالفت کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف النبلاء میں جہاں شیخ الاسلام کے متفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا

ہے اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب برپا ہوئے۔ ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی۔ قید کئے گئے۔ اس لئے کہ اس وقت یہ مسئلہ علامتِ ردائض کی تھی ص ۳۱۸ اور سبل السلام شرح بلوغ المزام مطبع فاروقی دہلی ص ۹۸ جلد ۲ اور التاج المکمل مصنفہ نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۲۸۶ میں ہے کہ امام شمس الدین ذہبی باوجود شیخ الاسلام کے شاگرد اور معتقد ہونے کے اس مسئلہ میں سخت مخالف ہیں۔ التاج المکمل ص ۲۸۸-۲۸۹

ہاں تو جب کہ متاخرین علماء اہلحدیث عموماً شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم کے معتقد ہیں اس لئے وہ بیشک اس مسئلہ میں شیخ الاسلام سے متفق ہیں اور وہ اسی کو محدثین کا مسلک بتاتے ہیں اور مشہور کر دیا گیا ہے کہ یہ مذہب محدثین کا ہے اور اس کے خلاف مذہب حنفیہ کا ہے۔ اس لئے ہمارے اصحاب فوراً اس کو تسلیم کر لیتے ہیں اور اس کے خلاف کو رد کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ فتویٰ یا مذہب آٹھویں صدی ہجری میں وجود میں آیا ہے اور ائمہ اربعہ کی تقلید چوتھی صدی ہجری میں رائج ہوئی۔

## قیاس

موجودہ غیر مقلدین حضرات صرف قرآن و حدیث کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں؛ یہ الگ بات ہے کہ اگر قرآن و حدیث کا کوئی ارشاد ان کے مخصوص نظریات کی تردید کرتا نظر آئے تو اس کو یکسر فراموش کر دیتے ہیں یا اس کی لایعنی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ”اجماع و قیاس“ کی کوئی حیثیت نہیں؛ حالانکہ امت مرحومہ کے لاتعداد مسائل اجماع و قیاس کی روشنی میں حل ہوتے ہیں۔ یہ لوگ ہم احناف اہل سنت کو ”اہل الرائے“ کا نام دیتے ہیں۔ اس مقام پر ان کی خدمت میں ان کے مناظر اعظم اور شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری کا فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جس میں انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ ہم اہل حدیث بھی قیاس کے منکر نہیں؛ حوالہ پیش خدمت ہے۔

☆ ”پہلے تو ہم اس سائل کی غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں کہ اہل حدیث قیاس اور اجماع کے منکر نہیں۔ جن لوگوں نے صحیح بخاری پڑھی ہے وہ جان سکتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کسی طرح قیاس سے کام لیتے ہیں۔ ہاں یہ بات ضروری ہے کہ علمائے اصول؛ خاص اصول حنفیہ والوں نے قیاس کیلئے جو شروط لکھی ہیں؛ اہل حدیث ان شروط کے ساتھ قیاس کو صحیح مانتے ہیں۔ ان کے بغیر قیاس کے منکر ہیں۔ جیسے علمائے اصل حنفیہ بھی منکر ہیں۔ مجملہ شروط کے بڑی شرط یہ ہے کہ قیاس میں مقیاس علیہ کا ہونا ضروری ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مقیاس میں کوئی نص خاص وارد نہ ہو؛ اس کی تفصیل اپنے علماء حنفیہ سے پوچھئے؛ ہم باقاعدہ قیاس کے منکر نہیں؛ ہاں بے قاعدہ قیاس خاص کر

نص صریح کے مقابلہ میں جو قیاس ہو، اہل حدیث اس سے منکر ہیں، اسی کے حق میں ایک بزرگ کا قول یہ ہے، اول من قاس ابلیس، سب سے پہلے قیاس کرنے والا شیطان تھا“ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۷۸۶)

نوٹ:-

قارئین کرام! ذرا غور کیجئے، اگر اہل حدیث غیر مقلد مشروط قیاس کو تسلیم کریں تو قرآن و حدیث کے علمبردار رہیں اور اگر اہل سنت و جماعت مشروط قیاس کو تسلیم کریں تو پھر بھی ان کو ”اہل الرائے“ کہا جائے، موجودہ دور کے غیر مقلدین کو اس قسم کی بے انصافی کا ازالہ کرنا چاہیے۔ مولوی امرتسری کے نزدیک احناف کی ”شروط قیاس“ صحیح ہیں۔ لہذا ان غیر مقلدین کو احناف کے قیاس پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ احناف پہلے قرآن و حدیث کو دیکھتے ہیں، اس کے بعد اجماع امت پر نظر رکھتے ہیں، اگر ان تینوں اصولوں سے بھی مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو ان کی روشنی میں مشروط قیاس سے کام لیتے ہیں اس کے باوجود غیر مقلدین نے ہر طرف ”پروپیگنڈہ سنٹر“ کھول رکھے ہیں، تاکہ سادہ دل لوگوں کو بہکانے کیلئے مہم عام کی جائے۔ کاش یہ سوچیں کہ ان کا مناظرِ اعظم قیاس کی ضرورت و اہمیت کو تسلیم کر چکا ہے اور احناف کی مشروط قیاس کو صحیح قرار دے چکا ہے، اس کے بارے میں ان کا خیال شریف کیا ہے؟

## ذاتی اور عطائی

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات و اوصاف ذاتی ہیں۔ جبکہ اس کے انبیاء و اولیاء کی صفات و اوصاف عطائی ہیں۔ ان کو جتنا بھی

کمال حاصل ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حاصل ہے۔ استاذی المکرم  
مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کیا خوب فرماتے ہیں۔

اللہ کی عطا کا تو انکار مت کرو

سرکار کی جو شان ہے بیشک عطائی ہے

ہمارے اس عقیدے کو لوگ ”مشرکانہ تقسیم“ قرار دیتے ہیں شاید یہ لوگ  
اپنے اکابر کی تحریروں سے آشنا نہیں یا آشنا ہیں تو ”تجاہل عارفانہ“ سے کام  
لے کر دوسروں کیلئے روحانی پریشانی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ ہمیں پوچھا  
جاتا ہے کہ یہ ”ذاتی اور عطائی“ کے الفاظ کہاں لکھے ہیں ہم کہتے ہیں جہاں  
تصرف کے معاملے میں ”ماتحت الاسباب“ اور ”ما فوق الاسباب“ کے  
الفاظ لکھے ہیں۔ کیا آپ لوگوں کی یہ اصطلاحیں خود ساختہ نہیں؟

۔ عقل منداں را اشارا کافی است

مذکورہ صدر عنوان کے تحت ہم علماء دیوبند کے مقتدر راہنماؤں کے فیصلے  
نقل کرتے ہیں جنہوں نے حجر اسود کے نفع و ضرر پہنچانے کے بارے میں  
”ذاتی اور عطائی“ کی قید لگائی ہے ذرا اہم و جرات سے کام لیتے ہوئے  
ان ”نقدس مآب ہستیوں“ پر بھی مشرکانہ تقسیم کی فرد جرم عائد کریں۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کا فیصلہ

صحیح مسلم شریف میں ایک حدیث پاک ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ  
تعالیٰ عنہ نے حجر اسود سے فرمایا ”بخدا میں تجھے بوسہ دے رہا ہوں حالانکہ  
میں خوب جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے“

اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی بوسہ نہ دیتا (کتاب الحج)

اس کی شرح میں مولوی خلیل احمد انیسٹھوی صاحب لکھتے ہیں۔

”لَا لِأَنَّ الْحَجَرَ يَنْفَعُ وَيُضِرُّ بِذَاتِهِ یعنی حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان نہیں پہنچاتا (بذل الحجود ج ۲ ص ۱۳۰)

نوٹ :-

یہ عبارت صاف صاف بتا رہی ہے کہ حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خصوصیات کی بنا پر نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے۔ کیونکہ یہ پتھر قیامت کے دن لوگوں کے اعمال کی گواہی دے گا اور بعض کو فائدہ پہنچائے گا اور بعض کو نقصان۔ یہی عقیدہ انبیاء اور اولیاء کے بارے میں مشروع ہے کہ وہ ذاتی طور پر نفع و نقصان کے مالک نہیں جیسا کہ آیت کریمہ ہے قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ (الاعراف) آپ فرما دیجئے کہ میں اپنی جان کیلئے نفع و نقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اس آیت کریمہ کے الفاظ ”إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ“ سے ”عطائی شان“ کا ظہور ہو رہا ہے۔ کاش یہ لوگ ’سوئے ظن‘ کے اندھیروں سے باہر نکلتے اور سوچتے کہ مسلمانوں کا سواد اعظم بھلا کیسے غلط عقیدہ اپنا سکتا ہے۔

### مولوی شبیر احمد عثمانی کا فیصلہ

حضرت مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کے مذکورہ فرمان کی تشریح میں رقم فرماتے ہیں۔

”حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتا..... میرے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت عمر کی مراد یہ تھی کہ تو عبادت کا مستحق نہیں ہے۔ جیسا کہ بت پرست اپنے بتوں کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں؛ کیونکہ جو چیز نفع و نقصان کی مالک نہ ہو وہ عبادت کے لائق نہیں ہے؛ پس ہمارا حجر اسود کی تعظیم کرنا اور اس کو بوسہ دینا اس پتھر کی عبادت نہیں اور نہ یہ مشرکوں کا طریقہ ہے؛ بلکہ یہ تو صرف شعائر اللہ کا ادب اور محبت ہے۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع اور آپ کے حکم کی تعمیل ہے۔

(فتح الملہم ج ۳ ص ۳۲۳)

نوٹ:-

مولوی عثمانی صاحب بھی ”بذاتہ“ کی قید لگا کر گویا اہل سنت و جماعت کی تائید کر رہے ہیں۔ یہاں ایک اور بھی مسئلہ معلوم ہوا کہ ہم جس طرح حجر اسود کی عبادت نہیں کرتے؛ اس کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سمجھ کر ادب و محبت کا حق دار سمجھتے ہیں؛ اس طرح ہم انبیاء اور اولیاء کی عبادت نہیں کرتے؛ ان کو اللہ تعالیٰ کی نشانی سمجھ کر ادب و محبت کا حقدار سمجھتے ہیں؛ لہذا ہمارے بارے میں ”وحشیانہ فتوے“ ختم کئے جائیں۔

کیا پانی پر دم کرنا جائز نہیں؟

حافظ صلاح الدین یوسف..... نجدی فکر کے حامل غیر مقلد قلمکار ہیں ان کی طرف سے پانی پر دم کرنے کے عنوان سے حوالہ جات سے مزین علمی و تحقیقی مضمون ہفت روزہ ”الاعتصام“ لاہور میں شائع ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی انہوں نے

اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ یہ ایک مذاکرہ علمیہ ہے دلائل کی روشنی میں اس کی حمایت یا مخالفت میں جو کچھ لکھا جائے گا اس کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اہل سنت کے موقف کی تائید میں ان کا یہ مضمون لائق مطالعہ ہے لہذا اسے پڑھئے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح الجامع بحوالہ طبرانی کبیر رقم: ۶۷۵۰)

آپ کا اپنا عمل بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ آپ نہ کھانے والی چیز میں پھونک مارتے تھے نہ پینے والی چیز میں۔

(ابن ماجہ الاطعمۃ؛ باب النخ فی الطعام رقم: ۳۲۸۸)

اس سے استدلال کرتے ہوئے بعض علماء کہتے ہیں کہ پانی پر دم کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ دم کا مطلب ہی یہ ہے کہ کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماری جائے جبکہ کھانے پینے والی چیزوں پر پھونک مارنا منع ہے۔ لہذا پانی پر دم کرنا ناجائز ٹھہرا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بطور خاص پانی پر دم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ لیکن آپ سے دموں کی جو صورتیں ثابت ہیں یا آپ کی موجودگی میں صحابہ کرام نے جو دم کئے جن کی آپ نے تائید فرمائی ان سے پانی پر دم کرنے کا جواز بھی نکل آتا ہے۔ اس سلسلے میں حسب ذیل پہلوؤں پر غور کرنا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دموں کی عام اجازت دی ہے صرف ایک شرط عائد کی ہے کہ وہ شرکیہ نہ ہوں۔ فرمایا: اعراضوا علی رقاکم، لا باس بالرقی، ما لم یکن فیہ شرک (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب

لاباس بالرتی مالم یکن فیہ شرک)

”تم مجھ پر اپنے دم پیش کر دو دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک اس

میں شرک نہ ہو۔“

اس سے معلوم ہوا کہ جن روایات میں دم کو ”تمام“ (تعویذات) کو

اور ”تولہ“ (ایسا عمل جو میاں بیوی کے درمیان محبت پیدا کرنے کیلئے کیا جاتا

ہے) کو شرک کہا گیا ہے (ابوداؤد الطب باب فی تعلق التمام رقم: ۳۸۸۳)

تو اس سے وہ دم (رتی) مراد ہیں جو شرکیہ کلمات پر مبنی ہوں جیسے ان میں غیر

اللہ سے استغاثہ یا استعاذہ کیا گیا ہو مثلاً فرشتوں کے یا انبیاء کے یا جنات

وغیرہ کے نام ان میں ہوں۔ لیکن اگر وہ دم قرآنی آیات یا اللہ تعالیٰ کے اسماء

وصفات پر مبنی ہوں یا ان میں اللہ سے دعا و استعاذہ کیا گیا ہو یا وہ مسنون اور

معروف اذکار کے ساتھ ہوں تو ایسے دم شرک نہیں بلکہ وہ بعض علماء کے

نزدیک تو مستحب ہیں اور بعض کے نزدیک جائز۔ یعنی ایسے دموں کے جواز

میں تو کوئی شک نہیں۔

۲ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معوذتین (قل اعوذ برب الفلق

اور قل اعوذ برب الناس۔ دونوں سورتیں) پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر

پھونک مارتے اور پھر ان ہاتھوں کو اپنے چہرے اور اپنے جسم پر پھیر لیتے تھے

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کا مرض الموت شدت

اختیار کر گیا اور آپ کیلئے اپنے ہاتھوں کو خود اپنے جسم پر پھیرنا مشکل ہو گیا تو

میں یہ سورتیں پڑھ کر آپ کے ہاتھوں پر پھونک مارتی اور پھر ان ہاتھوں کو

آپ کے جسم پر ملتی۔ امام بخاری نے یہ حدیث اپنی ”صحیح“ میں درج کی ہے

اور اس پر باب باندھا ہے۔

باب الرقی بالقرآن والمعوذات ”قرآن کریم اور معوذات کے ساتھ دم کرنے کا بیان“ جس سے امام بخاری کا یہ استدلال واضح ہے کہ قرآن کریم اور معوذات کے ساتھ دم کرنا جائز ہے اور اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

”علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ تین شرطوں کیساتھ دم کرنا جائز ہے۔

۱۔ وہ دم اللہ تعالیٰ کے کلام یا اس کے اسماء و صفات کے ساتھ ہو۔

۲۔ عربی زبان میں ہو اور اگر کسی اور زبان میں ہو تو اس کے معنی واضح

ہوں۔

۳۔ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ دم بذات خود موثر نہیں جب تک اللہ تعالیٰ کی

مشیت نہ ہو، یعنی موثر حقیقی اللہ ہی ہے۔“ (فتح الباری، کتاب الطب، باب الرقی

بالقرآن والمعوذات، رقم: ۳۵۷۵ ج ۱۰ ص ۲۴۰)

۴۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کرام سے دم کر کے مریض

پر پھونک مارنے کا ثبوت احادیث میں موجود ہے جس کیلئے نفث اور نقل کے

الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بابت آتا

ہے کہ آپ حضرت ثابت بن قیس کی بیمار پرسی کیلئے ان کے پاس تشریف

لے گئے، تو آپ نے یہ پڑھ کر (اکشف الباس رب الناس عن ثابت بن

قیس بن شماس) ”اے لوگوں کے رب! ثابت بن قیس سے تکلیف دور

فرمادے۔“ بطحان وادی سے تھوڑی سی مٹی لی اور اسے ایک برتن میں ڈال کر

اس پر پانی چھڑکا، پھر پانی ملی ہوتی مٹی کو ثابت بن قیس کے اوپر ڈالا۔

زبان میری ہے بات اُن کی

(ابوداؤد کتاب الطب باب فی الرقی رقم: ۳۸۸۵)

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب ایسے مریض کو دیکھتے جسے کوئی تکلیف ہوتی یا کوئی پھوڑا یا پھنسی ہوئی یا کوئی زخم ہوتا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی سبابہ انگلی کو زمین پر رکھ کر اٹھا لیتے اور یہ دعا پڑھتے۔

(باسم اللہ تربة ارضنا، بریقة بعضنا، یشفی بہ سقیمنا ہاذن ربنا، صحیح مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات والحفت رقم: ۲۱۹۳)

”اللہ کے نام سے، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے، ہم میں سے بعض کے لعاب دہن (تھوک) کے ساتھ اس کے ذریعے سے ہمارے رب کے حکم سے ہمارے بیماروں کو شفاء عطا ہو۔“

اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ اپنی انگشت مبارک میں مٹی لگاتے اور بریقة بعضنا کے لفظ سے استدلال کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ آپ دم کرتے وقت تھوکتے بھی تھے یعنی تھوک کے باریک ذرات شامل کرتے تھے۔ (فتح الباری کتاب الطب باب رقیۃ النبی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع دار السلام الرياض)

امام نووی فرماتے ہیں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی سبابہ انگلی پر اپنا لعاب دہن (تھوک) لگاتے، پھر اس کو مٹی پر رکھتے جس سے کچھ مٹی آپ کی انگلی پر لگ جاتی، پھر آپ اس انگلی کو بیماری والی جگہ پر یا زخمی آدمی پر ملتے اور مذکورہ دم پڑھتے۔ (حوالہ مذکور)

امام قرطبی کہتے ہیں اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ ہر قسم کی تکلیف

میں دم کرنا جائز ہے اور یہ طریقہ ان میں معروف تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنی سبابہ انگلی کو مٹی پر رکھنا اور پھر اسے مریض پر رکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دم کے وقت ایسا کرنا مستحب ہے۔ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں..... ”تھوک (یا پھونک) اور انگلی کو زمین پر مٹی لگانے کیلئے رکھنا‘ یہ بذات خود کوئی موثر چیزیں نہیں، بلکہ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ اور آثار رسول سے تبرک حاصل کرنے کے قبیل سے ہے۔“ (حوالہ مذکور)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فائدة النفث التبرک بتلک الرطوبة او الهواء الذی ماسه المنکر

کما یتبرک بغسالة ما یکتب من الذکر (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳)

”پھونک مارنے کا فائدہ اس رطوبت (تری) یا ہوا سے برکت حاصل

کرنا ہے جس کو اللہ کے ذکر نے مس کر لیا جیسے اللہ کے ذکر کو (کاغذ یا پلیٹ

وغیرہ میں) لکھ کر پھر اسے پانی میں ڈال کر اس کے دھون سے تبرک حاصل

کیا جاتا ہے۔“

۵ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض صحابہ کرام نے بھی

دم کرنے کا یہی طریقہ اختیار کیا تھا جو موثر ثابت ہوا تھا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے بھی اس کی تحسین و تائید ہی فرمائی تھی۔ جیسے مشہور واقعہ ہے کہ

کچھ صحابہ کرام سفر میں کسی قبیلے کے پاس ٹھہرے اس قبیلے کے لوگوں نے ان

صحابہ کی مہمان نوازی نہیں کی اتفاق سے قبیلے کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا

کچھ لوگ صحابہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ اس طرح کا معاملہ ہے

کیا آپ لوگوں کے پاس اس کا کوئی علاج یا دم ہے؟ صحابہ نے کہا تم نے

ہم مسافروں کی مہمان نوازی نہیں کی اس لئے جب تک تم کوئی معاوضہ مقرر نہیں کر لیتے ہم کچھ نہیں کریں گے انہوں نے کچھ بکریاں دینے کا وعدہ کر لیا۔ چنانچہ ایک صحابی نے سورہ فاتحہ کا دم شروع کر دیا وہ سورہ فاتحہ پڑھتا اور اس پر تھوک کیساتھ پھونک مارتا، حتیٰ کہ وہ سردار ٹھیک ہو گیا۔ صحابہ کرام یہ بکریاں لے کر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے اس کی بابت پوچھا تو آپ ہنسے اور فرمایا:

وما ادراك انها رقية؟ خذوها واضربوا لى بسهم (صحیح بخاری)

الطب: باب الرقی بفاتحہ الكتاب: رقم: ۷۵۳۶)

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ سورہ فاتحہ دم ہے؟ بکریاں لے لو اور اس میں

میرا حصہ بھی رکھو۔“

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”وفیہا انه قرأ بفاتحة الكتاب

وتفل ولم ينكر ذلك فكان ذلك حجة“ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۰۸)

”اس قصے میں ہے کہ صحابی نے سورہ فاتحہ پڑھی اور پڑھ کر تھوکا اور اس

پر نکیر (مخالفت) نہیں کی گئی پس یہ واقعہ حجت بن گیا۔“

۶ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے۔ باب النفث

فی الرقية، دم میں پھونک مارنا اور اس کے تحت انہوں نے تین حدیثیں نقل

کی ہیں جن میں دم پڑھ کر پھونک مارنے (نفث) کا حکم ہے یا آپ کے عمل

کا ذکر ہے اسی میں صحابہ کرام کا مذکورہ واقعہ بھی درج ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ

اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مقصود اس باب سے ان لوگوں

کا رد کرنا ہے جو پھونک مارنے کو مطلقاً مکروہ قرار دیتے ہیں اور ان لوگوں کا

بھی رد کرنا ہے جو خاص طور پر قرأت قرآن کے وقت پھونک مارنے کو برا سمجھتے ہیں۔

حافظ ابن حجر مزید لکھتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ نفث میں تھوک کے باریک ذرات ہوتے ہیں۔ ”ان فیہ ریفقاً حفیفاً“ آگے جا کر پھر لکھتے ہیں:

”وقد قدمت ان النفث دون التفل، واذا جاز التفل جاز النفث

بطریق الاولی“ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۵۸، ۲۵۹)

”میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ نفث (پھونک) تفل (تھک) سے کم تر

ہے اور جب (دم میں) تھوکننا جائز ہے تو پھونک مارنا تو بطریق اولیٰ جائز ہوگا۔“

مذکورہ مقدمات کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوائے شرکیہ دموں کے ہر قسم کے دم کو جائز قرار دیا ہے وہ قرآنی کلمات کے ساتھ ہوں یا اسماء و صفات الہیہ کے ساتھ ہوں یا مسنون و مشرع اذکار کے ساتھ ہوں۔

۲۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معوذات پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور پھر انہیں اپنے چہرے اور جسم پر پھیر لیتے تھے۔

۳۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی انگشت مبارک کو اپنے لعاب دہن (تھوک) سے تر کر کے اس پر مٹی لگائی اور پھر دم کر کے اس مٹی کو مریض پر یا مریض کے درد والے حصے پر لگا دیا۔

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے سورہ فاتحہ کا دم کر کے مریض پر تھوکا جس سے مریض ٹھیک ہو گیا، آپ نے اس عمل کی تائید فرمائی۔

۵ دم کر کے نفث (پھونک مارنے) کا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا ہے اور اس پر آپ نے عمل بھی کیا ہے۔

ان مقدمات پر غور کر کے اگر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے کہ پانی پر بھی دم کر کے اگر اس پر نفث یعنی پھونکا جائے تو ایسا کرنا جائز ہوگا کیونکہ اول تو دم کرنے کے بعد نفث میں شفاء کی تاثیر اللہ کے حکم سے پیدا ہو جاتی ہے۔ دوسرے کھانے پینے کی چیز میں پھونک مارنے کی جو ممانعت آئی ہے اس کیلئے نفع کا لفظ استعمال ہوا ہے اور دموں کیلئے ہر جگہ نفث کا لفظ آیا ہے۔

اس لئے نفث اور نفع میں فرق کرنا ضروری ہے لغوی اعتبار سے بھی اس فرق کی تائید ہوتی ہے۔ چنانچہ مصباح اللغات میں ہے: 'نفع' منہ سے پھونک مارنا اور نفث کے معنی لکھے ہیں: منہ سے تھوک پھینکنا اور تفل کے معنی ہیں۔ تھوکنے، گویا دم کر کے نفث کرنا یعنی تھوک کے باریک ذرات مریض پر پھینکنا اس میں اللہ نے شفاء رکھی ہے۔ یہ عمل اگر پانی پر کیا جائے تو پانی اللہ کے حکم سے شفاء کا ذریعہ بن سکتا ہے، چینی یا آٹے پر کیا جائے تو اس کے ذریعہ سے یہ بھی اگر اللہ چاہے تو شفاء ہو سکتی ہے۔ یہ نفع سے مختلف عمل ہے۔ نفع (یعنی کھانے پینے کی چیز میں یوں ہی پھونک مارنا) یقیناً ممنوع ہے۔ لیکن نفث ایک بابرکت عمل ہے ذکر الہی سے اس میں اللہ کے حکم سے شفاء کی تاثیر پیدا ہو جاتی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ایک اثر سے بھی ہمارے اس موقف کی تائید ہوتی ہے شرح السنہ میں ہے 'روی عن عائشہ انہا کانت لا تری باساً ان یعود فی الماء ثم یعالج بہ المریض' (شرح السنہ ۱/۱۲۶)

”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں کہ پانی میں تعوذ (منقول دم) پڑھا جائے اور پھر اس پانی کے ذریعے سے مریض کا علاج کیا جائے۔“

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک اور اثر منقول ہے۔

”كانت عائشة تقرأ بالمعوذتين في اثناء ثم تامر ان يصب علي

المريض“ (تفسیر القرطبی سورة الاسراء ج ۲۰ ص ۳۱۸)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کسی برتن میں معوذتین (قل اعوذ

برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) سورتیں پڑھتیں، پھر حکم دیتیں کہ

اس برتن (کے پانی) کو مریض پر اڈیل دیا جائے۔“

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے

علمی مقام و مرتبت اور قوت استنباط و تفقہ میں اس دور میں بلاشبہ آیت

آیات اللہ کے مصداق تھے وہ فرماتے ہیں۔ ”و كذلك الرقية في الماء

لابأس بهاء“ و ذلك بان يقرأ في الماء ويشربه المريض او يصب

عليه“ (مجموع فتاویٰ و مقالات متنوعہ ۵۲/۱ الطبعة الثانية ۱۹۹۶ء)

”اسی طرح پانی میں دم کرنے میں کوئی حرج نہیں، بایں طور کہ پانی میں

پڑھا جائے اور مریض اسے پی لے یا اسے اس پر انڈیل دیا جائے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

باب نووہم

مصادر و مراجع

## مصادر و مراجع

- ۱- امداد المشتاق از مولوی اشرف علی تھانوی
- ۲- فیصلہ ہفت مسئلہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر کی علیہ الرحمۃ
- ۳- صراط مستقیم از مولوی اسماعیل دہلوی بانی وہابیت
- ۴- بوادر النوار از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
- ۵- التذکیر از مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی
- ۶- فتاویٰ رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی
- ۷- ہدیۃ الہدی از نواب وحید الزماں غیر مقلد
- ۸- تاریخ اہل حدیث از مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد
- ۹- فتاویٰ عبدالحی از حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی
- ۱۰- تخریر الناس از مولوی محمد قاسم نانوتوی دیوبندی
- ۱۱- بذل الحیات از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد
- ۱۲- الروض الخصب از نواب صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد
- ۱۳- الداء والدواء کتاب التبعویذات از نواب صدیق حسن بھوپالی
- ۱۴- العقیدۃ الحمدیہ از محمد یوسف پنجابی غیر مقلد
- ۱۵- فضائل درود شریف از مولوی زکریا سہارنپوری دیوبندی

- ۱۶- قصص المحسنين از مولوی عبدالستار خان غیر مقلد
- ۱۷- احوال الآخرت از حافظ محمد لکھوی غیر مقلد
- ۱۸- مکتوبات شریفہ از سیدنا مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ
- ۱۹- اخبار الاخیار از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۰- ماہیت بالنسۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۱- کلمات از مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ
- ۲۲- بمعات از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۳- زبدۃ النصح
- ۲۴- انتہاء فی سلاسل اولیاء از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۵- تفسیر عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۶- تحفہ اثنا عشریہ از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۷- فتاویٰ عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۸- ملفوظات عزیزی از مولانا امام عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۲۹- فتاویٰ رفیع الدین از شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۳۰- نذر بزرگان از شاہ رفیع الدین دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۳۱- تفسیرات احمدیہ از مولانا احمد جیون علیہ الرحمۃ
- ۳۲- تفسیر روؤفی از حضرت شاہ عبدالرؤف رافت مجددی علیہ الرحمۃ
- ۳۳- طبقات کبریٰ از امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ
- ۳۴- فقہ محمدیہ
- ۳۵- نزل الابرار نواب نور الحسن بھوپالی

- ۳۶- نیل الاوطار از قاضی شوکانی امام الوہابیہ
- ۳۷- تفسیر ستاری از مولوی عبدالستار دہلوی
- ۳۸- کفایت المفتی از مولوی کفایت اللہ
- ۳۹- فتاویٰ ثنائیہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد
- ۴۰- التعلیق الحبیب از مولانا عبدالحی لکھنوی
- ۴۱- جہاد اکبر از حاجی امداد اللہ مہاجرکی علیہ الرحمۃ
- ۴۲- نالہ امداد غریب از حاجی امداد اللہ مہاجرکی علیہ الرحمۃ
- ۴۳- گلزار معرفت از حاجی امداد اللہ مہاجرکی علیہ الرحمۃ
- ۴۴- قصائد قاسمی از مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی
- ۴۵- امداد السلوک از مولوی رشید احمد گنگوہی
- ۴۶- اشرف المواعظ از مولوی اشرف علی تھانوی
- ۴۷- نشر الطیب از مولوی اشرف علی تھانوی
- ۴۸- عطر الوردہ از مولوی ذوالفقار علی دیوبندی
- ۴۹- الشہاب الثاقب از مولوی حسین احمد دیوبندی
- ۵۰- تفسیر عثمانی از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی
- ۵۱- التوسل از مولوی مشتاق احمد دیوبندی
- ۵۲- عقائد الاسلام از مولوی طاہر قاسمی دیوبندی
- ۵۳- مقدمہ مقامات حریری از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی
- ۵۴- عقائد الاسلام از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی
- ۵۵- تفسیر معارف القرآن از مولوی ادریس کاندھلوی دیوبندی

- ۵۶- اسلام از مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی
- ۵۷- خطیرۃ القدس از نواب صدیق حسن بھوپالی
- ۵۸- حج الکرامۃ از نواب صدیق حسن بھوپالی
- ۵۹- ترجمان القرآن از نواب صدیق حسن بھوپالی
- ۶۰- عقیدۃ الاسلام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی
- ۶۱- رحمۃ للعالمین از مولوی قاضی منصور پوری غیر مقلد
- ۶۲- سید البشر از مولوی قاضی منصور پوری غیر مقلد
- ۶۳- سیرت المصطفیٰ از میر ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد
- ۶۴- مختصر سیرت الرسول از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی
- ۶۵- تفسیر ماجدی از مولوی عبدالماجد دریا آبادی دیوبندی
- ۶۶- آفتاب نبوت از قاری طیب دیوبندی
- ۶۷- تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ
- ۶۸- مدارج النبوة از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۶۹- انفاس رحیمیہ
- ۷۰- قصیدہ اطیب النعم از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۷۱- تذکرۃ الخلیل
- ۷۲- عبارات اکابر
- ۷۳- مرثیہ محمود الحسن دیوبندی
- ۷۴- رسالہ خدام الدین لاہور
- ۷۵- جلاء الافہام از حافظ ابن قیم امام الوہابیہ

- ۷۶- آب حیات از قاسم نانوتوی
- ۷۷- فیض الباری شرح البخاری از نورشاه کشمیری
- ۷۸- تحفة الاحوذی شرح الترمذی
- ۷۹- المھند عقائد علماء دیوبند از خلیل احمد انیسٹھوی
- ۸۰- سیرت یعقوب و مملوک
- ۸۱- الدرالنضید از قاضی شوکانی
- ۸۲- مجموع الفتاویٰ از شیخ ابن تیمیہ
- ۸۳- ضمان التکمیل از اشرف علی تھانوی
- ۸۴- حیات اشرف از مولوی ظفر علی تھانوی
- ۸۵- رسالہ اہل حدیث امرتسر
- ۸۶- مکاتیب شیخ از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۸۷- تکمیل الایمان از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۸۸- فیوض الحرمین از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۸۹- ”یا“ حرف محبت از پیر محمد شبیر احمد
- ۹۰- سلاسل طیبہ از مولوی حسین احمد
- ۹۱- مدحیہ گنگوہی از محمود الحسن دیوبندی
- ۹۲- شائم امدادیہ ملفوظات حاجی مہاجر کی
- ۹۳- ازالۃ الریب از مولوی سرفراز گلکھروی
- ۹۴- کرامات امدادیہ از مولوی اشرف علی تھانوی
- ۹۵- اشرف السوانح

- ۹۶- مسک الختام شرح بلوغ المرام از صدیق حسن بھوپالی
- ۹۷- آثار صدیقی از صدیق حسن بھوپالی
- ۹۸- رسالہ الحق پشاور ترجمان مسلک دیوبند
- ۹۹- سوانح قاسمی از مناظر احسن گیلانی
- ۱۰۰- ارواح ثلاثہ از اشرف علی تھانوی
- ۱۰۱- فتاویٰ امدادیہ از اشرف علی تھانوی
- ۱۰۲- اشعۃ للمعات از شیخ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۳- جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی
- ۱۰۴- تذکرۃ الرشید، سوانح عمری رشید احمد گنگوہی
- ۱۰۵- الشمامۃ العنبریہ از صدیق حسن بھوپالی
- ۱۰۶- مائتہ مسائل از مولوی اسحاق دیوبندی
- ۱۰۷- مولد العروس از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۸- شفاء السائل از شاہ عبدالغنی دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۰۹- اثبات المولد والقیام از شیخ احمد سعید دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۱۰- حسن البنات کی ڈائری از حسن البنات شہید مصری
- ۱۱۱- مقامات خیر از حضرت مولانا زید فاروقی علیہ الرحمۃ
- ۱۱۲- آثار اقبال
- ۱۱۳- ذکر ولادت خیر الانام از شیخ محمود عطار دمشقی علیہ الرحمۃ
- ۱۱۴- انسائیکلو پیڈیا آف اسلام پنجاب
- ۱۱۵- البحر الرائق از امام زین العابدین مصری علیہ الرحمۃ

- ۱۱۶- شرح النقایہ از امام علی قاری علیہ الرحمۃ
- ۱۱۷- اتحاف السادة المتقين از امام مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ
- ۱۱۸- منہاج السنہ از شیخ ابن تیمیہ
- ۱۱۹- الہدی النبوی الصحیح از امام محمد علی الصابونی
- ۱۲۰- تعداد تراویح از حافظ عبدالمنان سلفی
- ۱۲۱- اہل حدیث کا مذہب از مولوی ثناء اللہ امرتسری
- ۱۲۲- عون الباری از نواب بھوپالی
- ۱۲۳- بدایۃ المجتہد از علامہ داؤد ظاہری غیر مقلد
- ۱۲۴- کنز الحقائق از نواب وحید الزماں
- ۱۲۵- حجۃ اللہ البالغہ از شاہ ولی اللہ دہلوی
- ۱۲۶- تحفۃ الاخیار از علامہ عبدالحی لکھنوی
- ۱۲۷- المغنی
- ۱۲۸- غنیۃ الطالبین منسوب بہ حضور غوث اعظم بغدادی قدس سرہ
- ۱۲۹- الحیاء بعد المماتہ از مولوی فضل حسین ہاری
- ۱۳۰- عمدۃ القاری از امام بدر الدین عینی علیہ الرحمۃ
- ۱۳۱- تفسیر الصاوی از امام احمد صاوی علیہ الرحمۃ
- ۱۳۲- المحلی بالآثار از ابن حزم ظاہری امام الوہابیہ
- ۱۳۳- صحیح سنن ابن ماجہ از البانی غیر مقلد
- ۱۳۴- شرفی علی الثنائیہ از شرف الدین دہلوی غیر مقلد
- ۱۳۵- ابن تیمیہ اور ان کے ہم عصر علماء از زید فاروقی علیہ الرحمۃ

- ۱۳۶- فقہ الفقیہ از محدث اعظم کولوی علیہ الرحمۃ
- ۱۳۷- کتاب البریلویہ کا تحقیقی جائزہ از علامہ محمد شرف قادری مدظلہ
- ۱۳۸- حیات وحید الزمان
- ۱۳۹- کرامات اہل حدیث از عبدالجید سوہدروی غیر مقلد
- ۱۴۰- کتاب الجملہ از صدیق حسن بھوپالی
- ۱۴۱- معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی غیر مقلد
- ۱۴۲- اشاعت السنۃ از محمد حسین بنا لوی غیر مقلد
- ۱۴۳- سراج الوہاج از صدیق حسن بھوپالی
- ۱۴۴- اہل حدیث اپنے اکابر کی نظر میں
- ۱۴۵- الفوائد البھیہ از مولانا عبدالحی لکھنوی
- ۱۴۶- درایت تفسیری از عبداللہ روپڑی
- ۱۴۷- تنبیہ الضالین از مولوی عبدالحق خسر مولوی نذیر حسین دہلوی
- ۱۴۸- حالات داود غزنوی
- ۱۴۹- الانصاف از شاہ ولی اللہ دہلوی
- ۱۵۰- عقدا الجید از شاہ ولی اللہ دہلوی
- ۱۵۱- الآثار المرفوعہ از عبدالحی لکھنوی
- ۱۵۲- آزاد کی کہانی از مولانا آزاد
- ۱۵۳- افاضات یومیہ از اشرف علی تھانوی
- ۱۵۴- شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک از عبید اللہ سندھی
- ۱۵۵- اعانتہ الطالبین از علامہ عثمان بن محمد مکی علیہ الرحمۃ

- ۱۵۶- شفا شریف از امام عیاض مالکی علیہ الرحمۃ
- ۱۵۷- حکم الاحتفال از مفتی ابن باز کی
- ۱۵۸- فضائل درود و سلام از سید حسن دیوبندی
- ۱۵۹- تحفہ محمدیہ از عبدالفتاح گلشن آبادی
- ۱۶۰- مخزن احمدی از سید محمد علی دیوبندی
- ۱۶۱- سوانح احمدی از مولوی جعفر دیوبندی
- ۱۶۲- سید احمد شہید از مولوی غلام رسول مہر دیوبندی
- ۱۶۳- انفاس العارفين از شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۶۴- الياقوتۃ الرابطة از اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ
- ۱۶۵- حیات النبی از اسماعیل گوجرانوالی غیر مقلد
- ۱۶۶- محمد بن عبد الوہاب از عبد الغفور عطار غیر مقلد
- ۱۶۷- تاریخ دعوت و عزیمت از ابوالحسن ندوی
- ۱۶۸- تاریخ التقلید از مولوی اشرف سندھو غیر مقلد
- ۱۶۹- سیرت ثنائی، سوانح ثناء اللہ امرتسری
- ۱۷۰- نقوش ابوالوفا
- ۱۷۱- سراجاً منیراً از میر سیالکوٹی
- ۱۷۲- رسالہ اعتصام ترجمان اہل حدیث
- ۱۷۳- براہین قاطعہ از خلیل انیسٹھوی
- ۱۷۴- تراجم علماء اہل حدیث از ابو یحییٰ نوشہروی
- ۱۷۵- رسالہ الارشاد

- ۱۷۶- ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث
- ۱۷۷- واضح البیان از میرسیالکوٹی
- ۱۷۸- حسن العزیز از مولوی عزیز الحسن دیوبندی
- ۱۷۹- ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات از یحییٰ نوشہروی غیر مقلد
- ۱۸۰- اتحاف النبلا از صدیق حسن بھوپالی
- ۱۸۱- مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان از حضرت زید فاروقی علیہ الرحمۃ
- ۱۸۲- تفسیر مجمع البیان از ابن الحسن طبری
- ۱۸۳- تفسیر قمی از علی بن ابراہیم قمی
- ۱۸۴- ناسخ التواریخ از مرزا محمد تقی
- ۱۸۵- الدرۃ النجفیہ از ابراہیم بن حسین انبلی
- ۱۸۶- روضۃ الصفا از محمد بن خاوند شاہ
- ۱۸۷- مروج الذهب از ابو الحسن مسعودی
- ۱۸۸- تفسیر صافی از فیض کاشانی
- ۱۸۹- نہج البلاغہ از حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
- ۱۹۰- تفسیر حسن عسکری امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ
- ۱۹۱- کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ
- ۱۹۲- جلاء العیون از ملا باقر مجلسی
- ۱۹۳- احقاق حق
- ۱۹۴- حملہ حیدری از مرزا محمد رفیع مشہدی
- ۱۹۵- شرح ابن حدید از علامہ عبدالحمید ابن حدید

- ۱۹۶- الاخبار الطوال از ابوحنیفہ احمد دینوری
- ۱۹۷- مناقب ابن شہر آشوب از علامہ ابن شہر آشوب
- ۱۹۸- احتجاج طبری
- ۱۹۹- معانی الاخیار
- ۲۰۰- حیات القلوب از ملا باقر مجلسی
- ۲۰۱- تفسیر منہج الصادقین از علامہ کاشانی
- ۲۰۲- منتهی الامال از عباس قتی
- ۲۰۳- منتخب التواریخ از ہاشم خراسانی
- ۲۰۴- اعلام انوری از فضل طبری
- ۲۰۵- فروع کافی
- ۲۰۶- تنقیح المقال
- ۲۰۷- مناقب آل ابی طالب
- ۲۰۸- لوا مع التنزیل
- ۲۰۹- کتاب استبصار
- ۲۱۰- تہذیب الاحکام
- ۲۱۱- نیزنگ فصاحت ترجمہ نہج البلاغہ
- ۲۱۲- آثار حیدری ترجمہ تفسیر حسن عسکری
- ۲۱۳- بحار الانوار
- ۲۱۴- الامالی طوسی
- ۲۱۵- رجال الکشی از شیخ محمد الکشی

- ۲۱۶- مقتل ابی مخنف  
 ۲۱۷- قرب الاسناد  
 ۲۱۸- مقاتل الطالبین  
 ۲۱۹- تاریخ الامم  
 ۲۲۰- عیون اخبار الرضا از شیخ صدوق قمی  
 ۲۲۱- من لا یحضرہ الفقیہ  
 ۲۲۲- اصول کافی از محمد بن یعقوب کلینی





شمس الدین محمد علی ندوی



شمس الدین محمد علی ندوی



شمس الدین محمد علی ندوی



شمس الدین محمد علی ندوی



نازروانی



نازروانی



شمس الدین محمد علی ندوی



محمد سائفل خان

گنج بخش  
ادب و لائبریری

قادری رضوی کتب خانہ